مؤلفین غدیر

(برّصغیر)

مؤلف

مولانا ڈاکٹر سید شہوار حسین نقوی

استاد دارالعلوم سید المدارس، امروہہ

نام کتاب : مؤلفین غدیر

مؤلف : مولانا ڈاکٹر سید شہوار حسین نقوی

نظر ثانی : حجۃ الاسلام مولانا سید نذر امام نقوی

سال اشاعت : ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ/ اکتوبر ۲۰۱۲ء

قیمت : ۵۰ روپئے

تعداد اشاعت : ایک ہزار (۱۰۰۰)

ناشر

ولایت فاونڈیشن

۱۸ر تلک مارگ، نئی دہلی۔ ہندوستان

﴿مؤلف ایک نظر میں﴾

نام: سید شہوار حسین نقوی

والد: جناب سید علمدار حسین مرحوم

تاریخ پیدائش: ۱۳؍رجب ۱۳۹۲ھ/ ۵؍مئی ۱۹۷۲ء، امروہہ

تعلیم: امام المدارس انٹر کالج امروہہ، جامعہ ناظمیہ لکھنؤ،

فاضل ادب عربی و فارسی بورڈ، امام المدارس انٹر کالج امروہہ،

فاضل تفسیر لکھنؤ یونیورسٹی، حوزہ علمیہ قم ایران،

Ph.D,M.A. روہیلکھنڈ یونیورسٹی، بریلی

مشاغل: مدرس دار العلوم سید المدارس امروہہ

امام جمعہ مرادآباد۔ تحقیق، تصنیف و تالیف

علمی آثار: فہرست کتب شبھات و ردّ ھائے علماء شیعہ (فارسی) ۱۹۹۸ء

اسلامی جنرل نالج ۲۰۰۲ء

تذکرۂ علمائے امروہہ ۲۰۰۳ء

جواہر الحدیث ۲۰۰۳ء

تالیفات شیعہ، فارسی (گولڈ میڈل) ۲۰۰۵ء

ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی میں امروہہ کا حصہ ۲۰۰۷ء

مقدمہ تاریخ اصغری	۲۰۰۷ء
مقدمہ ترجمہ قرآن ڈاکٹر زیرک حسین	۲۰۱۰ء
علامہ یوسف حسین نجفی حیات اور خدمات	۲۰۱۱ء
تذکرۂ شہدائے کربلا	۲۰۱۲ء
تذکرۂ مفسرین امامیہ	۲۰۱۲ء
علامہ محمد شاکر حیات اور کارنامے	۲۰۱۲ء
شارحین نہج البلاغہ	۲۰۱۲ء
مہدی نظمی حیات و خدمات	

فہرست

منظومات

پیش لفظ

واقعۂ غدیر خم تاریخ اسلام کا وہ مستند و معتبر واقعہ ہے جسکا ذکر ہر صدی کے علماء نے بڑے اہتمام سے اپنی تالیفات میں کیا ہے اور ارباب علم و دانش کی ایک بڑی تعداد نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تحریر کی ہیں۔ اگر چہ اس واقعہ کی قولی و کتبی ترویج سرزمین عراق و ایران پر زیادہ ہوئی مگر علمائے عراق و ایران کے شانہ بہ شانہ علمائے برصغیر نے بھی اپنے گرانقدر علمی شہ پاروں کے ذریعہ واقعہ غدیر کی تشہیر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر افسوس کہ ہندوستان میں ابھی تک ان علماء کی علمی خدمات کا تحقیقی جائزہ نہیں لیا گیا۔

جب میں کتاب ''شارحین نہج البلاغہ'' کی تالیف سے فارغ ہوا تو خیال آیا کہ مؤلفین غدیر کی تخلیقات کا جائزہ لیا جائے تا کہ نسل نو ان یادگار خدمات سے آگاہی حاصل کر سکے توفیق الٰہی شامل حال ہوئی مولائے غدیرؑ کے توسل سے تالیف کا سلسلہ شروع کیا جو بحمد اللہ ۱۱؍ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ بروز ولادت باسعادت امام علی رضا علیہ السلام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

کتاب کی تالیف میں معتبر منابع و مآخذ کا سہارا لیا منظومات کے سلسلے میں ماہنامہ اصلاح کے ولایت امیر المومنینؑ نمبر اور کتاب غدیر تنظیم المکاتب، لکھنؤ سے استفادہ کیا اسکے علاوہ مختلف شہروں کے کتب خانوں اور علمی شخصیات سے رجوع کیا اور معلومات حاصل کیں۔

کتاب کو الف، باء کے اعتبار سے دو حصوں میں مرتب کیا ہے۔ پہلا حصہ نثری تخلیقات

سے متعلق اور دوسرا حصہ منظومات سے متعلق ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ شعرائے غدیر کی ایک بڑی تعداد ہے جنھوں نے اشعار کے ذریعہ واقعہ غدیر کو فروغ دیا۔ ان تمام شعراء کا ذکر کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے مگر چند شعراء کے منتخب غدیری اشعار کو کتاب میں شامل کیا ہے۔

کتاب کا نام ''مؤلفین غدیر'' رکھا اور حتی المقدور کوشش یہی رہی کہ بالاستیعاب تمام مؤلفین کا ذکر ہو جائے مگر پھر بھی کچھ نام باقی رہ جانے کا امکان ہے لہٰذا اگر کچھ نام رہ گئے ہوں تو اہل نظر سے امید ہے کہ مطلع فرمائیں گے تاکہ انھیں دوسری اشاعت میں شامل کیا جاسکے۔

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای مہدوی پور دامت برکاتہ نمائندہ ولی فقیہ، دہلی کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے کتاب کی اشاعت کی ذمہ داری قبول فرمائی اور اسے شائع فرمایا۔

ڈاکٹر مولانا محمد سیادت نقوی امام جمعہ امروہہ، مولانا سید غلام عباس صاحب، پرنسپل دارالعلوم سید المدارس امروہہ، خطیب اھلبیت مولانا سید نعیم عباس صاحب نگراں جامعۃ المنتظر، مولانا حمید الحسن زیدی صاحب ایڈیٹر مجلّہ تنظیم المکاتب لکھنؤ، مولانا محمد حسنین باقری صاحب نائب مدیر مجلۂ اصلاح لکھنؤ اور مولانا عالم مہدی صاحب زیدپوری کا ممنون ہوں جنھوں نے ضروری کتب فراہم کیں جو تالیف میں مددگار ثابت ہوئیں۔

آخر میں والدہ محترمہ اور برادران گرامی جناب تاجدار حسین صاحب، جناب شاندار حسین صاحب، جناب اقتدار حسین صاحب کا مشکور ہوں جو مجھے لکھنے پڑھنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ خداوند ان سب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور میری اس کاوش کو والد محترم جناب علمدار حسین صاحب مرحوم اور دادا جناب سید اختر حسین صاحب مرحوم کی مغفرت کا ذریعہ قرار دے۔

فقط
سید شہوار حسین نقوی
اسلامی ریسرچ سینٹر، محلّہ حقانی، امروہہ
۱۱ر ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ، ۲۹ر ستمبر ۲۰۱۲ء بروز شنبہ
موبائل: 09319901464

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی جعلنا من المتمسکین بولایۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب و الائمۃ المعصومین علیھم السلام والصلوٰۃ والسلام علی من امرنا بتمسک حبلہ حبل اللہ المتین و علی عترتہ الغر المیامین

ہجرت کا دسواں سال تھا جب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیات طیبہ کا آخری حج انجام دینے کیلئے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے، آپ کے ہمراہ بڑی تعداد میں صحابہ کرام موجود تھے۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہونے کے بعد جب آپ نے مراجعت کی اور قافلہ ۱۸/ذی الحجہ ۱۰ھ کو میدان غدیر خم میں پہنچا تو حضرت جبرئیل آیت لیکر نازل آئے:

"یا ایھا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس"۔

(سورۂ مائدہ۔آیت:٦٧)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قافلے کو رکنے کا حکم دیا پالان شتر کا منبر بنوایا اور آپ نے انتہائی فصیح وبلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا:

"من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ"۔

جس کا میں حاکم ہوں اسکے یہ علی حاکم ہیں۔

پھر آیت نازل ہوئی:

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا"۔

(سورۂ مائدہ۔آیت:۳)

آپؐ نے صحابہ سے فرمایا:

علیؑ کو مبارکباد دو! تمام صحابہ نے ہدیہ تبریک پیش کیا۔ یہ واقعہ اتنا مسلّم الثبوت ہے کہ اکثر صحابہ اور تابعین نے اسے نقل کیا ہے۔ علامہ امینیؒ نے کتاب "الغدیر" میں جس کا ترجمہ مولانا علی اختر مرحوم گوپالپوری نے اردو زبان میں کیا ہے اور ان تمام صحابہ، تابعین، علماء و مفسرین اور متکلمین کا ذکر تفصیل سے کیا ہے جنھوں نے واقعہ غدیر کو نقل کیا ہے، ہم نے اسی سے استفادہ کرتے ہوئے ان علماء کی فہرست درج کی ہے۔

وہ ائمہ تاریخ جنھوں نے واقعۂ غدیر کا ذکر کیا ہے:

۱۔ بلاذری (متوفی ۲۷۹ھ) نے "انساب الاشراف" میں

۲۔ ابن قتیبہ (متوفی ۲۷۶ھ) نے "معارف" اور "الامامۃ والسیاسۃ" میں

۳۔ طبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے "کتاب مفرد" میں

۴۔ ابن ذولاق (متوفی ۲۸۷ھ) نے اپنی "تالیف" میں

۵۔ خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے اپنی "تاریخ" میں

۶۔ ابن عبدالبر (متوفی ۴۶۳ھ) نے "استیعاب" میں

۷۔ شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) نے "الملل والنحل" میں

۸۔ابن عساکر(متوفی ۵۷۱ھ)نے اپنی ''تاریخ''میں
۹۔یاقوت حموینی نے ''معجم الادباء'' کے آخری ایڈیشن میں
۱۰۔ابن اثیر(متوفی ۶۳۰ھ)نے ''اسد الغابہ''میں
۱۱۔ابن ابی الحدید(متوفی ۶۵۶ھ)نے ''شرح نہج البلاغہ''میں
۱۲۔ابن خلکان(متوفی ۶۸۱ھ)نے اپنی ''تاریخ''میں
۱۳۔یافعی(متوفی ۷۶۸ھ)نے مرآۃ الجنان''میں
۱۴۔ابن شیخ بلوی(متوفی ۶۰۵ھ)نے ''الف،باء''میں
۱۵۔ابن کثیر شامی(متوفی ۷۷۴ھ)نے ''البدایہ والنہایہ''میں
۱۶۔ابن خلدون(متوفی ۸۰۸ھ)نے ''مقدمۂ تاریخ''میں
۱۷۔شمس الدین ذہبی(متوفی ۷۴۸ھ)نے ''تذکرۃ الحفاظ''میں
۱۸۔نویری(متوفی ۸۳۳ھ)نے ''نہایۃ الارب فی فنون الادب''میں
۱۹۔ابن حجر عسقلانی(متوفی ۸۵۲ھ)نے ''اصابہ''اور ''تہذیب التہذیب''میں
۲۰۔ابن صباغ مالکی نے (متوفی ۸۵۵ھ)نے ''الفصول المہمہ''میں
۲۱۔مقریزی(متوفی ۸۴۵ھ)نے ''الخطط''میں
۲۲۔جلال الدین سیوطی(متوفی ۹۱۰ھ)نے اپنی اکثر کتب میں
۲۳۔قرمانی دمشقی(متوفی ۱۰۱۹ھ)نے ''اخبار الدول''میں
۲۴۔نورالدین حلبی(متوفی ۱۰۴۴ھ)نے ''سیرۂ حلبیہ''میں

واقعۂ غدیر کو نقل کرنے والے محدثین:

۱۔امام ''ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی''(متوفی ۲۰۴ھ)نے بروایت نہایہ
۲۔امام ''احمد بن حنبل''(متوفی ۲۴۱ھ)نے اپنی مسند و مناقب میں

۳۔ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) نے سنن میں
۴۔ترمذی (متوفی ۲۷۶ھ) نے صحیح میں
۵۔نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) نے خصائص میں
۶۔ابویعلی الموصلی نے (متوفی ۳۰۷ھ) نے مسند میں

مفسرین:

طبریؔ، ثعلبیؔ، واحدیؔ، بغویؔ، قرطبیؔ، فخر الدین رازیؔ، قاضی بیضاویؔ، ابن کثیر شامیؔ، نیشاپوریؔ، سیوطیؔ، عمادیؔ، خطیب شربینیؔ، قاضی شوکانیؔ، آلوسی بغدادیؔ اور

متکلمین نے واقعہ غدیر نقل کیا ہے ان کے نام ہیں: قاضی ابوبکر باقلانی، قاضی ایجی شافعی، شریف جرجانی، بیضاوی، شمس الدین اصفہانی، تفتازانی، اور قوشجی ....

جن دوسرے متکلمین نے واقعہ غدیر کو نقل کیا ہے ان میں قاضی نجم محمد شافعی سیوطی، مفتی شام سماوی اور علامہ آلوسی بغدادی کے نام سرفہرست ہیں۔

ماہرین لغت کو بھی حدیث غدیر کا اشارتی تذکرہ کئے بغیر چارہ نہ تھا، انہیں مولا، خم، غدیر اور ولی کے معنی بیان کرنا ہی تھا۔ ان ماہرین لغت میں ابن درید، ابن اثیر، حموی زبیدی اور بنہانی لائق ذکر ہیں۔

حدیث غدیر کے راوی صحابہ

(الف)

۱۔ابو ہریری دوسی: وفات ۵۷

۲۔ابولیلیٰ انصاری: کہا جاتا ہے کہ جنگ صفین میں شہادت پائی۔

۳۔ابوزینت انصاری۔

۴۔ابوفضالہ انصاری: جنگ بدر میں شریک تھے جنگ صفین میں شہادت پائی، مقام رحبہ میں موجود تھے اور انھوں نے حدیث غدیر کی گواہی دی تھی۔

۵۔ابوقدامہ انصاری: یہ بھی مقام رحبہ کے مناشدہ میں موجود تھے، حدیث غدیر کی گواہی دی تھی۔

۶۔ابوعمرہ بن عمرہ بن محسن انصاری: اسد الغابہ ابن اثیر کے مطابق یہ بھی مقام رحبہ میں گواہی دینے والوں میں تھے۔

۷۔ابوالھیثم بن تیھان: آپ صفین میں شہید ہوئے۔

۸۔ابورافع قبطی: آپ رسول خداؐ کے غلام تھے۔

۹۔ابوذویب خویلد: آپ جاہلی واسلامی دونوں عہد کے شاعر تھے۔

۱۰۔ابوبکر بن قحافہ تیمی: انکی حدیث غدیر کومختلف کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۱۱۔اسامہ بن زید بن حارثہ کلبی۔

۱۲۔ابیّ بن کعب انصاری: آپ سید القراء تھے۔(متوفی ۳۰۔۳۲ھ)

۱۳۔اسعد بن زرارہ انصاری۔

۱۴۔اسماء بنت عمیس خشعمیہ: ان کی روایات ابن عقدہ کی کتاب الولایہ میں ہے۔

۱۵۔ام سلمٰی (س) زوجہ رسولؐ: ابن عقدہ نے عمر و بن سعد بن عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ، انھوں نے اپنے باپ دادا کی سند سے، ام سلمہ (س) نے فرمایا کہ رسولؐ نے غدیر خم میں علیؑ کو اس قدر بلند کیا کہ سفیدی بغل نمایاں ہوگئی، پھر فرمایا: ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' اس کے بعد حدیث غدیر بیان کی۔

۱۶۔ام ھانی بن ابوطالب: آپ نے غدیر کی تفصیلات بیان کی ہیں۔

۱۷۔ابوحمزہ انس بن مالک انصاری خزرجی: خادم رسولؐ تھے، ۹۳ھ میں وفات ہوئی۔

(ب)

۱۸۔ براء بن عاذب انصاری اوسی: آپ کوفہ میں رہتے تھے، ۷۲ھ میں انتقال کیا۔

۱۹۔مسند ابن ماجہ: اس میں ابن حدیمان کی روایت ہے۔ براء کہتے ہیں کہ ہم حج اکبر میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے آپ ایک جگہ ٹھہرے نماز جماعت کے بعد علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا میں مومنین کی جانوں پر ان سے زیادہ بااختیار نہیں ہوں؟ سب نے تائید کی تو فرمایا: یہ علیؑ بھی مومنین کا ولی ہے جیسے میں ولی ہوں۔ خدایا تو اس کے دوست کو دوست اور اس کے دشمن کو دشمن رکھ۔

البدایہ والنہایہ ابن کثیر میں ابن ماجہ، حافظ عبد الرزاق، حافظ بویعلی موصلی، حافظ حسن بن سفیان اور ابن جریر طبری کی سند سے، اس طریقہ روایت میں معمر، ابن جدعان اور عدی کی سند ہے، وہ براء سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ غدیر خم میں پہنچے، اس کے بعد نماز اور اولی بالتصرف کا اقرار چار مرتبہ اس کے بعد حدیث غدیر اور دعائے ولایت کا ذکر ہے، بعد میں حضرت عمر بن خطاب نے تہنیت پیش کی، حافظ ابو محمد عاصی زین الفتیٰ میں ابو بکر جلدب سے روایت کرتے ہیں۔

۱۹۔ بریدہ بن الحصیب ابو سہل اسلمی۔

(ث، ج)

۲۰۔ ابو سعید ثابت بن ودیعہ انصاری خزرجی مدنی۔

۲۱۔ جابر بن سمرہ بن جنادہ ابو سلیمان سوائی: کوفے میں قیام تھا، ان کی وفات ۷۰ھ میں ہوئی۔

۲۲۔ جابر بن عبد اللہ انصاری: آپ نے ۹۴ سال عمر پائی

۲۳۔ جبلہ بن عمرو: ابن عقدہ نے حدیث الولایۃ میں ان سے روایت کی ہے۔

۲۴۔ جبیر بن مطعم بن عدی قرشی نوفلی۔

۲۵۔ جریر بن عبد اللہ بن جابر بجلی۔

۲۶۔ ابوذر جندب بن جنادہ غفاری: متوفی ۳۱ھ۔

۲۷۔ ابو جنیدہ جندع بن عمرو بن مازن انصاری: ابن اثیر نے اسد الغابہ میں عبد اللہ العلاء، زہری سعید، خباب، ابی عنفوانہ مازنی اور وہ جندع سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرمؐ کو

فرماتے ہوئے سنا: میری طرف جھوٹ کی نسبت دینے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے اور میں کہنے سے خاموش نہیں رہوں گا آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع کی واپسی میں غدیر کے مقام پر حدیث ولایت ارشاد فرمائی۔

عبداللہ بن علاء نے زہری سے سوال کیا: ''شام میں علیؑ پر سب وشتم ہوتا ہے وہاں یہ حدیث کیوں نہیں بیان کرتے؟

جواب میں عبداللہ نے کہا:

''خدا کی قسم! میرے پاس فضائل علیؑ میں اس قدر احادیث ہیں کہ اگر بیان کروں تو قتل کر دیا جاؤں''۔ اس روایت کو مشائخ ثلاثہ نے بیان کیا ہے۔

(ح)

۲۸۔ رحبہ بن جوین۔

۲۹۔ حبشی بن جنادہ سلولی: آپ کوفہ کے باشندے تھے، مناشدہ رحبہ میں موجود تھے، آپ کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں: حدیث الولایۃ ابن عقدہ، اسد الغابہ ابن اثیر، ریاض النضرہ طبری، جمع الجوامع سیوطی، کنز العمال متقی، البدایۃ والنہایہ ابن کثیر اور حافظ ہیثمی نے مجمع الزوایدمیں ان سے روایات نقل کی ہیں، سیوطی کی تاریخ الخلفاء بدخشی کی نزل الابرار، مفتاح النجاح، الاکتفا اور اسنی المطالب میں حبشی کو راویان حدیث میں شمار کیا ہے۔

۳۰۔ حبیب بن بدیل بن ورقاء خزاعی۔

۳۱۔ حذیفہ بن اسید ابوسریحہ غفاری: آپ اصحاب بیعت رضوان میں ہیں۔ ۴۱ یا ۴۰ھ میں انتقال کیا۔

طبرانی کی الکبیر اور ضیا کی مختارہ کے علاوہ صحیح ترمذی نے بھی اس حدیث کو لکھ کر صحیح و حسن ہونے کی توثیق کی ہے۔

ابن اثیر نے اسد الغابہ میں اور حموینی نے فرائد میں ابوعمر، ابونعیم، ابوموسیٰ جیسے حفاظ کی سند سے اور ابن صباغ مالکی نے فصول المہمہ میں عجلی کی سند سے بحوالہ الموجز فی فضائل الخلفاء الاربعہ میں پوری حدیث نقل کی ہے۔

۳۲۔ حذیفہ بن یمان الیمانی: متوفی ۳۶ھ۔ حدیث الولایۃ ابن عقدہ، نخب جعابی، دعاۃ الہداۃ حسکانی، اسنی المطالب جزری۔

۳۳۔ حساب بن ثابت: پہلی صدی ہجری کے شعرائے غدیر میں ہیں۔

۳۴۔ امام حسن مجتبیٰؑ: ابن عقدہ اور جعابی و خوارزمی نے آپؑ کو راویان حدیث غدیر میں شمار کیا ہے۔

۳۵۔ امام حسینؑ شہید کربلا: آپؑ کی روایات ابن عقدہ کی حدیث الولایۃ اور نخب جعابی کے علاوہ مقتل خوارزمی میں ہیں۔ حافظ عاصمی نے زین الفتیٰ میں روایت کی ہے جسے حافظ مغازلی نے مناقب اور حافظ ابونعیم نے حلیہ میں بھی درج کیا ہے۔

امام حسینؑ کا احتجاج اپنے مقام پر آئے گا۔

(خ)

۳۶۔ ابوایوب خالد زید انصاری: غزوہ روم میں شہید ہوئے۔

۳۷۔ ابوسلیمان خالد بن ولید بن مغیرہ مخزومی۔

۳۸۔ خزیمہ بن ثابت الانصاری: ذی الشہادتین ۳۸ھ میں جنگ صفین میں شہید ہوئے،

ان کی روایت مندرجہ ذیل علماء نے کی ہے: ابن عقدہ جعابی، سمہودی ابن اثیر، جزری اور قاضی۔

۳۹۔ ابوشریح خویلد (معروف بہ) ابن عمرو خزاعی۔ مدینہ میں سکونت پذیر تھے، ۶۸ھ میں وفات پائی، یہ مناشدہ رحبہ میں موجود تھے۔

(ر۔ز)

۴۰۔ رفاعہ بن عبدالمنذ رانصاری۔

۴۱۔ زبیر بن العوام قرشی۔ ۳۶ھ میں مارے گئے۔ ان سے حسب ذیل علماء نے حدیث لی ہے: ابن عقدہ، جعابی، منصور رازی، ابن مغازلی، جزری۔

۴۲۔ زید بن ارقم انصاری خزرجی۔ وفات ۶۶ھ میں ہوئی، احمد بن حنبل نے مسند میں ان سے روایت لی ہے، ابن نمیر، عبدالملک عطیہ عوفی نے زید بن ارقم سے پوچھا: میرا ایک داماد ہے جو حدیث غدیر بیان کرتا ہے اسے آپ سے سننا چاہتا ہوں زید نے کہا، تم عراق والے کینہ توز ہو، میں نے کہا: میری طرف سے کوئی اندیشہ نہ کیجئے۔ اس اطمینان کے بعد انھوں نے پوری حدیث غدیر بیان کی۔ عطیہ نے پوچھا: اس موقع پر حضورؐ نے اللھم وال من والاہ بھی فرمایا تھا۔ زید نے جواب دیا: میں تو تم سے اسی طرح بیان کرتا ہوں جس طرح میں نے سنا ہے۔

۴۳۔ ابوسعید زید بن ثابت۔ متوفی ۴۸ھ بعض نے ۵۰ھ کے بعد لکھا ہے ان سے ابن عقدہ، ابوبکر جعابی اور جزری نے روایت کی ہے۔

۴۴۔ زید، یزید بن شراجیل انصاری۔ انھوں نے بھی مناشدہ میں حضرت علیؑ کے سامنے گواہی دی تھی۔ اسے ابن عقدہ، ابن اثیر، ابن حج، مقتل خوارزمی اور تاریخ آل محمدؐ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۴۵۔زید بن عبداللہ انصاری: ان کی حدیث ابن عقدہ نے باسناد خود لکھی ہے۔

(س)

۴۶۔ابواسحاق سعد بن ابی وقاص: متوفی ۵۴ھ۔

۴۷۔سعد بن جنادہ عوفی والد عطیہ عوفی۔

۴۹۔ابوسعید، سعد بن مالک انصاری خدری: متوفی ۶۳، ۶۴ یا ۶۵ ہجری قبرستان بقیع میں مدفون ہیں۔

۵۰۔سعید بن زید قرشی عدوی: متوفی ۵۰۔۵۱ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔

۵۱۔سعید ابن سعید بن عبادہ انصاری۔

۵۲۔ابوعبداللہ سلمان فارسی: متوفی ۳۶۔۳۷ھ ان کی عمر تین سو سال بتائی جاتی ہے۔

۵۳۔ابومسلم سلمہ بن اکوع اسلمی: متوفی ۷۴ھ ابن عقدہ نے ان سے روایت کی ہے۔

۵۴۔ابوسلیمان سمرہ بن جندب فرازی: حلیف انصار، بصرہ میں انتقال کیا۔

۵۵۔سہل بن حنیف انصاری اوسی: متوفی ۳۸ھ حافظ ابن عقدہ، جعابی اور ابن اثیر نے اسد الغابہ میں روایت کی ہے یہ ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے رحبہ میں حدیث غدیر کی گواہی دی تھی۔

۵۶۔ابو العباس سہل بن سعد انصاری خزری: ساعدی، سو سال کی عمر میں ۹۱ھ میں انتقال کیا مناشدہ میں انھوں نے بھی گواہی دی تھی۔

(ص۔ض)

۵۷۔ابوامامہ الصدی بن عجلان باہلی: شام میں رہتے تھے، ۸۶ھ میں انتقال کیا۔

۵۸۔ضمیرہ اسدی: ابن عقدہ نے حدیث الولایۃ اور کتاب الغدیر میں ان سے روایت کی ہے۔

(ط)

۵۹۔طلحہ بن عبید اللہ تمیمی: ۳۶ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں جنگ جمل میں مارے گئے۔

(ع)

۶۰۔عامر بن عمیر نمیری: ابن عقدہ اور ابن حجر نے اصابہ میں ان سے روایت کی ہے۔

۶۱۔عامر بن لیلی بن ضمرہ

۶۲۔عامر بن لیلی غفاری: ابن حجر نے اصابہ میں غفاری کا تذکرہ کیا ہے۔

۶۳۔ابو طفیل عامر بن واثلہ

۶۴۔عائشہ بنت ابوبکر بن ابی قحافہ (زوجہ رسولؐ) ان سے ابن عقدہ نے روایت کی ہے۔

۶۵۔عباس بن عبد المطلبؑ (رسول کے چچا) ۳۲ھ میں وفات پائی۔

۶۶۔عبد الرحمٰن بن عبد ربہ انصاری: انھوں نے بھی رحبہ میں گواہی دی تھی۔

۶۷۔ابو محمد عبد الرحمٰن بن عوف قرشی زہری

۶۸۔عبد الرحمٰن بن یعمر الدیلی: کوفہ میں مقیم تھے۔

۶۹۔عبد اللہ بن ابی عبد الاسد مخزومی

۷۰۔عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء۔قبیلہ خزاعہ کے سردار تھے،صفین میں شہید ہوئے۔

۷۱۔عبد اللہ بن بشیر مازنی

۷۲۔عبد اللہ بن ثابت انصاری: مناشدہ میں گواہ تھے۔

۷۳۔عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ ہاشمی: ۸۰ھ میں انتقال کیا۔

۷۴۔عبداللہ بن حنطب قرشی مخزومی

۷۵۔عبداللہ بن ربیعہ

۷۶۔عبداللہ بن عباس: متوفی ۶۸ھ

۷۷۔عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی: ابن عقدہ نے روایت کی ہے۔

۷۸۔ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن خطاب عدوی: متوفی ۷۲ھ

۷۹۔ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود ہذلی

۸۰۔عبداللہ بن یامین

۸۱۔عثمان بن عفان: متوفی ۳۵ھ

۸۲۔عبید بن عاذب انصاری: براء بن عاذب کے بھائی۔

۸۳۔ابوطریف عدی بن حاتم: سو سال کی عمر میں ۱۰۰ھ میں انتقال کیا۔

۸۴۔عطیہ بن بسر مارنی

۸۵۔عقبہ بن عامری جہنی: معاویہ کی طرف سے تین سال مصر کے گورنر رہے۔

۸۶۔حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ: حدیث غدیر کے سلسلے میں آپ کے اشعار کی علماء نے روایت کی ہے۔

۸۷۔ابوالیقظان عمار بن یاسر عنسی: ۳۷ھ میں جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

۸۸۔عمارہ خزرجی انصاری: جنگ یمامہ میں مارے گئے۔

۸۹۔عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد مخزومی: پروردۂ رسول، ان کی ماں ام سلمہؓ رسول اللہ کی زوجہ تھیں۔۸۳ھ میں وفات ہوئی۔

۹۰۔عمر بن خطاب: مقتول ۲۳ھ

۹۱۔ابونجید عمران بن حصین خزاعی: بصرہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔

۹۲۔عمرہ بن حمق خزاعی: متوفی ۵۰ھ

۹۳۔عمرو بن شراحیل

۹۴۔عمرو بن عاصی: پہلی صدی کے شعرائے غدیر میں ہیں۔

۹۵۔ابوطلحہ یا ابومریم عمرو بن مرہ جہنی

(ف)

۹۶۔صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمہ زہرا (س) بنت رسول خداؐ

۹۷۔فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب

(ق)

۹۸۔قیس بن ثابت بن شماس انصاری: حدیث رکبان میں ایک گواہ تھے۔

۹۹۔قیس بن سعد بن عبادہ انصاری خزرجی: پہلی صدی کے شعرائے غدیر میں ہیں۔

(ک۔م)

۱۰۰۔ابومحمد کعب بن عجزہ انصاری مدنی: متوفی ۹۱ھ

۱۰۱۔ابوسلیمان مالک بن حویرث لیثی

۱۰۲۔مقداد بن عمرو کندی زہری: ستر سال کی عمر میں ۳۳ھ میں انتقال کیا۔

(ن)

۱۰۳۔ناجیہ بن عمر وخزاعی: انھوں نے بھی رحبہ میں غدیر کی گواہی دی تھی۔

۱۰۴۔ابو برزہ نضلۃ بن عتبہ اسلمی: ۶۵ھ میں خراسان میں وفات پائی۔

۱۰۵۔نعمان بن عجلان انصاری: مناشدہ رحبہ کے گواہ ہیں۔

(و)

۱۰۶۔ابووسمہ وحشی بن حرب حبشی حمصی

۱۰۷۔وہب بن حمزہ

۱۰۸۔ابوجحیفہ وھب بن عبداللہ سوائی: ۷۴ھ میں وفات پائی۔

(ہ۔ی)

۱۰۹۔ہاشم مرقال بن عتبہ بن ابی وقاص زہری مدنی: جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

۱۱۰۔ابومرازم یعلی بن مرہ بن وہب ثقفی

راویان حدیث غدیر: تابعین

(الف)

۱۔ابوراشد حبرانی شامی۔

۲۔ابوسلمہ۔

۳۔ابوسلیمان مؤذن، جلیل القدر تابعی تھے۔

۴۔ابوصالح سمّان، ذہبی واحمدی نے انھیں ثقہ کہا ہے۔

۵۔ابوعنفوانہ مازنی۔

۶۔ابوعبدالرحیم کندی۔

۷۔ابوالقاسم اصبغ بن نباتہ۔

۸۔ابولیلی کندی۔

۹۔ایس بن نذیر، ابن حبان ثقہ کہتے ہیں۔

(ج۔ح۔خ)

۱۰۔جمیل بن عمارہ

۱۱۔حارثہ بن نصر

۱۲۔حبیب بن ثابت اسدی کوفی

۱۳۔حرث بن مالک

۱۴۔حسین بن مالک بن حویرث

۱۵۔حکیم بن عتیبہ کوفی کندی: ثقہ وفقیہ و پابند شریعت تھے۔

۱۶۔حمید بن عمارہ خزرجی انصاری

۱۷۔حمید الطّویل ابوعبیدہ بن ابی حمید البصری: ذہبی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

۱۸۔خیثمہ بن عبدالرحمٰن کوفی، ابن حجر: ابن معین نسائی نے ان کو معتبر مانا ہے۔

(ر۔ز)

۱۹۔ربیعہ جُرشی: تقریب اور دارقطنی میں انکو معتبر مانا گیا ہے۔

۲۰۔ابوالمثنیٰ رابح بن حارث نخعی کوفی: ابن حجر، عجلی و ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

۲۱۔ابوعمرو زاذان بن عمر کندی: میزان وتہذیب میں ان کو معتبر مانا ہے۔

۲۲۔ابومریم زر بن حبیش: ذہبی و ابونعیم نے جلیل القدر امام کہا ہے۔

۲۳۔زیاد بن ابی زیاد: ہیثمی و ابن حجر نے ان کی توثیق کی ہے۔

۲۴۔زید بن یثیع: تقریب میں جلیل القدر اور معتبر تابعی کہا گیا ہے۔

۲۵۔سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب قرشی عدوی۔

۲۶۔سعید بن جبیر اسدی کوفی: تذکرہ وخلاصہ میں ثقہ اور امام وحجت کہا گیا ہے۔

۲۷۔سعید بن ابی حدان: ابن حبان انھیں معتبر مانتے ہیں۔

۲۸۔سعید بن مسیّب قرشی مخزومی: داماد ابوہریرہ۔

۲۹۔سعید بن وہب ہمدانی کوفی: ابن معین نے معتبر کہا ہے۔

۳۰۔ابو یحییٰ سلمہ بن کمین حضرمی کوفی: احمد عجلی نے معتبر مانا ہے۔

۳۱۔ابو صادق سلیم بن قیس ہلالی: فریقین کے نزدیک معتبر تابعی ہیں۔

۳۲۔ابومحمد سلیمان بن مہران اعمش: ذہبی نے ان کی وثاقت وصداقت کا قصیدہ پڑھا ہے۔

۳۳۔سہم بن حصین اسدی

۳۴۔شہر بن حوشب

(ض۔ط)

۳۵۔ضحاک بن مزاحم ہلالی: ابومزاحم ہلالی، ابوالقاسم، احمد ابن معین وابوزرعہ نے ثقہ کہا ہے۔

۳۶۔طاؤس بن کیسان یمانی جندی۔

۳۷۔طلحہ بن مصرف ایامی کوفی۔

(ع)

۳۸۔عامر بن سعد بن وقاص مدنی: تقریب میں انھیں ثقہ کہا گیا ہے۔

۳۹۔عائشہ بنت سعد: ابن حجر نے ان کو معتبر مانا ہے۔

۴۰۔عبدالحمید بن منزر بن جارود عبدی: امام نسائی وابن حجر نے ثقہ کہا ہے۔

۴۱۔ابوعمارہ عبدخیر بن یزید ہمدانی کوفی مخضرمی: ابن معین وعجلی نے معتبر مانا ہے۔

۴۲۔عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔

۴۳۔عبدالرحمٰن بن سابط: ابن حجر ثقہ کہتے ہیں۔

۴۴۔عبداللہ بن اسعد بن زرارہ۔

۴۵۔ابومریم عبداللہ بن زیاد اسدی کوفی۔

۴۶۔عبداللہ بن شریک عامری کوفی۔

۴۷۔ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عقیل ہاشمی مدنی: احمد اور اسحاق وحمیدی ان کی حدیث سے احتجاج کرتے ہیں۔

۴۸۔عبداللہ بن یعلی بن مرہ

۴۹۔عدی بن ثابت انصاری کوفی۔

۵۰۔ابوالحسن عطیہ بن سعد بن جنادہ عوفی کوفی۔

۵۱۔علی بن زید بن جدعان بصری: ابن ابی شیبہ: ترمذی وذہبی ان کو صدوق وثقہ کہتے ہیں۔

۵۲۔ابوہارون عمارہ بن جوین عبدی

۵۳۔عمر بن عبدالعزیز

۵۴۔عمر بن عبدالغفار

۵۵۔عمر بن علی امیرالمومنینؑ: تقریب میں ان کو ثقہ کہا گیا ہے۔

۵۶۔عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ

۵۷۔عمروہ بن مرہ ابوعبداللہ کوفی ہمدانی۔

۵۸۔ابواسحاق عمر بن عبداللہ سبیعی ہمدانی کوفی: ائمہ تابعین میں تھے۔

۵۹۔ابوعبداللہ عمرو بن میمون اودی: تذکرہ اور تقریب میں ثقہ وعابد کہا گیا ہے۔

۶۰۔عمیرہ بن سعد ہمدانی کوفی: ابن حبان نے ان کو معتبر کہا ہے۔

۶۱۔عیسیٰ بن طلحہ بن عبیدہ اللہ تمیمی: ابومحمد مدنی ابن معین نے ان کومعتبر کہا ہے۔
۶۲۔عمیرہ بنت سعد بن مالک

(ف۔ق)

۶۳۔ابوبکر بن خلیفہ مخزومی: انکے ثقہ وصدوق ہونے کا اقرار احمد ابن معین عجلی نے کیا ہے۔
۶۴۔قبیصہ بن ذویب۔
۶۵۔ابومریم قیس ثقفی مدائنی: امام نسائی نے ان کومعتبر کہا ہے۔

(م تا ی)

۶۶۔محمد بن عمر بن علی امیر المومنین۔
۶۷۔ابوالضحی مسلم بن صبیح ہمدانی کوفی عطار۔
۶۸۔مسلم ملائی
۶۹۔ابوزرارہ مصعب بن سعد بن ابی وقاص زہری مدنی: تقریب میں ان کوثقہ کہا گیا ہے۔
۷۰۔مطلب بن عبداللہ قرشی مخزومی مدنی: ابوذرعہ ودارقطنی نے ثقہ کہا ہے۔
۷۱۔مطر وراق
۷۲۔معروف بن خربوذ: ابن حبان نے ان کوثقہ کہا ہے۔
۷۳۔مہاجر بن مسمار زہری مدنی: ابن حبان ان کوثقہ کہتے ہیں۔
۷۴۔منصور بن ربعی
۷۵۔موسیٰ بن اکتل بن عمیر نمیری

۷۶۔ابوعبداللہ میمون بصری: ابن حبان اور ابن حجر وغیرہ نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

۷۷۔نذیر ضبّی کوفی بزرگ تابعی تھے۔

۷۸۔ہانی بن ہانی ہمدانی کوفی۔

۷۹۔ابو بلج یحییٰ ابن سلیم فزاری واسطی: ابن معین ونسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔

۸۰۔یحییٰ ابن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی: تقریب میں ان کے معتبر ہونے کا اقرار کیا گیا ہے۔

۸۱۔یزید بن ابی زیاد کوفی: کوفہ کے امام جماعت تھے۔

۸۲۔یزید بن حیان تمیمی کوفی نسائی۔

۸۳۔ابوداؤد یزید بن عبدالرحمٰن بن اودی کوفی: ابن حبان نے ان کو معتبر مانا ہے۔

۸۴۔ابو نجیح یسار ثقفی: خلاصہ خزرجی کے مطابق ابن معین نے ان کے ثقہ ہونے کا اقرار کیا ہے۔

طبقات علماء

حدیث غدیر کی صحت کا اقرار کرنے والے مندرجہ ذیل علماء ہیں:

دوسری صدی

۱۔ابومحمد عمرو بن دینار حجمی مکی۔

۲۔ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ قرشی زہری: حجاز و شام کے جلیل القدر عالم تھے۔

۳۔عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر تیمی: احمد، ابن سعد و ابو حاتم نے معتبر مانا ہے۔

۴۔بکر بن سوادہ بن تمامہ بصری: ابن معین و ابن سعد و نسائی انھیں بزرگ ترین فقیہ کہتے تھے۔

۵۔عبداللہ بن ابی نجیح یسار ثقفی۔

۶۔حافظ مغیرہ بن مقسم

۷۔ابوعبدالرحیم خالد بن زید حجمی: فقیہ و متقی تھے۔

۸۔حسن بن حکم نخعی کوفی: ابن معین نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

۹۔ادریس بن یزید ابوعبداللہ اودی کوفی: امام نسائی انھیں معتبر مانتے ہیں۔

۱۰۔یحییٰ بن سعید بن حیان تیمی کوفی۔

۱۱۔حافظ عبدالملک بن ابی سلیمان عرزمی کوفی ۔

۱۲۔عوف بن ابی جمیلہ عبدی ہجری بصری

۱۳۔عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب عدوی عمری مدنی ۔

۱۴۔نعیم بن حکیم مداینی

۱۵۔طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تمیمی کوفی

۱۶۔ابومحمد کثیر بن زید اسلمی :ابوذرعہ انھیں صدوق کہتے تھے ۔

۱۷۔حافظ محمد بن اسحاق مدنی

۱۸۔حافظ معمر بن راشد:ابوعروہ ازدی بصری،عجلی اور نسائی وسمعانی نے انھیں معتبر مانا ہے۔

۱۹۔حافظ مسعر بن اکرام بن ظہیر ہلالی رواسی

۲۰۔ابوعیسی :حکم بن ابان عدنی عجلی ان کو ثقہ اور پابند شریعت بتاتے ہیں۔

۲۱۔عبداللہ بن شوذب بلخی : بڑے متقی تھے ۔

۲۲۔حافظ شعبہ بن حجاج

۲۳۔حافظ ابوالعلاء کامل بن علاء تمیمی کوفی

۲۴۔حافظ سفیان بن سعید ثوری :امام اعظم تھے ۔

۲۵۔حافظ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی ۔

۲۶۔جعفر بن زیاد کوفی ۔

۲۷۔مسلم بن سالم ہندی ابوفرہ کوفی

۲۸۔حافظ قیس بن ربیع ابومحمد اسدی کوفی

۲۹۔حافظ حماد بن سلمہ ابوسلمہ بصری

۳۰۔حافظ عبداللہ بن لہیعہ ابوعبدالرحمٰن مصری: مصر کے بزرگ امام وعالم ومحدث تھے۔

۳۱۔حافظ ابوعوانہ وضاع بن عبداللہ لشکری واسطی بزاز: ان کے صدوق ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

۳۲۔قاضی شریک بن عبداللہ ابوعبداللہ نخعی کوفی امام فقیہ ومحدث تھے۔

۳۳۔حافظ عبداللہ بن عبیدالرحمٰن کوفی: ابن معین ابن حجر اور ذہبی نے انھیں معتبر مانا ہے۔

۳۴۔نوح بن قیس ابوروح صدانی بصری: مرہ وابن معین انھیں ثقہ کہتے تھے۔

۳۵۔مطلب بن زیاد بن ابی زہیر، ابوطالب کوفی: اکثر حفاظ نے ان پر اعتماد کیا ہے۔

۳۶۔قاضی حسان بن ابراہیم عنزی: احمد، ابوذرعہ، احمد اور ابن عدی نے ان کے ثقہ ہونے کی نشاندہی کی ہے۔

۳۷۔حافظ جریر بن عبدالحمید ابوعبداللہ جہنی کوفی: تذکرہ ذہبی کے مطابق محدثین اپنی احادیث کے لئے ان کے پاس حاضری دیتے چونکہ یہ ثقہ تھے۔

۳۸۔فضل بن موسیٰ ابوعبداللہ مروزی سینانی: ابن معین وابوحاتم نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

۳۹۔حافظ محمد بن جعفر بن مدنی بصری: ابوعبداللہ غندر اور ابن معین انھیں متقی حافظ کہتے ہیں۔

۴۰۔حافظ اسمٰعیل بن علیہ ابوبشر بن ابراہیم اسدی: شعبہ ان کو سیدالمحدثین کہتے تھے۔

۴۱۔حافظ محمد بن ابراہیم ابوعمرو بن ابی عدی سلمی بصری: نسائی وابوحاتم نے ان کو معتبر مانا ہے۔

۴۲۔حافظ محمد بن خازم ابومعاویہ تمیمی ضریر: عجلی اور نسائی وابن خراش نے معتبر مانا ہے۔

۴۳۔حافظ محمد بن فضیل ابوعبدالرحمٰن کوفی

۴۴۔حافظ وکیع بن جراح رواسی ابوسفیان کوفی

۴۵۔حافظ سفیان بن عیینہ ابومحمد ہلالی کوفی: ذہبی وابن خلکان نے ان کے حفظ وعلم کی تعریف کی ہے۔

۴۶۔حافظ عبداللہ بن نمیر ابوہشام ہمدانی خارنی: ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔

۴۷۔حافظ حنش بن حرث بن یقیط نخعی کوفی: ابونعیم ہیثمی اور ابوحاتم نے توثیق کی ہے۔

۴۸۔ابومحمد موسیٰ بن یعقوب زمعی مدنی

۴۹۔علاء بن سالم عطار کوفی۔

۵۰۔ارزق بن علی بن مسلم حنفی ابوجہم کوفی

۵۱۔ہانی بن ایوب حنفی کوفی: ابن کثیر ان کو موثق مانتے ہیں۔

۵۲۔فضیل بن مرزوق اغر رقاشی رواسی کوفی

۵۳۔ابوحمزہ سعد بن عبیدہ سلمیٰ کوفی

۵۴۔موسیٰ بن مسلم حزامی شیبانی

۵۵۔یعقوب بن جعفر بن ابی کثیر انصاری مدنی

۵۶۔عثمان بن سعد بن مرہ قرشی: ائمہ حدیث نے ان سے روایت کی ہے۔

تیسری صدی

۵۷۔حافظ حمزہ بن ربیعہ قرشی مدنی

۵۸۔حافظ محمد بن عبداللہ زبیری ابواحمد کوفی

۵۹۔مصعب بن مقدام خثعمی ابوعبداللہ کوفی

۶۰۔حافظ یحییٰ بن آدم بن سلیمانی قرشی

۶۱۔حافظ زید بن حباب ابوحسین خرسانی

۶۲۔ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی: آپ شافعیوں کے امام ہیں۔

۶۳۔حافظ ابوعمرو شبانہ بن سوار فزاری مداینی

۶۴۔محمد بن خالد نجفی بصری

۶۵۔حافظ خلف بن تمیم کوفی بن شیبہ

۶۶۔حافظ اسود بن عامر شاذان شامی

۶۷۔ابوعبداللہ حسین بن حسن اشقر فرازی کوفی

۶۸۔حافظ حفص بن عبداللہ بن راشد ابوعمرو سلمیٰ قاضی نیشاپوری

۶۹۔حافظ عبدالرزاق بن ہمام ابوبکر صنعانی

۷۰۔حسن بن عطیہ بن نجیح قرشی کوفی

۷۱۔عبداللہ بن یزید عدوی

۷۲۔حافظ حسین بن محمد بن بہرام ابومحمد تمیمی مروروزی

۷۳۔حافظ ابومحمد عبیداللہ بن موسیٰ عیسی کوفی

۷۴۔ابوالحسن علی بن قادم خزاعی کوفی

۷۵۔محمد بن سلیمان بن ابی داؤد حرانی

۷۶۔عبداللہ بن داؤد بن عامر ہمدانی عرف خریبی

۷۷۔حافظ ابوعبدالرحمٰن علی بن حسن بن دینار عبدی مروزی: امام بخاری نے ان سے روایت لی ہے۔

۷۸۔حافظ یحییٰ بن حماد شیبانی بصری

۷۹۔حافظ حجاج بن منہال سلمی ابومحمد انماطی بصری

۸۰۔حافظ فضل بن دکین ابونعیم کوفی

۸۱۔حافظ عفان بن مسلم ابوعثمان صفار انصاری

۸۲۔حافظ علی بن عیاش بن مسلم الہانی

۸۳۔حافظ مالک بن اسماعیل بن درہم ابوعنسان نہدی کوفی

۸۴۔حافظ قاسم بن سلام ابوعبیدی ہروی

۸۵۔محمد بن کثیر ابوعبداللہ عبدی بصری: ابن حبان ان کے فاضل و ثقہ ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۸۶۔موسیٰ بن اسماعیل منقری بصری

۸۷۔قیس بن حفص بن قعقاع ابومحمد بصری: ابن حبان نے انھیں ثقہ کہا ہے اور یہ راوی بخاری ہیں۔

۸۸۔حافظ سعید بن منصور بن شعبہ نسائی ابوعثمان خراسانی

۸۹۔حافظ یحییٰ بن عبدالحمید حمانی ابوزکریا کوفی

۹۰۔حافظ ابراہیم بن حجاج بن زید ابواسحاق سامی بصری: ابن حبان و ابن حجر نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

۹۱۔حافظ علی بن حکیم بن ذیبان کوفی

۹۲۔حافظ خلف بن سالم مہلبی مخزومی بغدادی: نسائی و ابن شیبہ وحمزہ نے ان کو ثقہ و صادق کہا ہے۔

۹۳۔حافظ علی بن محمد ابوالحسن طنافسی کوفی: ابوحاتم وخلیلی نے عظمت کے اقرار کے ان کو ساتھ ثقہ وصدوق کہا ہے۔

۹۴۔حافظ ہدبہ بن خالد ابوخالد قیس بصری

۹۵۔حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابوبکر عیسیٰ کوفی

۹۶۔حافظ ابوسعید عبیداللہ بن عمر جشمی قواریری بصری

۹۷۔حافظ احمد بن عمر بن حفص جلاب ابوجعفر وکیعی

۹۸۔حافظ ابراہیم بن منذر بن عبداللہ حزامی

۹۹۔ابوسعید یحییٰ ابن سلیمان کوفی جعفی مقری

۱۰۰۔حافظ بن راہویہ اسحاق بن ابراہیم حنظلی مروزی

۱۰۱۔حافظ عثمان بن محمد بن ابی شیبہ

۱۰۲۔حافظ قتیبہ بن سعید بن جمیل بغلانی ابورجاء ثقفی: ابن معین اور نسائی و ذہبی نے ان کی توثیق کی ہے۔

۱۰۳۔امام حنابلہ ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی نے اپنی مسند میں طرق متعددہ سے حدیث غدیر کی روایت کی ہے۔

۱۰۴۔حافظ یعقوب بن حمید بن کاسب ابویوسف مدنی

۱۰۵۔حافظ حسن بن حماد بن کسیب ابوعلی سجادہ

۱۰۶۔حافظ ہارون بن عبداللہ بن مروان ابوموسیٰ بزاز

۱۰۷۔ابوعمار حسین بن حریث مروزی: ابن حجر نے ان کو ثقہ مانا ہے۔

۱۰۸۔ہلال بن بشر بن محبوب ابوالحسن بصری احدب نسائی و ابن حبان نے انھیں ثقہ کہا ہے۔

۱۰۹۔ابوالجوزاء احمد بن عثمان بصری

۱۱۰۔حافظ محمد بن علاء ہمدانی ابوکریب کوفی: ذہبی نے ثقہ انھیں کہا ہے۔

۱۱۱۔یوسف بن عیسیٰ بن دینار زہری ابویعقوب مروزی

۱۱۲۔نصر بن علی بن نصر ابوعمرو جہضمی

۱۱۳۔حافظ بن محمد بشار معروف بہ بندار ابوبکر عبدی بصری: ائمہ ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔

۱۱۴۔حافظ یوسف بن موسیٰ عنزی: خطیب نے ان کی بڑی تعریف کی ہے۔

۱۱۵۔حافظ محمد بن مثنی ابوموسیٰ ابویعقوب قطان کوفی

۱۱۶۔حافظ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری: آپ صحیح بخاری کے مؤلف ہیں۔

۱۱۷۔حافظ محمد بن عبدالرحیم ابویحییٰ بغدادی: بزاز بن احمد ونسائی و بن صاعد نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

۱۱۸۔محمد بن عبداللہ عدوی مقری

۱۱۹۔حافظ حسن بن عرفہ بن یزید ابوعلی عبدی بغدادی

۱۲۰۔حافظ عبداللہ بن سعید کندی کوفی

۱۲۱۔حافظ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ نیشاپوری

۱۲۲۔حافظ حجاج بن یوسف ثقفی بغدادی ابومحمد معروف بہ ابن شاعر

۱۲۳۔احمد بن عثمان بن حکیم ابوعبداللہ اوری

۱۲۴۔حافظ عمر بن شبہ نمیعی ابوزید بصری: دارقطنی وخطیب وغیرہ نے انھیں ثقہ وصدوق کہا ہے۔

۱۲۵۔حافظ حمدان احمد بن یوسف بن حاتم سلمی ابوالحسن نیشاپوری

۱۲۶۔حافظ عبیداللہ بن کریم بن یزید ابوزرعہ مخزومی

۱۲۷۔حافظ احمد بن منصور بن سیار ابوبکر بغدادی

۱۲۸۔حافظ اسماعیل بن عبداللہ بن مسعود عبدی ابوبشر اصفہانی

۱۲۹۔حافظ حسن بن علی بن عفان عامری ابومحمد کوفی

۱۳۰۔حافظ محمد بن عوف بن سفیان ابوجعفر طائی حمصی

۱۳۱۔حافظ سلیمان بن سیف بن یحییٰ طائی ابوداؤد حرانی

۱۳۲۔حافظ بن یزید قرزوینی

۱۳۳۔ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری: خطیب و ابن خلکان نے انھیں ثقہ متدین و فاضل کہا ہے۔

۱۳۴۔حافظ عبدالملک بن محمد ابو قلابہ رقاشی: محدث بصرہ تھے۔

۱۳۵۔حافظ احمد بن حازم غفاری کوفی ابن عزیزہ صاحب مسند

۱۳۶۔حافظ محمد بن عیسیٰ ترمذی: صحاح ستہ کے علماء میں سے ایک ہیں اور توثیق سے بے نیاز ہیں۔

۱۳۷۔حافظ احمد یحییٰ بلاذری: تمام مسلمانوں نے ان کی کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔

۱۳۸۔حافظ ابراہیم بن حسین کسائی ابو اسحاق دیزیل

۱۳۹۔حافظ احمد بن عمرو ابوبکر شیبانی ابن ابی عاصم

۱۴۰۔حافظ زکریا بن یحییٰ بن ایاس ابو عبدالرحمٰن سخبری خیاط

۱۴۱۔حافظ عبداللہ بن احمد بن حنبل شیبانی

۱۴۲۔حافظ احمد بن عمرو ابوبکر بزاز بصری: صاحب خطیب و ذہبی نے انھیں ثقہ و حافظ کہا ہے۔

۱۴۳۔حافظ ابراہیم بن عبداللہ بن مسلم صاحب السنن

۱۴۴۔حافظ صالح بن عمرو بغدادی ملقب بہ جرزہ

۱۴۵۔حافظ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ

۱۴۶۔قاضی علی بن محمد مصیصی: نسائی کے شیخ تھے۔

۱۴۷۔ابراہیم بن یونس بن محمد مودب بغدادی

۱۴۸۔ابو ہریرہ بن محمد بن ایوب واسطی

چوتھی صدی

۱۴۹۔حافظ عبداللہ بن صغر بن نصر ابوالعباس سکری
۱۵۰۔حافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی
۱۵۱،حافظ حسن بن سفیان بن عامر ابوالعباس بالوزی
۱۵۲۔حافظ احمد بن علی ابویعلی موسلی صاحب مسند کبیر
۱۵۳۔حافظ محمد بن جریر طبری
۱۵۴۔ابوجعفر احمد بن محمد ضبی احول
۱۵۵۔حافظ احمد بن جمعہ بن خلف قہستان
۱۵۶۔حافظ عبداللہ ابن محمد بغوی
۱۵۷۔ابوبشر احمد بن احمد دولابی: ابن خلکان کے مطابق آپ معتمد علیہ تھے۔
۱۵۸۔ابوجعفر حمد بن عبداللہ بن احمد بزاز ابن نیری: خطیب نے ان کی توثیق کی ہے۔
۱۵۹۔حافظ ابوجعفر احمد بن محمد ازدی طحاوی: شیخ فقہ اور مصر کے رفیق دینی تھے۔
۱۶۰۔ابواسحاق ابراہیم بن عبدالصمد بن موسیٰ ہاشمی: خطیب نے بھی ان کی ستائش کی ہے۔
۱۶۱۔حافظ حکیم محمد بن علی ترمذی صوفی شافعی
۱۶۲۔حافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس تمیمی حنظلی رازی
۱۶۳۔ابوعمر احمد بن عبدربہ قرطبی: ابن خلکان نے ان کی بہت زیادہ ستائش کی ہے۔
۱۶۴۔فقیہ ابوعبداللہ حسین بن اسماعیل بن سعید محاملی جنی
۱۶۵۔ابونصر حبشون بن موسیٰ بن ایوب خلال
۱۶۶۔حافظ ابوالعباس احمد بن عقدہ: آپ نے حدیث غدیر پر مستقل کتاب لکھی ہے۔
۱۶۷۔ابوعبداللہ محمد بن علی بن خلف عطار وکفی

۱۶۸۔حافظ ہیثم بن کلیب ابوسعید شاشی صاحب مسند کبیر: ذہبی نے ان کی توثیق کی ہے۔

۱۶۹۔حافظ محمد بن صالح بن ہانی ابوجعفر وراق

۱۷۰۔حافظ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف شیابنی: صاحب مسند کبیر اور ذہبی و حاکم وغیرہ نے ان کی ستائش کی ہے۔

۱۷۱۔حافظ یحییٰ بن محمد بن عبداللہ ابوزکریا عنبری بغیانی

۱۷۲۔مسعودی علی حسین بغدادی مصری

۱۷۳۔ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم خیاط قنطری: خطیب نے ان کے حالات لکھے ہیں۔

۱۷۴۔حافظ جعفر بن محمد بن نصیر ابومحمد خواص

۱۷۵۔ابوجعفر محمد بن علی شیبانی کوفی

۱۷۶۔حافظ دعلج بن احمد بن دعلج عبدالرحمٰن

۱۷۷۔ابوبکر محمد بن حسن بن محمد نقاش موصلی: ابن کثیر انھیں صالح و عابد شب زندہ دار کہتے تھے۔

۱۷۸۔حافظ محمد بن عبداللہ شافعی بزاز

۱۷۹۔حافظ ابوحاتم محمد بن حباب بن احمد تمیمی بستی: بقول ذہبی آپ دین کے فقیہ و حافظ تھے۔

۱۸۰۔حافظ سلیمان بن احمد بن ایوب لخمی ابوالقاسم طبرانی

۱۸۱۔احمد بن جعفر بن محمد بن سلمہ ابوبکر حنبلی

۱۸۲۔ابوبکر احمد بن جعفر حمدان بن مالک قطیعی

۱۸۳۔ابویعلی زبیر بن عبداللہ بن موسیٰ بن یوسف بغدادی توزی: خطیب و ابن اثیر نے ان کی بڑی ستائش کی ہے۔

۱۸۴۔ابویعلی ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نیشاپوری المعدل

۱۸۵۔حافظ علی بن عمر بن احمد دار قطنی: اکثر نے ان کی ستائش کی ہے۔

۱۸۶۔حافظ حسن بن ابراہیم بن الحسین ابومحمد مصری ابن زولاق

۱۸۷۔حافظ بن بطہ،عبیداللہ بن محمد عکیری:سمعانی نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔

۱۸۸۔حافظ مخلص ذہبی

۱۸۹۔حافظ احمد بن سمعل فقیہ بخاری۔

۱۹۰۔عباس بن علی بن عباس نسائی۔

۱۹۱۔یحییٰ محمد اخباری ابوعمر بغدادی

پانچویں صدی

۱۹۲۔قاضی ابوبکر باقلانی زبردست متکلم تھے۔

۱۹۳۔ابن بیع نیشاپوری: محمد بن عبداللہ حکام جنی صاحب مستدرک اورخطیب و ذہبی نے ان کی توثیق کی ہے۔

۱۹۴۔احمد بن محمد بن موسیٰ بن قاسم بن صلت بغدادی

۱۹۵۔حافظ عبدالملک بن ابی عثمان

۱۹۶۔حافظ محمد بن احمد بن محمد بن سہل ابن ابی الفوارس صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔

۱۹۷۔حافظ احمد بن عبدالرحمٰن بن احمد ابوبکر فارسی

۱۹۸۔حافظ احمد بن موسی بن مردویہ اصبہانی: حافظ ثبت تھے۔

۱۹۹۔ابوعلی مسکویہ احمد بن محمد بن یعقوب

۲۰۰۔قاضی بن سماک احمد بن حسین بن احمد: عظیم متکلم وواعظ تھے۔

۲۰۱۔ابواسحاق ثعلبی نیشاپوری: عظیم مفسر اور یگانہ روزگار تھے۔

۲۰۲۔ابومحمد عبداللہ بن علی بن بشران

۲۰۳۔ابومنصور عبدالملک بن محمد بن اسماعیل ثعالبی نیشاپوری

۲۰۴۔حافظ احمد بن عبداللہ ابونعیم اصفہانی: عظیم محدث وحافظ تھے۔

۲۰۵۔ابوعلی حسن بن علی بن محمد تمیمی

۲۰۶۔حافظ اسماعیل بن علی بن حسین بن سمان، ابن عساکر نے ان کی بڑی تعریف کی ہے۔

۲۰۷۔حافظ احمد بن حسین بن علی ابوبکر بیہقی

۲۰۸۔حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر

۲۰۹۔حافظ احمد بن علی خطیب بغدادی: ابن اثیر اور سبکی وابن وعساکر ان کی توثیق و ستائش کرتے ہیں۔

۲۱۰۔مفسر کبیر ابوالحسن بن احمد بن محمد واحدی: ابن خلکان وغیرہ نے ان کی بہت ستائش کی ہے۔

۲۱۱۔حافظ مسعود بن ناصر سجستانی

۲۱۲۔ابوالحسن علی بن محمد ابن مغازلی: بلند پایہ عالم اور صاحب مناقب ہیں۔

۲۱۳۔ابوالحسن علی بن حسن بن حسین قاضی قلعی: سبکی نے ان کے عظیم فقیہ وصاحب تصانیف کثیرہ ہونے کی نشاندہی کی ہے۔

۲۱۴۔حافظ عبید اللہ بن عبداللہ بن احمد حاکم نیشاپوری حسکانی: ذہبی نے ان کی بڑی ستائش کی ہے۔

۲۱۵۔ابومحمد احمد بن محمد بن علی عاصمی بلند پایہ مفسر ومحدث تھے۔

چھٹی صدی

۲۱۶۔ حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد غزالی۔

۲۱۷۔ حافظ ابوالغنائم محمد بن علی نرسی: محدث کوفہ تھے۔

۲۱۸۔ حافظ ابن مندہ یحییٰ بن عبدالوہاب اصفہانی

۲۱۹۔ حافظ حسین بن مسعود ابومحمد فراالقوی

۲۲۰۔ ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن محمد بن عبدالواحد شیبانی: ابن کثیر نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

۲۲۱۔ ابن راغونی علی بن عبداللہ بن نصر بن سری

۲۲۲۔ ابوالحسن رزین بن معاویہ عبدی اندلسی: ذہبی نے ان کے حالات لکھے ہیں۔

۲۲۳۔ ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر زمخشری ابن خلکان

۲۲۴۔ حافظ قاضی عیاض بن موسیٰ یحصی سبقی: ابن خلکان ان کو امام وقت اور لغت ونحو وانساب کا ماہر کہتے ہیں۔

۲۲۵۔ ابوالفتح محمد بن ابی القاسم عبدالکریم شہرستانی

۲۲۶۔ ابوالفتح محمد بن علی بن ابراہیم نطنزی

۲۲۷۔ حافظ ابوسعد عبدالریکم بن احمد سمعانی

۲۲۸۔ ابوبکر یحییٰ بن سعدون بن تمام ازدی قرطبی: نحو کے امام وزاہد وعابد تھے۔

۲۲۹۔ موفق بن احمد ابوالموید اخطب الخطباء خوارزمی: عظیم غدیری شاعر تھے۔

۲۳۰۔ عمر بن محمد بن خضر اردبیلی معروف بہ ملا۔

۲۳۱۔ حافظ علی بن حسن بن ہبۃ اللہ ابوالقاسم دمشقی شافعی۔

۲۳۲۔حافظ محمد بن ابی بکر عمر بن ابی عیسیٰ احمد ابو موسیٰ مداینی: ابن خلکان نے ان کو امام عصر اور معرفت علوم کا نشان کہا ہے۔

۲۳۳۔حافظ محمد بن موسیٰ بن عثمان ابو بکر حازمی ہمدانی۔

۲۳۴۔حافظ عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابوالفرج ابن جوزی۔

۲۳۵۔فقیہ اسعد بن ابی الفضائل محمود بن خلف عجلی ابوالفتوح

ساتویں صدی

۲۳۶۔ابوعبداللہ محمد بن عمر بن حسن فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر

۲۳۷۔ابوالسعادات ابن اثیر شیبانی۔

۲۳۸۔ابوالحجاج یوسف بن محمد بلوی مالکی ابن الشیخ مولف الف باء۔

۲۳۹۔تاج الدین زید بن حسن بن زید کندی

۲۴۰۔شیخ علی بن حمید قرشی

۲۴۱۔ابوعبداللہ یاقوت حموی: ادب و دانش کے ماہر تھے۔

۲۴۲۔حافظ ابوالحسن علی بن محمد شیبای

۲۴۳۔حنبل بن عبداللہ بن فرج بغدادی رصافی: عظیم محدث تھے۔

۲۴۴۔حافظ ضیاء الدین مقدسی۔

۲۴۵۔ابوسالم محمد بن طلحہ شافعی: ساتویں صدی کے شعراء میں ہیں۔

۲۴۶۔ابوالمظفر یوسف الامیر حسام الدین قزاوغلی۔

۲۴۷۔عزالدین عبدالحمید بن ہبۃ اللہ ابن ابی الحدید: مؤلف شرح نہج البلاغہ ہیں اور آپ کو علم حدیث میں بڑا رسوخ تھا۔

۲۴۸۔حافظ محمد یوسف گنجی شافعی صاحب کفایۃ الطالب: اکثر فنون میں کامل تھے۔
۲۴۹۔حافظ ابومحمد عبدالرزاق بن عبداللہ بن ابی بکر رسعنی
۲۵۰۔فضل اللہ بن ابی سعید حسن شافعی۔
۲۵۱۔حافظ محی الدین یحییٰ بن شرف بن حسن ابوزکریا لوذی۔
۲۵۲۔شیخ مجد الدین عبداللہ بن محمود۔
۲۵۳۔قاضی ناصر الدین عبداللہ عمر بیضاوی: فقہ واصول وتفسیر کے امام تھے۔
۲۵۴۔حافظ احمد بن عبداللہ محبّ الدین طبری۔
۲۵۵۔ابراہیم بن عبداللہ وصابی۔
۲۵۶۔سعید الدین محمد بن احمد فرغانی۔

آٹھویں صدی

۲۵۷۔شیخ الاسلام جوینی: ذہبی وابن حجر نے ان کی ستائش کی ہے۔
۲۵۸۔علاء الدین احمد بن محمد بن احمد سمنانی۔
۲۵۹۔حافظ یوسف بن عبدالرحمٰن بن یوسف دمشقی: سبکی کے استاد اور یگانہ روزگار تھے۔
۲۶۰۔حافظ شمس الدین محم بن احمد بن عثمان ذہبی۔
۲۶۱۔نظام الدین حسن بن محمد قمی نیشاپوری۔
۲۶۲۔ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب عمری تبریزی: مشکاۃ المصابیح کے مؤلف ہیں۔
۲۶۳۔تاج الدین احمد بن عبدالقادر بن مکتوم ابومحمد قیسی حنفی نحوی۔
۲۶۴۔زین الدین عمر بن مظفر بن عمر معرّی حلبی شافعی ابن وردی۔

۲۶۵۔ جمال الدین محمد بن یوسف بن حسن بن محمد زرندی مدنی حنفی۔

۲۶۶۔ قاضی عبدالرحمٰن بن احمد لاہیجی شافعی۔

۲۶۷۔ سعید الدین محمد بن مسعود بن محمد بن خواجہ مسعود کازرونی: ابن حجر نے انھیں محدث و فاضل کہا ہے۔

۲۶۸۔ ابوالسعادات عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی۔

۲۶۹۔ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی۔

۲۷۰۔ ابوحفص عمر بن حسن بن مزید مراغی، جزری۔

۲۷۱۔ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن علی اہوازی ابن جابر اندلسی: آٹھویں صدی کے شعرائے غدیر میں ہیں۔

۲۷۲۔ سید علی بن شہاب الدین ہمدانی۔

۲۷۳۔ حافظ شمس الدین ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد مقدسی۔

۲۷۴۔ سعد الدین مسعود عمر بن عبداللہ ہروی تفتازانی۔

نویں صدی

۲۷۵۔ حافظ علی بن ابی بکر بن سلیمان ابوالحسن ہیثمی: سخاوی نے ان کی بہت ستائش کی ہے۔

۲۷۶۔ حافظ ولی الدین عبدالرحمٰن بن محمد ابن خلدون: تاریخ وعلوم معقول ومنقول پر حاوی تھے۔

۲۷۷۔ سید شریف جرجانی: سخاوی نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔

۲۷۸۔ محمد بن محمد بن محمود حافظی بخاری خواجہ۔

۲۷۹۔ابوعبداللہ محمد بن خلیفہ وشتانی مالکی۔

۲۸۰۔شمس الدین محمد بن محمد ابوالخیر دمشقی مقری شافعی ابن جزری۔

۲۸۱۔تقی الدین احمد بن علی بن عبدالقادر حسینی قاہری مقریزی: حامل فنون ومحاسن تھے۔

۲۸۲۔قاضی شہاب الدین احمد بن شمس الدین عمر دولت آبادی: نحو وتفسیر کے امام تھے۔

۲۸۳۔حافظ احمد بن علی بن محمد ابوالفضل ابن حجر عسقلانی: سخاوی وغیرہ نے انھیں عالم بالحدیث ویگانہ روزگار کہا ہے۔

۲۸۴۔نورالدین علی بن محمد بن احمد غزمی ابن صباغ۔

۲۸۵۔محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد قاضی القضاۃ عینی۔

۲۸۶۔نجم الدین محمد بن القاضی عبداللہ بن عبدالرحمٰن اذرعی ابن عجلون۔

۲۸۷۔علاءالدین علی بن محمد قوشنی: بدرالدین وطاشکبری نے ان کی بڑی ستائش کی ہے۔

۲۸۸۔عبداللہ بن احمد حسینی لایجی شافعی۔

۲۸۹۔ ابوعبداللہ محمد بن محمد سنوسی تلمسانی صاحب موحب قدسیہ نے آپ کی بڑی تعریف کی ہے۔

۲۹۰۔ابوالخیر فضل اللہ بن روزبہان خواجہ ملا۔

دسویں صدی

۲۹۱۔کمال الدین حسین بن معین الدین یزدی میبذ: فلسفہ وحکمت کے عظیم منارہ تھے۔

۲۹۲۔حافظ جلال الدین سیوطی، عبدالحی نے ان کے کرامات واخلاق محاسن کے مدنظر انھیں یگانہ روزگار کہا ہے۔

۲۹۳۔نورالدین علی بن عبداللہ سہودی۔

۲۹۴۔حافظ احمد بن محمد قسطلانی۔

۲۹۵۔سید عبدالوہاب بن محمد رفیع الدین بخاری۔

۲۹۶۔حافظ عبدالرحمٰن بن علی ابن وبیع شیبانی۔

۲۹۷۔حافظ شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر شافعی۔

۲۹۸۔ملا علی متقی صاحب کنزالعمال: نورالسافر میں ان کے متقی ومجتہد نیز عالم با عمل ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۲۹۹۔شمس الدین محمد بن احمد شربینی۔

۳۰۰۔ضیاء الدین ابومحمد احمد بن محمد ونزی شافعی متوفی مصر۔

۳۰۱۔حافظ جمال الدین محمد طاہر: ملک المحدثین ہندی تھے۔

۳۰۲۔میرزا مخدوم بن عبدالباقی۔

۳۰۳۔شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالسلام صفوری مؤلف نزہۃ المجالس۔

۳۰۴۔ جمال الدین عطا اللہ بن فضل اللہ حسینی شیرازی: کشف الظنون میں آپ کا تذکرہ وتعریف ہے۔

گیارہویں صدی

۳۰۵۔ملا علی بن سلطان محمد ہروی قاری حنفی: بے شمار کتابوں کے مؤلف اور یگانہ عصر تھے۔

۳۰۶۔ابوالعباس احمد حلبی ابن یوسف بن احمد (ابن سنان) قرمانی دمشقی اخبار الدول کے مؤلف ہیں۔

۳۰۷۔زین الدین عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی حدادی: ماوی قاہری محبی نے ان کی بڑی ستائش کی ہے۔

۳۰۸۔فقیہ شیخ بن عبداللہ بن شیخ عبداللہ بن شیخ بن عبداللہ عیدروس۔

۳۰۹۔محمود بن محمد بن علی شیخاوی قادری مدنی: صراط السوی فی مناقب آل النبیؐ کے مؤلف ہیں۔

۳۱۰۔نورالدین علی بن ابراہیم احمد حلبی شافعی۔

۳۱۱۔شیخ احمد بن فضل بن باکثیر مکی شافعی: حجاز کے عظیم علماء میں سے تھے۔

۳۱۲۔حسین بن منصور باللہ قاسم بن محمد علی یمنی۔

۳۱۳۔شیخ احمد بن محمد بن عمر قاضی القضاۃ شہاب الدین خفاجی۔

۳۱۴۔عبدالحسن بن سیف الدین دہلوی بخاری: لمعات فی شرح المشکوٰۃ اور دوسری قیمتی کتابوں کے مؤلف ہیں۔

۳۱۵۔محمد بن محمد مصری: الدرالعوال بحل الفاظ بدءالمآل کے مؤلف ہیں۔

۳۱۶۔محمد محبوب العالم بن صفی الدین جعفرالعالم: تفسیر شاہی کے مؤلف ہیں۔

بارہویں صدی

۳۱۷۔سید محمد بن عبدالرسول بن عبدالسید ین بن عبدالرسول حسینی شافعی بزرجنی۔

۳۱۸۔برہان الدین ابراہیم بن مرعی بن عطیہ شبرختی مصری مالکی: مصر کے عظیم عالم اور اہم کتابوں کے مؤلف ہیں۔

۳۱۹۔ضیاءالدین صالح بن مہدی بن علی بن عبداللہ مقبلی صنعانی۔

۳۲۰۔ابراہیم بن محمد بن محمد کمال الدین حنفی، ابن حمزہ حرانی۔

۳۲۱۔ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی۔

۳۲۲۔حسام الدین بن محمد بایزید سہارنپوری، مرافض الروافض کے مؤلف ہیں۔

۳۲۳۔میرزا محمد بن معتمد خان بدخشی: عظیم عالم اور مفتاح النجاح کے مؤلف ہیں۔

۳۲۴۔محمد صدر العالم: معارج العلیٰ فی مناقب المرتضیٰ کے مؤلف ہیں۔

۳۲۵۔حامد بن علی بن ابراہیم بن عبدالرحیم حنفی دمشقی عمادی۔

۳۲۶۔عبدالعزیز ابو ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم عمر دہلوی: حجۃ اللہ البالغہ و دیگر قیمتی کتابوں کے مؤلف ہیں۔

۳۲۷۔محمد بن سالم بن احمد مصری حنفی شمس الدین شافعی: قاہرہ میں فقہ کے استاد تھے۔

۳۲۸۔سید محمد بن اسماعیل بن صلاح الامیر الیمانی صنعانی حسینی: بارہویں صدی کے شعرائے غدیر میں ہیں۔

۳۲۹۔شہاب الدین احمد بن عبدالقادر حفظی شافعی۔

تیرہویں صدی

۳۳۰۔ابوالفیض محمد بن محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی۔

۳۳۱۔ابوالعرفان شیخ محمد بن علی صبان شافعی: علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر اور محقق تھے۔

۳۳۲۔رشید الدین خان دہلوی: رسالۂ فتح المبین فی فضائل اہل البیتؑ سید المرسلین کے مؤلف ہیں۔

۳۳۳۔مولوی محمد مبین لکھنوی: وسیلۃ النجاۃ کے مؤلف ہیں۔

۳۳۴۔مولوی محمد سالم بخاری دہلوی: اصول الایمان کے مؤلف ہیں۔

۳۳۵۔مولوی ولی اللہ لکھنوی: مرآۃ المومنین کے مؤلف ہیں۔

۳۳۶۔مولوی حیدر علی فیض آبادی۔

۳۳۷۔قاضی محمد بن علی بن محمد شوکانی: بالغ نظر فقیہ اور محاسن وفضائل سے آراستہ تھے۔

۳۳۸۔سید محمود بن عبداللہ حسینی آلوسی شہاب الدین ابوالثنا بغدادی: عراق کے نابغۂ عصر تھے۔

۳۳۹۔شیخ محمد بن درویش حوت بیروتی شافعی۔

۳۴۰۔شیخ سلیمان بن شیخ ابراہیم معروف بہ خواجہ کلاں ابن شیخ محمد بابا خواجہ حسینی قندوزی: مفتی قسطنطنیہ تھے۔

۳۴۱۔سید احمد بن مصطفےٰ قادین خانی: ہدایۃ المرتاب فی فضائل الاصحاب کے مؤلف ہیں۔

چودھویں صدی

۳۴۲۔سید احمد بن زینی دحلان مکی: مکہ معظّمہ کے مفتی شافعیہ تھے۔

۳۴۳۔شیخ یوسف بن اسماعیل،نبہانی: بیروت کے محکمۂ حقوق کے رئیس تھے۔

۳۴۴۔سید مومن بن حسن شبلنجی: نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختارؐ کے مؤلف ہیں۔

۳۴۵۔شیخ محمد عبدہ بن حسن خیر اللہ مصری

۳۴۶۔سید عبد الحمید بن سید محمود آلوسی: عراق کے زبردست عالم وادیب تھے۔

۳۴۷۔شیخ محمد حبیب اللہ بن عبد اللہ یوسفی: مصر کے جلیل القدر محدث ومناظر تھے۔

۳۴۸۔قاضی بہلول بہجت شافعی قاضی زنکہ زور: میرزا مہدی تبریزی نے ان کی بڑی تعریف کی ہے۔

۳۴۹۔عبد المسیح انطاکی مصری: عظیم ادیب اور چودھویں صدی کے شاعر غدیر ہیں۔

۳۵۰۔ڈاکٹر احمد فرید رفاعی۔ (۱)

---

(۱)الغدیر مترجمہ مولانا علی اختر گوپالپوری

آصف رضا، لکھنوی

جناب آصف رضا کا تعلق سرزمین لکھنؤ سے ہے۔ جناب مہدی علی صاحب کے فرزند ہیں۔ قومی خدمت کا اعلیٰ جذبہ رکھتے ہیں۔ آپ نے شیعہ نوجوانوں کا ادارہ ''بھارتیہ شیعہ تبلیغی مشن'' قائم کیا۔ جس کے آپ صدر ہیں۔ آپ نے ہندی زبان میں غدیر سے متعلق کتاب لکھی جس کا نام ''غدیر خم'' ہے یہ کتاب بھارتیہ شیعہ تبلیغی مشن، لکھنؤ سے ۱۴۳۲ھ، ۲۰۱۱ء میں شائع ہوئی ہے۔

عناوین کتاب

کیسے منائیں عید غدیر؟

حدیث کی روشنی میں عید غدیر

غدیر کے سلسلے میں معصومینؑ کی وصیتیں

عید غدیر کی فضیلت

عید غدیر خم

آغا مہدی، رضوی

پندرہویں صدی کے مایہ ناز عالم مولانا آغا مہدی رضوی جنھیں تاریخ پر غیر معمولی دسترس تھی۔ غدیر کے موضوع پر کتاب لکھی جس کا عنوان ''غدیر یعنی الٰہی خلافت کا حقیقی تاجدار'' ہے یہ کتاب سیالکوٹ صادقیہ مشن تعلیمی پریس سے شائع ہوئی آپ نے ۱۹ شوال ۱۳۱۶ھ، ۲ مارچ ۱۸۹۹ء لکھنؤ کے علمی خانوادہ میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد مولانا سید محمد تقی تھے۔ ابتدائی تعلیمی مراحل گھر پر والد سے طے کیے اس کے بعد درس نظامی اس وقت کے جید علماء وفضلا سے حاصل کیا اور مدرسۃ الواعظین میں رہکر خدمات انجام دیں۔ مختلف شہروں کے دورے کیے۔ آپ کو طالب علمی ہی کے زمانے سے لکھنے پڑھنے کا شوق تھا۔ عقائد وکلام اور فن مناظرہ میں اچھی استعداد تھی۔ ۱۹۲۶ء میں انجمن خدام عزا لکھنؤ میں قائم کی جس سے آپ کی تقریباً پچاس کتابیں شائع ہوئیں۔ سب سے پہلی کتاب ۱۹۲۹ء میں ''شہداء کربلا'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔

آپ نے ۱۱۶۲ مضامین لکھے جو مختلف رسائل اور جرائد میں شائع ہوئے۔ ۱۶ سال رسالہ الواعظ کے مدیر رہے۔ آپ کی ادارت میں رسالہ نے بہت ترقی کی اور کئی یادگار شمارے شائع کیے۔

۱۹۶۰ء میں لکھنؤ سے کراچی چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ کراچی میں گرانقدر علمی ادبی وتعمیری خدمات انجام دیں۔ آپ کی تالیفات کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد ۲۷۹ ہے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

دیگر علمی آثار:
نصرۃ النعیم فی تفسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحجۃ البالغہ در تفسیر سورہ فاتحہ
تعلیقات تفسیری رضوی
ما نزل فی اہلبیت فی القرآن
تعلیمات قرآن و تفسیر اہلبیتؑ
تاریخ شیعہ
بررسی بنات سید الکائناتؐ
تاریخ لکھنؤ
عبائر الانوار (۶ جلد)
العلی
العبد الصالح سوانح حضرت عباسؑ
تاریخ سلطان العلماء (سید محمد)
سوانح غفران مآب (سید دلدار علی)
تاریخ سید العلماء (سید حسین)
مرآۃ الانساب (فارسی)
ترجمہ نحو میر
اسواق الذہب فی المکاتیب والخطب
تذکرۃ الحیوان
۱۴۰۶ھ میں کراچی میں رحلت کی اور وہیں آسودۂ لحد ہوئے۔(۱)

(۱) مفسرین امامیہ ص: ۴۰۷، تذکرۂ علمائے امامیہ پاکستان ص ۶، تالیفات شیعہ ۵۵۳

آل محمد امروہوی

مولانا سید آل محمد صاحب معقولات ومنقولات میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے۔ واقعہ غدیر کے سلسلے میں آپ کی تالیف ''حجۃ الغدیر فی اثبات حدیث غدیر'' ہے، جو مطبع یوسفی دہلی سے باہتمام سید علی حسین صاحب شائع ہوئی۔ اس کتاب میں حدیث غدیر کے تواتر کو ثابت کیا گیا ہے اوران کتب عامہ کا ذکر ہے جس میں اس واقعہ کا ذکر موجود ہے اوراس بات کی وضاحت کی ہے کہ جب علمائے اہلسنت کا کہنا ہے کہ جو حدیث صحاح ستہ میں ہے وہ حجت ہے اورحدیث غدیر صحاح ستہ کی کچھ کتابوں میں موجود ہے تو پھر اسے صحیح کیوں نہیں مانا جاتا ؟

آپ حاجی اصغر حسین ساکن محلّہ گذری امروہہ کے فرزند تھے۔ ۹ شوال ۱۲۲۴ھ، ۱۸۰۹ء میں متولد ہوئے۔ والد ماجد امروہہ کے روساء میں شمار کئے جاتے تھے۔ ابتدائی تعلیم امروہہ ہی میں جید اساتذہ سے حاصل کی پھر لکھنؤ جا کر اعلیٰ دروس کی تحصیل میں مشغول ہوکر کلام و عقائد، تفسیر وحدیث، فقہ واصول میں مہارت حاصل کی۔ بعد ازاں عراق کا عزم کیا اور نجف اشرف میں آیات عظام سے استفادہ کیا۔ وطن آنے کے بعد درس وتدریس میں مشغول ہوئے۔ سیکڑوں تشنگان علوم کو سیراب کیا۔ عربی وفارسی ادب پر قدرت کاملہ حاصل تھی۔ قلم برداشتہ لکھتے تھے۔ شہرۂ آفاق کتاب عبقات الانوار سید المتکلمین میر حامد حسین پر عربی فارسی آمیز عالمانہ تقریظ لکھی جس کے جواب میں میر حامد حسین نے لکھا ''این تقریظ لائق تقریظ است۔'' آیۃ اللہ شیخ محمد مازندرانی کو بغیر نقطہ اور بغیر الف کا خط لکھا جسے دیکھ کر آقای مازندرانی نے بہت تعریف

کی اورآ پکی اعلیٰ صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے تحریرفرمایا ''ماھذا من بشر ان ھذا من ملک کریم من سلالة طهٰ و حمٓ '' آ پکی علمی صلاحیتوں سے ہرخاص وعام متاثر تھا۔

گورنر نے آ پکی شخصیت سے متاثر ہوکر اپنے دربار میں کرسی دی۔ آپ امروہہ کی میونسپلٹی کے ممبر بھی رہے۔ کثیرالتصانیف ارباب علم میں تھے۔ تفسیر قرآن پر گہری نظر رکھتے تھے۔

تفسیر آیات قرآن: قرآن مجید کی بعض آیات کی علمی تحقیقی وادبی تفسیر کی گئی ہےاور جس میں ادبی فنون کا بھی مظاہرہ کیا گیا ہے۔

دیگر تالیفات:

سبحۃ الجواہر (احوال علماء)

طعن النصول

دافع الشکوک (بحث امامت)

حلیۃ الاولیاء بحث متعہ

مثنوی نان خشک (فارسی وعربی)

القام الاحجار فی افواہ الاشرار (درردِاعتراض برعزائے امام حسین)

زاویہ حاویہ

گلزار جنت موسوم بہ تصویر کربلا

سرورالمھموم فی جواز البکاء علی الحسین المظلومؑ

درشھوار دراحوال نوررسول مختارؐ

مثنوی سبعہ سیارہ درمعجزات جناب امیرؑ

دستورالخیول درعلاج اسپان

غضب البتول علی الاصحاب البغی والعدول

درۃ البیضاء فی اثبات حق فاطمۃ الزہراء(س)
نتائج فکریہ
دوغازہ شاھد
الدرالمرتضیٰ
بیان حاسم درنفی عروسی قاسم
معارف تقیہ
اصل الاصول(۱)

(۱) تذکرہ مفسرین امامیہ۔ص:۲۴۴،تذکرہ علمائے،امروہہ ص:۳۱

ابن حسن، جلالپوری

جناب شیخ ابن حسن صاحب کا تعلق سرزمین جلالپور سے ہے۔ شعبۂ تعلیم سے وابستہ ہیں، ''جعفریہ دارالمطالعہ'' کے فعّال کارکن ہیں، تصنیف وتالیف کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔

آپ نے ''تحفۂ غدیر'' نامی کتاب لکھی جو جلالپور سے شائع ہوئی۔

ابن حسن، لکھنوی

لکھنؤ کے بلند مرتبہ عالم دین مولانا سید ابن حسن صاحب کی ولادت ۱۳۴۷ھ، ۱۹۲۸ء میں ہوئی، والد ماجد جناب مہدی حسین صاحب تھے۔ سلطان المدارس، لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کیلئے نجف اشرف گئے جہاں اکابرین علماء سے فیضیاب ہوئے، تقسیم ملک کے بعد پاکستان چلے گئے تھے۔ کراچی میں قیام تھا۔ فقہ واصول، تفسیر وحدیث اور تاریخ وعقائد میں مہارت رکھتے تھے۔ غدیر سے متعلق یادگار تالیف ''غدیر خم اور خطبۂ غدیر'' ہے، جو ادارۂ تمدن اسلام کراچی سے ۱۳۹۸ھ میں بہت ہی زیب وزین کے ساتھ شائع ہوئی۔ اس کتاب میں باتفصیل واقعہ غدیر بیان کیا گیا ہے اور مولانا سید محمد باقر شمس کا معلوماتی مقدمہ بھی مندرج ہے۔

عناوین کتاب:

فرمان خداوند عالم،

ارشاد رسول اکرمؐ

کاروان رسالت

راہ منزل

حجۃ الوداع

غدیر خم

اعلان پیامبر برفراز منبر
عمامۂ فضیلت
جشن غدیر
عہد و پیمان غدیر
خطبہ غدیر مع ترجمہ
راویانِ غدیر
ان صحابہ و تابعین و علماء کا ذکر جنھوں نے واقعہ غدیر نقل کیا ہے۔
کتاب دیدہ زیب اور انتہائی اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص:۴۵۸

احمد حسین اختر

شیخ احمد حسین اختر کا تعلق نارووالی پاکستان سے تھا۔آپ کہنہ مشق شاعر و ادیب تھے۔
آپ نے عید غدیر سے متعلق قصائد کہے جو''نغمۂ عید غدیر'' کے نام سے موسوم ہوئے اور خواجہ بک
ایجنسی لاہور سے شائع ہوئے۔(۱)

(۱) امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۲۱۷

اختر حسین

جناب سید اختر حسین کا تعلق پیشاور سے تھا۔ تصنیف و تالیف کا شوق رکھتے تھے۔ آپ کی تالیف ''گلشن ابی طالبؑ'' ہے جس میں خطبۂ غدیر کا ذکر کیا گیا ہے اور اسکے محاسن کی بھی نشاندہی کی گئی ہے؛ یہ کتاب پیشاور سے شائع ہوئی۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص ۵۲۵

اسداللہ خاں، شوقؔ، بنارسی

نواب اسداللہ خاں بنارس کے نامور ادیب وشاعر تھے۔مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی، قصیدہ گوئی میں مہارت رکھتے تھے۔آپ نے عید غدیر سے متعلق تفصیلی قصیدہ کہا جو''زمزمۂ فصاحت'' کے نام سے رفاہ عام سٹیم پریس لاہور سے۱۹۱۴ء میں شائع ہوا۔ یہ قصیدہ زبان وبیان کےاعتبار سے مرصع ہے۔(۱)

(۱) امامیہ مصنفین ج:۱،ص۱۹۶

افتخار حسین زیدی

پیشہ سے فوج میں میجر مگر دینی خدمت سے سرشار ذات کا نام میجر افتخار حسین زیدی ہے۔ ۶ رمئی ۱۹۴۴ء کو حسین پور ریواڑی ضلع گوڑ گاؤں میں متولد ہوئے، والد ماجد جناب سید حسین زیدی تھے۔ میٹرک کرنے کے بعد مزید تعلیم کیلئے پنجاب چلے گئے، فیصل آباد سے ایف۔ اے کیا، لاہور سے بی۔ اے پاس کیا اور کالج کی بزم فروغ ادب کے صدر منتخب ہوئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد فوج میں ملازمت کی۔ ۱۹۶۵ء میں فوج میں کمیشن حاصل کیا۔ مارچ ۱۹۶۶ء میں سیکنڈ لیفٹنٹ کے طور پر لاہور محاذ پر توپ خانہ کے ایک یونٹ میں پہلی مرتبہ تعینات ہوئے، ۱۹۷۱ء میں میجر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں یوگینڈا کے صدر عیدی امین کے ملٹری سکریٹری تعینات ہوئے۔ ۱۹۹۰ء میں ریٹائرمنٹ لے لیا۔ آپ کی خوبی یہ ہے کہ فوج میں ملازمت کے باوجود دینی خدمت سے غافل نہیں ہوئے، مذہبی کتب کا مطالعہ اور لکھنے کا شوق دل میں موجیں مارتا رہا اور جب آپ ملازمت سے سبکدوش ہوگئے تو باقاعدہ تحریری کام شروع کیا۔

آپ نے غدیر کے موضوع پر یادگار کتاب تالیف کی ''وجود کائنات اور غدیر خم'' جو ۲۰۱۱ء میں باب العلم دار التحقیق، کراچی سے منظر عام پر آئی۔ اس کتاب پر مولانا شہنشاہ حسین صاحب نقوی کی تقریظ مندرج ہے جس میں آپ نے مندرجہ ذیل موضوعات پر بحث کی ہے۔

غدیر کی جغرافیائی اہمیت

غدیر کی تاریخی اہمیت

غدیر اھلسنت کی نظر میں

غدیر خم بطور عید سعید

اعلان ولایت جناب امیرؑ در میدان غدیر وغیرہ

اقبال حیدر حیدری

مولانا اقبال حیدر حیدری کا تعلق گڑھی مجھیڑا، ضلع مظفر نگر سے ہے۔ حوزۂ علمیہ امام حسین مظفرنگر میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد حوزۂ علمیہ قم گئے جہاں مدرسہ حجتیہ میں زیر تعلیم رہ کر درجہ فضل وکمال حاصل کیا۔ ہمارے معاصر ہیں تصنیف وتالیف کا بہت شوق ہے۔ ترجمہ کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ بااخلاق وملنسار ہیں قومی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہیں، غدیر سے متعلق ادارۂ غدیر مشن قائم کیا جس کے زیراہتمام غدیر سیمینار کا انعقاد کیا۔ آپ کی کوشش ہے کہ معاشرہ میں لوگوں کو غدیر سے آشنا کرایا جائے اور اس جشن کو شایان شان طریقے سے منایا جائے۔

آپ نے حجۃ الاسلام والمسلمین آقای علی اصغر رضوانی کی تالیف ''غدیر شناسی و پاسخ بہ شبہات'' کو اردو پیکر میں ڈھالا جو ''غدیر کی معرفت اور اعتراضات کے جوابات'' کے نام سے انتشارات مرکز جہانی علوم اسلامی قم سے ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی۔ یہ غدیر کے بارے میں معلوماتی اور تحقیقی کتاب ہے۔ اسکے بارے میں مؤلف محترم لکھتے ہیں:

> ''اس کتاب میں سازشوں کو ناکام کرنے اور دشمنوں کے اعتراضات کا جواب دینے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے تاکہ شیعہ اور سنی معتبر کتابوں کا سہارا لیتے ہوئے بعض اعتراضات اور تہمتوں کا جواب دیا جائے اور انکی سازشوں سے پردہ اٹھایا جاسکے''۔

کتاب کے مشمولات اس طرح ہیں:

غدیر اور وحدت اسلامی

۱۔ وحدت کی حقیقت

۲۔ حقیقی امام پر ہی وحدت ممکن ہے

۳۔ علمی گفتگو، اتحاد کا راستہ ہموار کرتی ہے

الف: حق کی طرف رغبت

ب: حق کا اقرار

۴۔ دینی مرجع کا انتخاب کرنا

۵۔ انسانی زندگی پر غدیر کا اثر

۶۔ دلیل و برہان کے ساتھ مذہب کا انتخاب

اندھی تقلید

۷۔ فرقہ ناجیہ کونسا فرقہ ہے؟

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین کو معین کرنے کی ضرورت

پیغمبر، امت کے مستقبل سے آگاہ ہوتا ہے

حدیث غدیر

واقعہ غدیر

واقعہ غدیر کی اہمیت

غدیر خم کی جغرافیائی حیثیت

حدیث غدیر کے صحابہ راوی

۳۔حلبی

۴۔ابن کثیر دمشقی

۵۔ترمذی

۶۔ابوجعفر طحاوی

۷۔ابن عبدالبر قرطبی

۸۔سبط ابن جوزی

۹۔عاصمی

۱۰۔آلوسی

۱۱۔ابن حجر عسقلانی

۱۲۔ابن مغازلی شافعی

۱۳۔فقیہ ابوعبداللہ بغدادی (م۳۳۰)

۱۴۔ابوحامد غزالی

۱۵۔حافظ ابن ابی الحدید معتزلی

۱۶۔حافظ ابوعبداللہ گنجی شافعی

۱۷۔شیخ ابوالمکارم علاء الدین سمنانی (۷۳۶)

۱۸۔شمس الدین ذہبی شافعی (۷۴۸)

۱۹۔حافظ نورالدین (۸۰۷)

۲۰۔شہاب الدین قسطلانی (۹۲۳)

۲۱۔شیخ نورالدین ہروی قاری حنفی (۱۰۱۴)

۲۔کسی انسان کی طرف اضافہ کی صورت میں تبادر

۳۔قرآنی استعمال

۴۔فہم صحابہ

۵۔اشتراک معنوی

۶۔صدر حدیث میں موجود قرینہ

۷۔ذیل حدیث

۸۔مسلمانوں کو گواہ بنانا

۹۔امام علی علیہ السلام کی ولایت پر دین کا مکمل ہونا

۱۰۔پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر

۱۱۔پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنا

۱۲۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوف

۱۳۔حارث بن نعمان کا انکار

۱۴۔منصوب کرنے کے لفظ کا استعمال

۱۵۔تاج شرافت

۱۶۔اولیت کا لفظ

''ولایت'' پر حدیث غدیر کی دلالت کا اقرار کرنے والے حضرات

۱۔محمد بن محمد غزالی

۲۔ابوالمجد مجدود بن آدم معروف بحکیم نسائی

۳۔فریدالدین عطار نیشاپوری

۱۰۔عباس محمود عقاد

۱۱۔ڈاکٹر محمود خالدی: یرموک یونیورسٹی (اردن) کے پروفیسر

۱۲۔مصطفیٰ رافعی، پیرس یونیورسٹی میں حقوق کے ماہر

۱۳۔محمد رشید رضا

جشن غدیر منعقد کرنا

وہابیوں کے فتوے

جشن منعقد کرنا محبت و دشمنی کا مظہر ہے

وجوب محبت

۱۔خداوند عالم کی محبت

۲۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت

۳۔اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کن وجوہات کی بنا پر آل رسولؐ سے محبت کی جائے؟

یاد منانا قرآن کی روشنی میں

الف: مقام ابراہیم علیہ السلام

ب: صفا ومروہ

ج: قربانی

د: رمی جمرات

جشن اور یاد منانا، حدیث کی روشنی میں

جشن منانے کے فوائد

امتیاز حیدر، جہانیاں پوری

مولانا امتیاز حیدر صاحب کا تعلق جہانیاں پور سے ہے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سطحیات کی تکمیل حوزۂ علمیہ امیر المومنینؑ نجفی ھاؤس بمبئی میں کی اور اعلیٰ تعلیم کیلئے حوزۂ علمیہ قم ایران گئے۔ ہمارے زمانے میں قم ہی میں مشغول درس تھے۔ ہندوستان مراجعت کے بعد دینی خدمت میں مصروف ہوگئے۔ شہر بنگلور سے دو ماہی رسالہ ''مصباح'' کا اجرا کیا جو صوری و معنوی اعتبار سے امتیازی حیثیت کا حامل ہے۔ آپ کو تصنیف و تالیف کا شوق ہے ترجمہ میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ آپ نے آیہ اللہ سید محمد حسین فضل اللہ مرحوم کی تالیف ''ولایت غدیر'' کا ترجمہ کیا جو حسینین مشن سجاد باغ لکھنؤ سے ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا۔

یہ کتاب غدیر کے موضوع پر خاص اہمیت رکھتی ہے جس میں مندرجہ ذیل موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں۔

بیعت غدیر

تبلیغ ولایت

ولایت کے معنی

ولایت، رسالت کی تکمیل

لفظ مولیٰ کے معنی

آخر کتاب میں غدیر سے متعلق کچھ سوالات اور انکے جوابات بھی شامل ہیں۔

پیر محمد ٹرسٹ

پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ کی جانب سے عید غدیر کے موقع پر ایک کتاب بعنوان ''خطبۂ غدیر'' شائع ہوئی جس میں خطبہ غدیر کے علاوہ اسناد خطبہ اور اہل سنت کی ان کتابوں کا ذکر ہے جن میں خطبہ اور واقعہ کا ذکر موجود ہے۔ اسکے علاوہ دوسری صدی سے لیکر چودھویں صدی کے مصنفین کا ذکر ہے جنھوں نے واقعہ غدیر رقم کیا ہے۔ کتاب مفید اور معلوماتی ہے۔

آغاز مقدمہ:

''چونکہ بعض حلقوں میں اس مہتم بالشان اعلان کو پس پشت ڈالنے یا اس کی اہمیت کو کم کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس خطبہ کو من وعن تاریخی اور تنزیلی پس منظر کے ساتھ اور مستند راویوں اور محدثوں کے حوالوں سے پیش کیا جائے تا کہ طالبان حق اس کی اہمیت، حقانیت سے کماحقہ واقف ہو جائیں۔''

یہ کتاب ۸/رجب ۱۳۹۸ھ، ۷/جولائی ۱۹۷۶ء میں تصنیف کی گئی۔

تقی رضا، حیدرآبادی

حیدرآباددکن کے نوجوان فعّال علماء میں مولانا سید تقی رضا عابدی کونمایاں مقام حاصل ہے۔ یکم مئی ۱۹۷۱ء میں سفر حیات کا آغاز کیا۔آپ کے والد ماجد مولانا علی حسین المعروف بہ شرف الدین صاحب مرحوم اپنے عہد کے جید عالم دین تھے۔مولانا تقی آغا کی پرورش علمی و مذہبی ماحول میں ہوئی اسلئے مذہبی تعلیم کی طرف طبیعت کا رجحان رہا۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی، اسکے بعد والد کے ساتھ ۱۹۸۳ء میں ایران گئے، ۱۹۸٦ء تک اہل خانہ کے ساتھ ایران میں مقیم رہے۔ ہندوستان مراجعت کے بعد جامعہ جوادیہ بنارس میں تعلیمی سلسلہ شروع کیا اور عالم و فاضل کے امتحانات پاس کئے، بعدہ جنوری ۱۹۹۰ء میں باقاعدہ تحصیل علم کی غرض سے حوزہ علمیہ قم ایران روانہ ہوئے اور مدرسہ حجتیہ میں رہ کر تعلیمی مراحل طے کئے۔ مدرسہ حجتیہ میں راقم بھی مقیم تھا آپ ہمارے معاصر اور رفیق ہیں نہایت بذلہ سنج اور مرنجاں مرنج طبیعت کے حامل ہیں۔آپ کو فلسفہ اور عرفان سے گہرا شغف ہے۔اس لئے آیۃ اللہ حسن زادہ آملی اور آیۃ اللہ جوادی آملی سے بہت زیادہ متاثر ہیں ۔۲۰۰۲ء میں حیدرآباد دکن واپس آ گئے اور اعلیٰ پیمانے پر دینی خدمات میں مشغول ہوئے۔آپ حیدرآباد دکن میں کئی اعلیٰ اور ذمہ دار عہدوں پر مامور ہیں۔ یونائیٹڈ مسلم فورم کے سکریٹری، مجلس علماء ھند، شعبہ حیدرآباد کے سکریٹری اور تنظیم جعفری کے عہدہ دار ہیں۔جشن عید میلادالنبیؐ جو حیدرآباد میں اعلیٰ پیمانے پر منایا جاتا ہے اس میں شیعہ نمائندگی آپ ہی فرماتے ہیں اور لاکھوں کے مجمع کو خطاب کرتے ہیں۔آپ کو صحافت کی دنیا

میں بھی کمال حاصل ہے۔ مجلّہ ''صدائے حسینیؑ'' کی تین سال تک ادارت کی اور یادگار شمارے شائع کئے۔

آپ شیعہ اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن کے سرپرست ہیں، آپ کی نگرانی میں اس ادارہ کی جانب سے غدیر کے موضوع پر چار کتابیں منظر عام پر آئیں۔

۱۔ ۲۰۰۸ء میں Wilayat System to Implement حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔

۲۔ Marefat-e-Ghadeer مولانا تقی رضا صاحب کے مقدمہ کے ساتھ نومبر ۲۰۰۹ء میں منظر عام پر آئی۔

۳۔ Ghadeer-e-Khum نومبر ۲۰۱۰ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

۴۔ WilayatPaigham-e-Ghadeer نومبر ۲۰۱۱ء میں شائع ہوئی۔

آپ غدیر کے موقع پر بڑے پیمانے پر جشن منعقد کرتے ہیں اور بچوں سے غدیر سے متعلق سوالات کر کے انھیں انعامات سے نوازتے ہیں۔

دیگر علمی آثار:

فلسفۂ عشق	۱۹۹۸ء
معرفت حدیث، ترجمہ کتاب استاد عابدی	۱۹۹۷ء
فلسفۂ علم	۲۰۰۴ء
فضائل بوترابؑ	۲۰۰۲ء
حمد الٰہی، ریاض السالکین کا اقتباس	۲۰۰۲ء
میرا خط سالک الی اللہ کے نام	

آسمان فلسفہ کے درخشاں ستارے۔ گیارہ فلاسفہ کے حالات زندگی سقراط سے امام خمینیؒ تک۔ ۲۰۰۲ء

نیاز جامعہ بشری بہ دین، جشنوارہ شیخ طوسیؒ ۱۹۹۱ء

اسلام میں رشتوں کی اہمیت ۲۰۰۳ء

احکام جوانان، ترجمہ ۲۰۰۳ء

تقی عسکری

جناب تقی عسکری صاحب حیدر آباد دکن کی علمی شخصیت تھے۔ تصنیف و تالیف کا ذوق رکھتے تھے۔ غدیر کے موضوع پر آپ کی تالیف ''آفتاب غدیر'' ہے جو ۱۹۸۱ء میں منظر عام پر آئی۔ یہ کتاب ۱۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

تنظیم المکاتب، لکھنؤ

ادارۂ تنظیم المکاتب، لکھنؤ کی جانب سے عید غدیر کے چودہ سو سالہ جشن کے موقع پر خصوصی شمارہ بعنوان ''کتاب غدیر'' ۱۴۱۰ھ، ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا جو ۳۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مجلّہ کے ترتیب کار علامہ ذیشان حیدر جوادی مرحوم اور مولانا کرار حسین صاحب واعظ تھے۔ جس میں جید ارباب قلم کے گرانقدر مقالات شائع ہوئے تھے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے:

خطبہ غدیر و شرح خطبۂ غدیر	علامہ ذیشان حیدر جوادی
ذکر غدیر کی آفاقیت	,, ,,
اسلامی عید، عید غدیر	مولانا کاظم رضا صاحب
غدیر کا ردعمل	مولانا کرار حسین واعظ
پیغام غدیر	سید سبط محمد نقوی
چشمۂ آفتاب	مولانا حسن عباس فطرت
غدیر کی ضرورت	مولانا محمد باقر جوراسی
غدیر کی معنویت	ڈاکٹر پیام اعظمی
غدیر تبلیغ رسالت کا نقطۂ عروج	مولانا مظاہر علی واعظ
غدیر اور قرآن	مولانا علی اختر گوپالپوری
اعلان غدیر کے بعد حدیث قرطاس کیوں؟	مولانا محمد مرتضیٰ جعفری

پیام غدیر	مولانا محمد حسن معروفی
مولا کا مفہوم	مولانا علی حیدر سکندر پوری
مولیٰ کا مفہوم	مولانا مقبول احمد نوگانوی
تاریخ اسلام کے دو اہم ترین باب غدیر اور سقیفہ	
	مولانا کرار حسین واعظ
اعلان غدیر سے استدلال	مولانا مجتبیٰ علی خاں ادیب الہندی
غدیر کی تاریخی حیثیت	مولانا ناظم علی خیر آبادی
جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں	
	مولانا محمد علی صفوی
یوم غدیر مظہر وحدت	ابوشاذان اترولوی
خطبۂ غدیر دعوت فکر وعمل	مولانا محمد جابر جوراسی
محدثین غدیر	مولانا شوکت عباس سرسوی
غدیر اور ہماری ذمہ داریاں	غلام علی گلزار
اعلان غدیر یا ایفائے عہد	غلام سبطین کراروی
منکرین حدیث غدیر کا انجام	مولانا جواد حیدر جوادی
آیۂ الیوم اکملت	مولانا عباس ایلیاقمی
تفسیر آیۂ تبلیغ	مولانا احسان حیدر جوادی
واقعہ غدیر سنی کتب میں	مولانا حسین مہدی حسینی
واقعہ غدیر ہم سے کیا چاہتا ہے	مولانا مختار حسین جعفری
حدیث غدیر کے راوی	ڈاکٹر حسین افضل

واقعہ غدیر کے مؤلفین	مولانا ضمیر الحسن رضوی
جشن غدیر منائیں	مولانا حمید الحسن زیدی
چودہ سو برس پہلے غدیر خم کا ایک منظر	مولانا محمد عباس رضوی
حدیث غدیر کا انکار اور عذاب الٰہی	مولانا میثم زیدی
کتابیات غدیر	مولانا تقی رضا جون
تذکرہ نگاران غدیر	مولانا میثم رضوی
واقعہ غدیر اور اسکے چشم دید گواہ	مولانا شاہوار حیدر سعیدی
مولا کے معنی قرائن لفظیہ اور ادلہ عقلیہ کی روشنی میں	
	مولانا سعید حیدر
راویان غدیر	مولانا غلام حسین کشمیری
غدیر اور محدثین	آل محمد رزمی
الامامۃ بالنص	مولانا ظفریاب حیدر کراروی
معنی مولا پر ۲۰ قرینے	مولانا سید حسین رضوی
خلافت وامامت	مولانا محمد اسلم رضوی
حکومت علیؑ کا حق ہے	مولانا غلام عسکری مرحوم
علیؑ مولیٰ	مولانا صفی حیدر
اگر واقعہ غدیر نہ ہوتا تو کیا ہوتا	مفتی طیب آغا جزائری
تکمیل دین اور عید غدیر کا پیغام	مولانا رضی جعفر نقوی
غدیر اور اردو شعراء	اے۔ حیدری
واقعہ غدیر ہم سے کیا چاہتا ہے	مولانا تصدیق حسین زیدپوری

واقعہ غدیر کا اثر خود مولائے کائنات پر	مولانا سید محمد شاکر امروہوی
من کنت مولاہ فعلی مولاہ	مولانا ضامن حسین نقوی
غدیر خم	مولانا جعفر حسین
اتممت علیکم نعمتی	مولانا کمیل اصغر رضوی

اور حصہ نظم میں ۳۵ قصائد جو غدیر سے متعلق ہیں درج ہیں۔

جماعت مترجمین

مؤسسہ امام صاحب الزمان مشہد کی جانب سے غدیر سے متعلق اہم تالیف ''حسّاس ترین فراز تاریخ، خطبۂ رسول خدا در روز غدیر خم'' کا اردو ترجمہ بعنوان ''غدیر کے دن رسول خداؐ کا خطبہ'' شائع ہوا جو اپنے مشمولات کے اعتبار سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص: ۶۴۷

حامد حسین، میر

علم کلام وعقائد میں وقیع وگرانقدر کتاب ''عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار'' کے مؤلف سید المتکلمین میر حامد حسین کنتوری تیرھویں صدی ہجری کے وہ عظیم الشان متکلم ہیں جن کا شمار نابغۂ روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے رشحات قلمی سے مذہب اہلبیت علیہم السلام کا اس طرح دفاع کیا کہ آپ کو ''مدافع الولایۃ'' کہا جانے لگا۔ یہ کتاب مستطاب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے تحفۂ اثناعشری باب ہفتم کی رد میں لکھی گئی ہے۔ جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے جن میں سے دو جلدیں رحلی سائز میں موضوع غدیر سے متعلق ہیں جو ۱۲۹۴ھ میں شائع ہوئیں۔ حدیث غدیر کا جدید ایڈیشن قم ایران سے دس جلدوں میں شائع ہوا، جلد اول تا ہفتم میں سند حدیث بیان کی گئی ہے اور باقی تین جلدوں میں دلالت حدیث کا ذکر کیا گیا ہے۔

آپ نے صحابہ وتابعین کے علاوہ اہلسنت کے ان مفسرین، متکلمین، محدثین کا ذکر مع سند کیا ہے جنھوں نے حدیث غدیر کو بیان کیا ہے۔ اوران تمام ناروا اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے ہیں۔ جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے کتاب ''تحفۂ اثناعشری'' میں اس حدیث پر کئے تھے۔ اس کتاب کا ترجمہ عربی زبان میں بھی ہوا، حدیث غدیر سے متعلق جلدوں کا عربی خلاصہ شیخ عباس قمیؒ نے ''**فیض الغدیر فیما یتعلق بحدیث الغدیر**'' کے نام سے کیا۔(۱)

(۱) الفوائد الرضویہ ص:۲۲۲، اعیان الشیعہ ج:۷، ص:۴۲۵، تالیفات شیعہ ص:۴۳۷

اورآقای سید ہاشم عاملی نے ”نفحات الازهار فی خلاصة عبقات الانوار“ کے نام سے تلخیص کی۔

آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہ حدیثوں سے متعلق بحث کی ہے۔ جنکی تفصیل اس طرح ہے:

دوم: حدیث منزلت کے بارے میں ہے ۱۲۹۵ھ میں شائع ہوئی۔

آغاز کتاب: ”الحمد لله الذی جعل الوصی من النبی بمنزلة هارون من موسیٰ..“

اس کی دوسری جلد منہج سے متعلق ہے جس میں اس حدیث پر اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

حدیث سوئم: ولایت سے متعلق ہے۔ ”ان علیاً و انا من علی و هو ولی کل مومن من بعدی“ ۱۳۰۳ھ میں شائع ہوئی۔

آغاز کتاب: ”الحمد لله الحمید الحکیم العلی الذی جعل الوصی ولی المومنین بعد النبی“

چہارم: حدیث طیر ۱۳۰۶ھ میں منظر عام پر آئی

آغاز: ”الحمد لله الذی ابان اخیه الوصی الیه و الی النبی فی قصة الطیر المشوی“

پنجم: حدیث مدینہ دو جلدوں میں آراستہ ہوئی پہلی جلد ۱۳۱۷ھ میں شائع ہوئی۔

آغاز: ”الحمد لله الذی جعل النبی مدینة العلم و علیا بابها“

ششم: حدیث التشبّہ ”من اراد ان ینظر الی آدم و نوح فلینظر الی علی“ ۱۳۰۱ھ میں طبع ہوئی۔

ہفتم: حدیث ”من ناصب علیاً“

ہشتم: حدیث نور ''کنت انا و علی بن ابی طالب نوراً'' طبع ۱۳۰۳ھ

آغاز: ''**الحمد لله الذی خلق النبی و الوصی من نور واحد**''

نہم: حدیث الرایۃ یوم خیبر ''**واعطائها لمن، یحب الله و رسوله**''

دہم: حدیث ''**علی مع الحق**''

یازدہم: حدیث قتال ''**علی بالتاویل و التنزیل**''

دوازدہم: حدیث ثقلین دو جلدوں میں ۱۳۱۴ھ میں شائع ہوئی۔

آغاز: ''**الحمد لله الذی دعانا بمنه الجمیل الی التمسک بالثقلین.....**''(۱)

اس عظیم الشان کتاب کی توصیف ہر عہد کے علماء نے کی ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ اس موضوع پر اب تک ایسی کتاب نہیں لکھی گئی ہے۔ امام خمینیؒ لکھتے ہیں کہ اب تک ایسی کتاب نہیں رقم کی گئی ہے یہ کتاب حجت مذہب ہے، علماء کو چاہیے کہ اسے پڑھیں اور اسکی حفاظت کریں۔

امام خمینیؒ تحریر فرماتے ہیں:

" هر کس بخواهد اطلاع از چگونگی حدیث غدیر پیدا کند باید رجوع کند بکتاب "عبقات الانوار" سید بزرگ میر حامد حسین هندی که چهار جلد بزرگ در حدیث غدیر تصنیف کرده و چنین کتابی تا کنون نوشته نشده و عبقات الانوار در امامت از قراری که شنیده شده سی جلد است و آنچه که مادیدیم هفت و هشت جلد است

(۱) الذریعہ ج:۱۵، ص:۲۱۴

و در ایـران شـایـد تـا پانزده جلد آن پیدا شود و اهل سنت در صدد جـمـع ایـن کتـاب و تـضییـع آن هستـنـد و ماملت شیعه در خواب هستیم تا آن وقت که یك چنین گنج پر قیمت و گوهر گرانبهای از دسـت برود و اکنون قریب دو سال است که به ملت شیعه راجع به تـجـدیـد طبـع این کتاب پیشنهاد شده و به خون سردی تلقی شده است با این وصف با خواست خدا جلد غدیر در تحت طبع است۔ لـکـن بر علماء شیعه بالخصوص و دیگر طبقات لازم است که این کتـاب بـزرگ راکـه بـزرگترین حجت مذهب است نگذارند از بین برود و به طبع آن اقدام کنند "(۱)

اس کتاب کے سلسلے میں آیۃ اللہ مرزا شیرازی نے یہ شعر تحریر فرمایا:

جای آن دارد که گویم این کتاب

آیۂ حق ست بر اہل ثواب

آیۃ اللہ شیخ محمد حسین مازندرانیؒ :

"وجـودش را مـغتـنـم و خاك قدمش را کحل الجواهر دید های خویش سازند"

دوسری جگہ فرماتے ہیں: "اعلم علماء زمان اند"(۲)

کتاب عبقات الانوار کے بارے میں اکابرین علماء نے گرانقدر تقریظیں لکھیں جو کتاب ''سواطع الانوار'' میں شائع ہوئیں۔

---

(۱) کشف الاسرار، ص:۱۴۱

(۲) تذکرہ بے بہا ص:۱۳۳

صاحب تکملہ نجوم السماء:

"عقول عقلاء والباب البآء در درك علو مرتبت و سمّو منزلت این بزرگوار مندهش و حایر و السن بلغاء و مقاول فصحاء از بیان ایسر فضائل و اقل فواضل این حجة الحق عاجز و حاصر است همانا به که کلیل قلم بتحریر شمّه از احوال تاریخیّه بگراید"(۱)

مولانا مرتضیٰ حسین فاضل اس کتاب کی عظمت کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ عبقات الانوار عظیم و ضخیم کتاب ہی نہیں وہ ایک روایت بھی ہے اور درایت بھی ۔ وہ ایک شخص کی عظمت و عزیمت کی مثال بھی ہے اور قوم کیلئے سرمایۂ عزت وافتخار بھی ہے۔جمع و تالیف مباحث و مسائل مآخذ و مصادر پر گفتگو وسعت نظر اور استدلال، استخراج نتائج کے نقطۂ نظر سے اسے جس نے دیکھا ہے داد دی ہے۔ فارسی عبارت کا اسلوب عربی خطبوں کا نہج ایران وعرب کے علماء سے امامت فن کی سند لے چکا ہے۔ بڑے بڑے محدث و محقق یورپ وایشیاء کے اہل دانش وبینش عبقات کے مؤلف سے استفادہ شرف جانتے تھے۔

علامہ امینیؒ نے عبقات الانوار کا مطالعہ کر کے ہی کتاب ''الغدیر'' لکھنے کی ہمت کی اور عبقات سے خوب استفادہ کیا ہے۔

میر حامد حسین صاحب کی ولادت ۵ر محرم ۱۲۴۶ھ،۱۸۳۰ءکو میرٹھ میں ہوئی والد ماجد مفتی محمد قلی جید الاستعداد عالم ومتکلم تھے۔ والد ماجد سے استفادہ کرنے کے علاوہ مفتی محمد عباس سے معقولات، سلطان العلماء سید محمد وسید العلماء سید حسین سے فقہ و اصول اور ادبیات میں مولوی برکت علی حنفی سے کسب فیض کر کے معقولات ومنقولات میں اعلیٰ مہارت حاصل کی۔ عبقات الانوار کے بارے میں مولانا سید علی ناصر سعید صاحب لکھتے ہیں۔

---

(۱) تکملہ نجوم السماء ج:۲،ص:۲۴

جب عبقات الانوار منظر عام پر آئی تو بھوپال کے نواب نے اسے پڑھا اور ہندوستان کے پچھتر (۷۵) چنندہ علماء کو جمع کیا اور انھیں اپنے محل میں مہمان بنایا اور ان سے درخواست کی کہ آپ حضرات کو اس کتاب کا جواب لکھنا ہے۔ ان علماء نے کتاب کا مطالعہ شروع کیا ان میں مفسرین، محدثین اور علم رجال کے ماہرین، مؤرخین، ادباء اور فلاسفہ شامل تھے۔ سب جمع ہوئے اور تقریباً بارہ دن کے بعد انھوں نے نواب بھوپال سے ملاقات کی اور ان سے کہا ہم نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ ہمارے سامنے اسکے جواب کا صرف ایک راستہ ہے وہ یہ کہ آپ اپنی دولت اپنا اثر ورسوخ استعمال کیجئے اور دنیا بھر میں جہاں جہاں اہلسنت کی کتابیں ہیں سب کتابوں کو جمع کر کے سمندر میں ڈال دیجئے اسکے بعد ہم لکھ دیں گے کہ عبقات الانوار میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب جھوٹ اور غلط ہے۔(۱)

آپ نے تصنیف و تالیف کے سلسلے میں انتہائی محنت و جانفشانی کی، محنت و جستجو کا یہ عالم تھا کہ بیٹھ کر لکھتے ہوئے جب تھک جاتے تھے تو کھڑے ہو کر لکھتے تھے جب داہنا ہاتھ تھک جاتا تھا تو بائیں ہاتھ سے لکھتے تھے، کتب کے مطالعہ کے سبب سینے پر گھٹے پڑ گئے تھے۔ تصنیف کے دوران آپ کی معاشرتی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی تھی ہر جگہ جانا آنا ترک کر دیا تھا۔ بہت کم اجتماعات میں شرکت کرتے تھے کسی کے انتقال پر صرف تعزیتی خط لکھنے پر اکتفا کرتے تھے۔ گویا آپ نے ساری زندگی خدمت دین کے لئے وقف کر دی تھی۔ تقریباً دس ہزار نادر و نایاب کتب کا ذخیرہ کتب خانے میں جمع کیا جو آج ''کتب خانہ ناصریہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے ۱۸/صفر ۱۳۰۶ھ، ۲۵/اکتوبر ۱۸۸۸ھ میں کتب خانہ محلّہ کھجوہ لکھنؤ میں رحلت کی۔

---

(۱) خدمات مرجعیت نمبر اصلاح ص:۱۴۶

دیگر علمی آثار:

استقصاء الافحام (فارسی، مناظرہ مطبوعہ)

شوارق النصوص

النجم الثاقب فی مسئلۃ الحاجب (فقہ، غیر مطبوعہ)

الذرائع فی شرح الشرائع (عربی، فقہ)

زین الوسائل الی تحقیق المسائل (عربی، فقہ)

کشف المعضلات فی حل المشکلات (غیر مطبوعہ)

الدر السنیہ فی المکاتیب والمنشآت العربیہ

اسفار الانوار عن وقائع افضل الاسفار (سفرنامہ حج وزیارات)(۱)

(۱) مطلع انوار ص:۱۵۶۔ تذکرہ بے بہا ص:۱۳۳

حسن علی، حکیم

حکیم حسن علی صاحب کا تعلق بہرائچ سے تھا آپ نے غدیر کے بارے میں معلوماتی رسالہ تحریر کیا جس کا نام ''رسالہ غدیر'' ہے۔ یہ رسالہ لاہور سے شائع ہوا۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص:۳۴۵

ذیشان حیدر، جوادی

پندرہویں صدی کے مشہور عالم، فاضل، محقق اور مورخ علامہ سید ذیشان حیدر جوادی کا تعلق کراری، ضلع الہ آباد سے تھا آپ نے ولایت کے موضوع پر کتاب ''علی ولی اللہ'' لکھی جس میں ولی اور مولیٰ کے معنی پر بحث کی اور خطبہ غدیر کا ترجمہ کیا، یہ کتاب تنظیم المکاتب، لکھنؤ سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی، آپ کی ولادت کراری ضلع الہ آباد ۲۲رجب ۱۳۵۷ھ، ۱۷رستمبر ۱۹۳۸ء میں ہوئی۔ آپ کے والد مولانا سید محمد جواد صاحب عالم باعمل تھے۔

ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کر کے لکھنؤ گئے اور معروف درسگاہ جامعہ ناظمیہ میں داخلہ لے کر جید اساتذہ سے کسب علم کیا، درجہ قابل تک تحصیل علم کے بعد عازم عراق ہوئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں تقریباً دس سال رہ کر فقہ واصول اور حدیث وتفسیر میں مہارت حاصل کی۔ نجف اشرف میں آپ نے آیت اللہ شہید سید باقر الصدر، آیت اللہ سید ابوالقاسم الخوئی اور آیت اللہ محسن الحکیم طباطبائی جیسے بزرگ مراجع کرام سے کسب فیض کیا۔

ہندوستان مراجعت کے بعد ایک عرصے تک مظفرپور (بہار) کی جامع مسجد میں پیش نمازی کے فرائض انجام دیئے۔

مضمون نگاری اور تصنیف وتالیف کا جوانی ہی سے شوق تھا۔ آپ کے مضامین اس وقت کے موقر جرائد میں شائع ہوتے تھے۔

الہ آباد میں آپ نے ''کارخیر کمیٹی'' اور ''تنظیم خمس وزکوٰۃ'' کا قیام کیا جن کے ذریعہ غریب و مفلس مومنین کی مدد کی جاتی تھی، اس کے علاوہ آپ نے ''مدرسہ انوار العلوم'' قائم کیا جس میں سیکڑوں طلباء مشغول تحصیل علوم اہلبیت علیہم السلام ہیں۔ وطن میں تحریک دینداری چلائی اور لوگوں کو پابند شریعت بنایا۔

آپ کا موعظہ دلپذیر ہوتا تھا، زبان میں اثر اتنا تھا کہ موعظہ سے متاثر ہوکر لوگ شریعت پر عمل کرنے کا عہد کرکے اُٹھتے تھے۔ آپ کی مجالس بھی اصلاحی ہوتی تھیں۔ مجالس کے ذریعہ قوم کو اصلاحی پیغام دیتے تھے۔ الہ آباد میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں آپ کا نمایاں حصہ ہے۔

خطیب اعظم مولانا غلام عسکری صاحب مرحوم آپ کی خدمات سے متاثر ہوئے اور آپ کو ادارۂ تنظیم المکاتب سے منسلک ہونے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرمایا۔ پہلے ممبر پھر نائب صدر اور آخر میں تنظیم المکاتب کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ ادارہ تنظیم المکاتب کی ترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے اور ادارہ کو بام عروج پر پہنچایا۔ ایک طویل مدت تک ابوظہبی میں خدمات انجام دیں یہی وجہ ہے کہ وہاں کے مومنین آپ کو بہت زیادہ چاہتے تھے۔

بڑی تعداد میں ہندو بیرون ہند میں منعقد ہونے والی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کرتے تھے اور ولولہ انگیز تقریر کرتے تھے۔ آپ کی علمی خدمات اور فعالیت سے متاثر ہوکر رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای مدظلہ نے ہندوستان میں مہاراشٹر کے لیئے اپنا نمائندہ منتخب فرمایا۔ اس بنا پر آپ ابوظہبی چھوڑ کر ممبئی منتقل ہوئے اور وہاں خدمات کا آغاز کرکے ''ادارۂ اسلام شناسی'' قائم کیا۔ مگر افسوس کہ یہ آفتاب علم وعمل ۱۰رمحرم الحرام ۱۴۲۱ھ، ۱۵راپریل ۲۰۰۰ء کو ابوظہبی میں غروب ہوگیا، جسد خاکی ہندوستان لایا گیا اور ۱۶راپریل کو الہ آباد میں آسودہ لحد ہوئے۔

آپ کا شمار کثیر التصانیف علماء میں ہوتا ہے آپ کے فرزند مولانا احسان حیدر صاحب قبلہ نے آپ کی تحریر کردہ تصنیف، تالیف اور ترجمہ کی تعداد تین سو سے زائد تحریر کی ہے جن میں سے اکثر نایاب ہو چکی ہیں۔

چند علمی آثار:

ترجمہ قرآن مجید

ترجمہ نہج البلاغہ

ترجمہ اقتصادنا شہید باقر الصدر

فلسفتنا

ابوطالب مومن قریش ترجمہ استاد عبداللہ خنیزی

امام صادقؑ اور مذاہب اربعہ ترجمہ

انوار عصمت (خلاصہ کتاب الخصال شیخ صدوقؒ)

ترجمہ کتاب معالم المدرستین علامہ مرتضیٰ عسکری

خطائے اجتہادی کی کرشمہ سازی

نظریہ عدالت صحابہ

اصول وفروع

حسین منی مجموعہ مجالس

محافل ومجالس (۲ جلد)

مطالعہ قرآن

ذکر وفکر

عقیدہ وعمل

عقیدہ و جہاد
مجموعہ احادیث قدسیہ
نقوش عصمت
انا من الحسین (۱)

(۱) امامیہ مفسرین ص:۴۵۱، خورشید خاور ص:۱۴۹

رضا علی، مرزا

مولانا مرزا رضا علی کا شمار لکھنؤ کے افاضل میں ہوتا تھا، محلّہ مفتی گنج میں رہتے تھے۔ ملک العلماء سید بندہ حسین سے کسب علم کرنے کے بعد محمود آباد میں امام جمعہ منتخب ہوئے۔ مناظرہ میں لاثانی تھے مولانا بچھن صاحب کے معتمد خاص تھے۔ قرائت و تجوید میں مہارت رکھتے تھے واقعہ غدیر سے متعلق آپ کی تالیف ''کاشف الحق'' ہے جو مطبع اثنا عشری سے شائع ہوئی۔(۱)

مولانا علی نقی لکھنوی تحریر کرتے ہیں:

''از مصنفات عالم جلیل و حبر نبیل فاضل بیعدیل قاری آیات تنزیل دانائے رموز تاویل مولانا مولوی مرزا رضا علی صاحب ذاکر امام قتیل دام مجدہ الاثیل باسلوب شریف و طرز لطیف مطبع اثنا عشری میں مطبوع ہوا اور اسکا نظم رائق اور عنوان فائق اور استدلال لائق واقفان حقائق اور دانایان دقائق بلکہ عامۂ خلائق کے طبائع میں مرغوب و مطبوع ہو''۔(۲)

۸۵؍سال کی عمر میں ۸؍ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ میں وفات ہوئی۔

---

(۱) امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۱۱۴

(۲) حجۃ القدیر فی اثبات حدیث غدیر ص ۳

دیگر علمی آثار:

عین الیقین (بحث فدک، مطبوعہ)

فصل الخطاب (غدیر، مطبوعہ)

مفید المستبصر درحسبنا کتاب اللہ

رسالہ متعہ وفدک

قول فیصل (فقہ)

قران السعدین فی حقوق الزوجین

رسالۂ نکاح (مطبوعہ)

رضی جعفر نقوی

علامہ سید رضی جعفر صاحب کا تعلق کھجوا ضلع سارن صوبہ بہار سے ہے۔ آپ نے علامہ امینی کی مشہور تالیف الغدیر کا ترجمہ و خلاصہ کیا جو بعنوان ''خلاصۃ الغدیر'' قرآن سینٹر لاہور سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔ خلاصہ اس احتیاط سے کیا کہ ضروری مطالب حذف نہیں ہوئے اور غیر ضروری شامل نہ ہو سکے، انتہائی مختصر اور جامع خلاصہ ہے جسے قبولیت عام حاصل ہوئی۔ آپ کی ولادت ۲۲/اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کھجوا میں ہوئی۔ والد ماجد مولانا سید علی حیدر اعلیٰ اللہ مقامہ اپنے عہد کے جید عالم اور کثیر التصانیف علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔

آپ نے قرآن مجید اور ابتدائی دینی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی اس کے بعد بارہ سال کی عمر میں سلطان المدارس لکھنؤ میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۲ء میں سندالافاضل کی سند حاصل کی۔ اس کے علاوہ عربی و فارسی بورڈ سے مولوی اور عالم کے امتحانات پاس کیئے۔

۱۹۶۵ء میں پاکستان چلے گئے اور جامعہ امامیہ مدرسۃ الواعظین کراچی میں تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور ''ممتاز الواعظین'' کی سند حاصل کی۔ کراچی یونیورسٹی سے فاضل عربی کیا۔ اس کے بعد قم ایران تشریف لے گئے۔ آقای اعتمادی مرحوم سے رسائل و مکاسب کا درس لیا اور وہاں سے عازم عراق ہوئے، نجف اشرف میں جید علماء وفضلاء کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کیا۔ ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۵ تک عراق میں مشغول درس و بحث رہے آیۃ اللہ محسن الحکیمؒ، آیۃ اللہ خوئیؒ، امام خمینیؒ، آقای عبدالاعلیٰ سبزواریؒ، آقای باقر الصدرؒ، آقای جواد تبریزیؒ جیسے

اساتذہ سے کسب فیض کیا۔

نجف اشرف سے مراجعت کے بعد جامعہ امامیہ میں مشغول تدریس ہوئے اور طلاب علوم دینیہ کی تعلیم وتربیت میں مصروف ہوگئے۔آپ اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔پاکستان میں ''تنظیم المکاتب'' آپ ہی کی سرپرستی میں رواں دواں ہے،تقریباً ایک ہزار مدارس کی نگرانی فرمارہے ہیں۔اس کے علاوہ خطیب ومقرر بھی ہیں۔دنیا کے بیشتر ممالک میں مجالس کو خطاب کرچکے ہیں۔اس کے علاوہ آپ پختہ کار صاحب قلم ہیں۔بڑی تعداد میں تخلیقات منظر عام پرآچکی ہیں۔قرآنیات پر گہری نظر ہے۔قرآن اور تفسیر کے دروس بھی دیئے ہیں جو بیحد مقبول ہوئے۔(۱)

آپ کا علمی شاہکار ترجمہ قرآن ہے جو بہت جلد منظر عام پرآنے والا ہے۔راقم نے یہ ترجمہ ماہنامہ اصلاح لکھنؤ کے دفتر میں دیکھا جس کی کتابت مکمل ہوچکی ہے۔

دیگر تالیفات:

ترجمہ قرآن

عقائد الشیعہ

مقصد حیات

تلاش حق

سوانح حضرت قنبر

اللہ اور عقل

سوانح آقای باقر الصدر

مسئلہ شفاعت اور قرآن

---

(۱) تذکرۂ علمائے امامیہ، پاکستان (فارسی) ص۱۰۱

تدوین حدیث وحالات محدثین

نورونار

غزوات امیرالمومنینؑ

ضرورت تقلید

طرز بندگی

سوانح حضرت کمیلؒ

راہنمائے حج

فقہ جعفری اور زکوٰۃ

زادسفر

مؤلفین صدر اسلام

وجود حضرت حجتؑ اور عقل (۱)

(۱) مفسرین امامیہ ص:۴۹۸

سبط حسین، مجتہد

مولانا سید سبط حسین کا شمار چودھویں صدی کے مشہور علماء و مجتہدین میں ہوتا ہے، آپ کو فقہ و اصول کے علاوہ تاریخ اسلام میں بھی اعلیٰ مہارت حاصل تھی واقعہ غدیر سے متعلق آپ کی معروف اردو تصنیف'' **ھات الغدیر من خبر الغدیر** ''ہے جس میں آپ نے مخالفین غدیر کے دندان شکن جوابات دیئے ہیں۔ یہ کتاب مطبع یوسفی دھلی سے شائع ہوئی، راقم نے رامپور رضا لائبریری میں اسکا مطالعہ کیا ہے۔

آغاز کتاب

الحمد لله اللطيف الخبير الذى اتم علينا نعمة يوم الغدير و جعلنا من المتمسكين بولاية مولانا الامير الذى من تخلف عنه غرق و هوىٰ الى السعير والصلوٰة والسلام على النبى الامى القرشى الحبيب العلى القدير وآله الذين طهرهم الله بنص التطهير و جزاهم الجنة والحرير و ازال عنهم خوف يوم عبوس قمطرير و حباهم بالعزة القعساء والملك الكبير و هم الذين يوثرون على انفسهم و لو كان بهم خصاصة كل صعلوك و امير سيما بن عمه و صهره الذى هو كالسراج المنير و اهدىٰ من القمر المستنير وليده الله بنصره و هو نعم المولىٰ و نعم النصير الذى نصبه نبى الرحمة و سراج الامة لامرة المومنين بين الجم الغفير

اس کے بعد سبب تصنیف پر روشنی ڈالی۔

سبب نگارش

''امابعد پس دریں ولا بعض حضرات اھلسنت و جماعت نے بسبب قلت سواد و عدم استعداد علمی کے انکار اُس حدیث متواتر بین الفریقین کا کیا کہ جس کا انکار کوئی منصف ذی استعداد نہیں کرسکتا۔ اور متواتر ہونا اس کا اظہر من الشّمس وبیّن من الامس ہے اور وہ حدیث، حدیث غدیر خم ہے اور اگر فی الحقیقۃ دیکھا جاوے تو جواب ہی لکھنا اسکا چنداں ضروری و لازم نہ تھا کیونکہ کتب احادیث وتواریخ اھلسنت کی اس زمانہ میں اس قدر شائع ومشتہر ہیں کہ جو شخص فی الجملہ استعداد علمی رکھتا ہے وہ دریافت کرسکتا ہے کہ کونسی حدیث متواتر ہے اور کونسی حدیث حدتواتر کو نہیں پہنچی۔ لیکن یہ جواب اس نظر سے لکھا جاتا ہے کہ کوئی کتاب اب تک علی الظاہر ایسی نہیں ہوئی کہ زبان اردو میں عام فہم ہو۔ اس خیال سے یہ ایک وجیزہ رشیقہ بغایت بہ تعجیل بلکہ بر سبیل ارتجال متوکلاً علی الواہب المتعال موسومۃ بہ'' **ھات الغدیر من خبر الغدیر** ''ایسا لکھا گیا کہ جس کا فائدہ عام اور نفع تمام ہو''۔

اس کے بعد آپ نے وہ اعتراضات نقل کئے ہیں جو حدیث غدیر کے سلسلے میں کئے گئے ہیں۔

اعتراض برحدیث غدیر

''جمیع حضرات اثنا عشریہ سے حدیث غدیر کا اولاً تو متواتر ہونا ثابت نہیں اور اگر فرض کیا جاوے کہ متواتر بھی ہو تو یہی مدعا اہل تشیع پر دلالت نہیں کرتے کیونکہ کوئی لفظ اس میں ایسی

نہیں ہے کہ جس سے ولایت اس پر نکلے کہ علی خلیفۂ رسول اللہ ہیں حالانکہ شیعہ برابر اسی حدیث پر عمل کرتے ہیں پس شیعہ بروز قیامت خدا کو کیا جواب دینگے''؟

آپ نے اعتراضات کے انتہائی عالمانہ ومحققانہ جوابات تحریر کئے جس سے آپ کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا سید سبط حسین بن رمضان علی جائسی لکھنوی کی ۱۲۸۴ھ، ۱۸۶۷ء میں ولادت ہوئی۔ لکھنؤ میں تعلیمی مراحل طے کرنے کے بعد ۱۹۰۱ء میں نجف اشرف گئے اور آقای شہرستانی اور آقای شیرازی کے درس میں تیرہ سال شرکت کر کے فقہ واصول میں مہارت حاصل کی۔ علمائے عراق وایران نے آپ کو گرانقدر اجازات سے نوازا، درجۂ اجتہاد پر فائز تھے، مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ اور مدرسہ منصبیۂ میرٹھ میں صدر مدرس رہے۔

آخر عمر میں جونپور چلے گئے وہیں ۱۳۷۲ھ، ۴ مارچ ۱۹۵۲ء میں رحلت فرمائی۔ آپ کی گرانقدر تالیف ''صنائع العقیان فی بحث تحریف القرآن'' اردو زبان میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں تحریف قرآن کی نفی کی گئی ہے اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں۔(۱)

(۱) مفسرین امامیہ ص: ۵۵۴، تالیفات شیعہ ص ۴۲۶، مطلع انوار ص ۲۵۹

سجاد حسین، بارہوی

چودھویں صدی کے مایہ ناز مناظر شیر پنجاب مولانا سجاد حسین صاحب جنھوں نے اپنی تحریر وتقریر سے مخالفین اہلبیتؑ کے دل ہلا رکھے تھے، آپ نے تمام عمر اہلبیت علیہم السلام کے حقوق کا دفاع کیا اور مخالفین کو دنداں شکن جوابات دیئے۔ آپ نے غدیر سے متعلق ''آفتاب خلافت'' کے عنوان سے کتاب لکھی جو مولوی خلیل احمد کی کتاب ''هداية الرشيد و مطرفة الكرامة'' کے جواب میں ہے، اس کتاب میں واقعہ غدیر پر کچھ اعتراضات کئے گئے تھے آپ نے ہر اعتراض کا استدلالی جواب دیا اور کتب اہلسنت سے حوالے پیش کئے۔ مقدمہ کتاب میں غدیر سے متعلق سوال و جواب ہیں اور حدیث غدیر سے خلافت حضرت امیر المومنینؑ ثابت کی ہے۔ بائیس علماء کا ذکر کیا ہے جنھوں نے آیۂ بلّغ کا نزول غدیر خم قرار دیا ہے۔ مغربی مؤرخین کا بھی ذکر کیا ہے جنھوں نے واقعہ غدیر کی حقانیت کا اقرار کیا ہے۔(۱)

یہ کتاب نولکشور، لاہور سے ۱۳۲۷ھ، ۱۹۰۹ء میں اور مقبول پریس دہلی سے ۱۳۲۹ھ میں شائع ہوئی۔

مولانا سجاد حسین کا تعلق بہیڑہ سادات ضلع مظفر نگر سے تھا۔ مناظرہ میں مہارت رکھتے تھے۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی سے یادگار مناظرہ کر کے فتح حاصل کی جسکے سبب آپ کی دور دور تک شہرت ہوئی اور آپ کو ''شیر پنجاب'' کا خطاب دیا گیا۔

(۱) الغدیر ج:۱،ص:۳۶، اعیان الشیعہ ج:۷،ص:۱۸۵، اعلام الشیعہ ج:۲،ص:۸۰۹، تالیفات شیعہ ص:۴۰

آپ کی وفات ۴ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ، ۵ نومبر ۱۹۲۱ء میں ہوئی۔

دیگر علمی آثار

رسالہ سجادیہ

رافع وہم (اثبات تقیہ)

اصل الحقیقت برد الحقیقت

شرح کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم

الھادی۔شیعہ، سنی اور عیسائی مناظرہ

سرمۂ خاموشی

در بے بہا

تقریر دلپذیر(۱)

انکے علاوہ سیکڑوں چھوٹے بڑے رسالے مناظرہ میں لکھے۔

---

۱ خورشید خاور ص:۱۷۸

شاد گیلانی

جناب شاد گیلانی صاحب کی غدیر سے متعلق تالیف ''خلافت اور غدیر خم'' ہے، جس میں آپ نے ثابت کیا ہے کہ غدیر کے میدان میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت و وصایت کا اعلان کیا تھا اور مولیٰ بمعنی حاکم مراد لیا تھا۔

یہ کتاب ادارۂ علوم الاسلام، لاہور سے شائع ہوئی۔(۱)

(۱) امامیہ مصنفین ج:۱، ص:۴۰۵

شاہ کربلا ٹرسٹ

ایک کتاب بعنوان ''غدیرخم'' شاہ کربلا ٹرسٹ کی جانب سے ۱۳۹۷ھ، ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی جس میں حدیث غدیر سے خلافت حضرت امیرالمومنینؑ ثابت کی گئی ہے۔

کتاب کے عنوانات اس طرح ہیں:

نصب امامت

تحلیل وتجزیہ

نص خلافت

اعلان خلافت

ولایت امیرالمومنینؑ (۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص: ۴۵۸

شاہد جمال، گوپالپوری

مولانا شاہد جمال صاحب کا شمار ان نوجوان علماء میں ہوتا ہے جنھوں نے کم عمری میں تصنیف وتالیف اور ترجمہ نگاری کا کام شروع کیا اور مہارت حاصل کی۔ آپ مولانا سید علی اختر صاحب شعورؔ گوپالپوری کے ہونہار فرزند ہیں اور ''الولد سرّ لابیہ'' کے مصداق ہیں، شاید آپ ہی کیلئے کہا گیا ہے ''اگر پدر نتواند پسر تمام کند''۔

ہوا کچھ اس طرح کہ مولانا علی اختر صاحب نے علامہ امینیؒ کی کتاب ''الغدیر'' کی گیارہ جلدوں کا ترجمہ مکمل کرلیا تھا، آپ اسی ترجمہ کے سلسلے میں ممبئی گئے تھے، وہاں سے واپس آرہے تھے چھٹی اور گیارہویں جلد کا مسودہ اٹیچی میں تھا راستہ میں وہ اٹیچی کسی نے چُرالی۔ جس سے مولانا کو بہت صدمہ ہوا اور کچھ عرصے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔

قرآن وعترت فاؤنڈیشن نے ترجمہ الغدیر کا منصوبہ بنایا مگر دو جلدوں کا ترجمہ نہیں تھا لہٰذا مولانا کے فرزند جناب شاہد جمال صاحب نے ہمت کی اور ۲۰۱۰ء میں چھٹی وگیارہویں جلد کا ترجمہ مکمل کیا۔ اس طرح اس عظیم الشان کتاب کے ترجمے میں آپ کی بھی شمولیت ہوگئی۔ ان دو جلدوں کے ترجمہ کے علاوہ آپنے حوالہ جات کو مکمل کیا۔ آیات کے حوالے درج کئے۔ استخراج منابع کیلئے ''مرکز الغدیر للدراسات الاسلامیہ'' کے تحقیق شدہ ایڈیشن کا انتخاب کیا۔ اور ترجمہ کی ترتیب وتزئین میں محنت شاقہ کرکے اس علمی شاہکار کو آمادۂ اشاعت کیا۔ خداوند عالم آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آپ حوزۂ علمیہ قم میں مشغول تحصیل ہیں اور والد ماجد کے باقی ماندہ کارناموں کی تکمیل کا منصوبہ رکھتے ہیں۔

شاہدزعیم فاطمی

مولانا سیدعبدالمنان شاہدزعیم فاطمی ادیب، مصنف اور جیدالاستعداد عالم تھے، ادب پراعلیٰ قدرت رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیکر درجہ کمال پر فائز ہوئے، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کے قریبی عزیزوں میں تھے۔ طبیعت میں تحقیق و جستجو کا جذبہ کارفرما تھا۔ ۱۹۸۰ء میں اپنی تحقیق و مطالعہ کی بنیاد پر مذہب شیعہ قبول کیا اور حق کی حمایت میں قلم اٹھایا جس کی بنا پر یادگار آثار علمی منصۂ شہود پر آئے۔ آپ نے علامہ امینیؒ کی مشہور کتاب ''الغدیر'' کا خلاصہ اور ترجمہ کیا۔

آپ کی سب سے پہلی تحریری کاوش ''حضرت علیؑ اور ان کے سیاسی حریف'' ہے جو پاکستان سے منظر عام پر آئی۔ دوسری کاوش ''پردہ اٹھتا ہے'' ادارہ اصلاح لکھنؤ سے ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی جو حق بیانی کی اعلیٰ مثال ہے۔ مولوی ابوالحسن ندوی کی کتاب ''دو متضاد تصویریں'' کا معقول و مسکت جواب ''بولتی تصوریں'' لکھا جو بیحد پسند کیا گیا۔ راقم کی لکھنؤ میں ملاقات ہوئی تھی۔ آپ زبردست علمی شخصیت کے حامل تھے۔ سیکڑوں عربی اشعار ازبر تھے جو گفتگو کے دوران بیان کرتے رہتے تھے۔ چند سال ہندوستان میں قیام کے بعد آپ ایران چلے گئے اور طویل عرصے قیام کے بعد پاکستان چلے گئے جہاں ۱۹۸۹ء میں وفات ہوئی کہا جاتا ہے کہ آپ کی رحلت متعصبین کی زہرخورانی سے ہوئی تھی۔(۱)

---

۱ امامیہ مصنفین ج:۲،ص:۱۰۲

شعرائے ھند

مطبع اثنا عشری، دہلی سے کتاب ''صہبائے غدیر'' شائع ہوئی جس میں خطبہ غدیر کے ترجمہ کے علاوہ ہندوستان کے معروف ۲۱ شعراء کے قصائد جو غدیر سے متعلق ہیں شامل ہیں۔
یہ مجموعہ ۱۳۴۲ھ، ۱۹۲۶ء میں منظر عام پر آیا۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص: ۴۲۸

شفیق حسین، جلالپوری

سلطان المدارس کے شفیق استاد مولانا شفیق حسین صاحب کا تعلق قصبہ جلالپور ضلع فیض آباد سے ہے۔ آپ ۱۹۷۶ء سے تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ لکھنے پڑھنے کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ غدیر کے موضوع پر آپ کی تالیف ''ارمغان غدیر'' ہے۔ جو لکھنؤ نظامی پریس سے چھپ کر مکتبہ ولی عصر (ع) جلالپور سے ۱۴۱۰ھ، ۱۹۹۰ء میں منظر عام پر آئی۔ اس کتاب میں واقعہ غدیر کی اہمیت اور ضرورت بیان کی گئی ہے اسکے علاوہ اعمال غدیر اور اس دن کے مستحبات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

آپ کی ولادت مصطفیٰ آباد قصبہ جلالپور میں ۷ار جنوری ۱۹۴۷ء کو ایک مذہبی و دیندار گھرانے میں ہوئی، والد ماجد جناب کاظم حسین صاحب اور دادا مظہر حسین صاحب نہایت متدین و متشرع تھے۔ ابتدائی تعلیم مکتب امامیہ کریم پور جلالپور میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے لکھنؤ کا قصد کیا۔ ۱۹۶۳ء میں سلطان المدارس لکھنؤ میں درجہ چہارم میں داخلہ لیا۔ اور مدرسہ کی آخری سند ''صدر الافاضل'' اول نمبر سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ عربی و فارسی بورڈ سے مولوی، عالم، فاضل، فقہ وادب کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کئے۔

شیعہ ڈگری کالج سے بی اے اور لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم اے فارسی کیا۔

شیعہ عربی کالج سے عماد الادب، عماد التفسیر اور عماد الکلام کے امتحانات دیئے۔ آپ نے اس دوران جید علماء سے استفادہ کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا سید محمد صاحب آل باقر العلوم،

مولانا سید علی رضوی صاحب، مولانا سید محمد صالح صاحب، مولانا سعادت حسین خانصاحب، مولانا سید محمد صادق صاحب آل نجم العلماء، مولانا محمد مہدی زید پوری، مولانا الطاف حیدر صاحب، مولانا مرزا غلام رضا صاحب، مولانا کلب عابد صاحب طاب ثراہ، مولانا علی حسین صاحب کے اسماء نمایاں ہیں جن کے زیر سایہ تعلیمی و تربیتی مراحل طے کئے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۷۶ء میں مدرسہ سلطان المدارس میں مدرس منتخب ہوئے اور درجات عالیہ کی درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔

تصنیف و تالیف کا بھی بڑا شوق ہے، اب تک کئی تخلیقات منظر عام پر آ چکی ہیں۔ جن میں ارمغان غدیر کے علاوہ فلسفہ وضو، قرآن عزا، شب برائت قابل ذکر ہیں۔ بڑی تعداد میں مضامین اصلاح، الواعظ، تنظیم المکاتب نیز دیگر جرائد و اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں اور شائع ہوتے رہتے ہیں۔

ذاکری بھی فرماتے ہیں ملک کے مختلف مقامات پر مجالس کو خطاب کر چکے ہیں۔

آغا میر کی ڈیوڑھی کی مسجد میں تقریباً ۳۲ سال سے ماہ مبارک رمضان میں دلپذیر موعظہ کہہ رہے ہیں جس میں بڑی تعداد میں مومنین شرکت کرتے ہیں۔ موصوف ۱۹۹۴ء سے اب تک ۱۰/ بار حج بیت اللہ و زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہو چکے ہیں۔

مختلف مذہبی و قومی اداروں کو آپ کی رہنمائی اور سرپرستی حاصل ہے۔ نیز دیگر دینی و مذہبی امور میں مصروف عمل ہیں۔ مولانا نے اپنے وطن عزیز مصطفیٰ آباد میں بیس سال قبل مدرسہ ولی عصرؑ بنام تعلیم بالغان کی بنیاد ڈالی جس میں بہت سے سن رسیدہ افراد نے کلام مجید کی تکمیل کی لیکن اب وہ مدرسہ مکتب میں تبدیل ہو چکا ہے۔ پانچویں درجہ تک تعلیمی سلسلہ جاری ہے۔ اور آپ نے مکتبہ (ولی عصرؑ لائبریری) کا قیام کیا۔

شمشاد حسین، اترولوی

مولانا سید شمشاد حسین رضوی کا وطن اترولہ ہے مگر دینی خدمت کے جذبے نے انھیں وطن سے دور ناروے میں سکونت پذیر بنا دیا ہے۔ آپ دیار غیر میں پرچم اسلام بلند کئے ہوئے ہیں اور اعلیٰ پیمانے پر مذہب اسلام کی ترویج کر رہے ہیں۔ واقعہ غدیر کے موضوع پر آپ کی تالیف نارویج زبان میں ''غدیر'' کے نام سے ۱۹۹۰ء میں ناروے سے شائع ہوئی جس سے اس زبان کے لوگوں نے بھرپور استفادہ کیا، اس کتاب میں کتب عامہ سے اثبات خلافت امیر المومنین علیہ السلام کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آیۂ بلّغ میدان غدیر ہی میں نازل ہوئی تھی۔

اس کے علاوہ آپ کی دوسری گرانقدر تصنیف ''نقوش فقیہ'' ہے جو انتشارات مرکز جہانی علوم اسلامی قم، ایران سے ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء میں منظر عام پر آئی، اس کتاب پر پروفیسر فرمان حسین صاحب اور مولانا محمد جابر صاحب جوراسی کی تقاریظ مندرج ہیں۔ یہ کتاب اردو زبان میں جامع اور اچھوتے موضوع کی حیثیت رکھتی ہے۔ جسے علمی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ آپ ہی کی ہمت اور حوصلہ ہے کہ ہندوستان سے دور ناروے جیسے ملک میں ایسے موضوعات پر خامہ فرسائی کر رہے ہیں۔ خداوند عالم اس جذبے میں اضافہ فرمائے۔

آپ جامعہ ناظمیہ، لکھنؤ میں زیر تعلیم رہکر اکابرین مدرسہ مولانا رسول احمد صاحب، مولانا ایوب حسین صاحب، مولانا محمد صادق صاحب، مولانا مرتضیٰ نقوی صاحب، مولانا محمد شاکر صاحب، مولانا محمد حسین نجفی صاحب سے فیضیاب ہوئے اور مدرسہ کی آخری سند ''ممتاز الافاضل''

حاصل کر کے عازم حوزۂ علمیہ قم ہوئے جہاں جید اساتذہ سے استفادہ کیا اور مدرسہ حجتیہ میں ہندوستانی اور پاکستانی طلاب کو پڑھایا۔ بعدہ مختلف ممالک کے تبلیغی دورے کئے اور اب مستقل طور پر ناروے میں سکونت پذیر ہیں، جہاں آپ نے اسلامی سینٹر قائم کیا اور مسجد تعمیر کرائی خداوند عالم آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین

شمشاد علی، مخدوم زادہ

مولانا شمشاد علی مخدوم زادہ کا شمار بر جستہ ارباب علم میں ہوتا تھا۔ صاحب نظر عالم تھے۔ غدیر کے بارے میں ''واقعہ غدیر'' نامی کتاب لکھی۔ جس میں حدیث ''**من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ**'' کی اسناد مختلف طرق سے بیان کی ہے۔ یہ کتاب اسلامیہ دار التبلیغ لاہور سے شائع ہوئی۔

صفدر حسین رضوی

جناب صفدر حسین صاحب اہل علم وفن میں تھے۔ کراچی میں قیام تھا، غدیر سے متعلق آپ کی تالیف ''خطبۂ غدیر'' ہے جو عباسی پریس، کراچی سے ۱۳۷۶ھ میں منظر عام پر آئی۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص: ۲۸۷، فہرست آثار چاپی شیعہ ص: ۱۱۲

ضرغام حیدر نقوی

مولانا سید ضرغام حیدر نقوی کا شمار ہندوستان کے نوجوان ترجمہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کر کے حوزۂ علمیہ قم، ایران روانہ ہوئے اور وہاں بزرگ اساتذہ سے کسب فیض کر کے درجہ کمال پر فائز ہوئے۔ آپ نے آقای محمد باقر انصاری کی تالیف ''اسرار غدیر'' کو اردو قالب میں ڈھالا، یہ کتاب مؤسسۂ امام علیؑ، قم، ایران سے ۱۴۲۶ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

مؤلف محترم حجۃ الاسلام والمسلمین آقای محمد باقر انصاری سے راقم کی آشنائی ہے، قم میں قیام کے دوران اکثر ملاقات ہوتی تھی، کئی مرتبہ آپ کے دولت کدہ پر بھی جانا ہوا۔ ولایت اھلبیت علیہم السلام کی نشر واشاعت میں مصروف ہیں، کئی کتب کے مؤلف ہیں، ہندوستان اور مؤلفین ہند سے بہت محبت کرتے ہیں، میں نے آپ کو اکثر ہندوستان کے شیعوں بالخصوص شیعہ علماء کے حالات وآثار کے تحفظ کیلئے بہت زیادہ فکر مند پایا، کتاب شناسی میں مہارت رکھتے ہیں خداوند عالم آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

یہ کتاب دس فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اول : واقعہ غدیر

فصل دوم : غدیر خم میں تین روز قیام

فصل سوم: شیاطین ومنافقین در غدیر

فصل چہارم: خلاصہ خطبہ غدیر

فصل پنجم: تحقیق سند ومتن حدیث غدیر

فصل شش: متن عربی خطبہ غدیر

فصل ہفتم: ترجمہ خطبہ غدیر

فصل ہشتم: اہداف خطبہ غدیر

فصل نہم : جشن غدیر

فصل دہم: اتمام حجت در غدیر

واقعہ غدیر کے سلسلے میں آپ کی یہ علمی کاوش تحقیقی حیثیت رکھتی ہے۔

ضمیر اختر نقوی

ڈاکٹر مولانا ضمیر اختر پاکستان کے مشہور ذاکر اور معروف شاعر و ادیب ہیں۔ خطابت کے میدان میں خاص شہرت حاصل ہے۔ کراچی میں قیام ہے تصنیف و تالیف کا بڑا شوق ہے۔ آپکی تقاریر کا مجموعہ ''ولایت علی ابن ابی طالبؑ'' منظر عام پر آ چکا ہے جو نومبر ۲۰۰۵ء میں عباس بک ایجنسی لکھنؤ نے شائع کیا۔ اس مجموعہ میں آپ کی وہ تقریریں شامل ہیں جو آپنے ولایت اور اعلان غدیر سے متعلق کراچی ۲۰۰۴ء میں کیں۔ وہ موضوعات جو زیر بحث لائے گئے وہ اس طرح ہیں:

ولایت کے معنی، حضرت رسولؐ کا آخری حج، تاریخ اسلام کا سب سے مستند واقعہ غدیر خم، ان کتابوں کا ذکر جن میں واقعہ غدیر مندرج ہے، صدی وار صحابہ و تابعین، غدیر کے موضوع پر اہلسنت کی کتابوں کا ذکر، انگریزوں کی کتابوں میں واقعہ غدیر، غدیر میں علیؑ کی بیعت کرنے والوں کا ہجوم، غدیر سے تکمیل دین جیسے اہم عنوان کا ذکر کیا گیا ہے۔
جناب فروغ کاظمی صاحب کی تقریظ مندرج ہے یہ کتاب ۲۸۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

دیگر علمی آثار:

معجزہ اور قرآن

عظمت صحابہ

کیا قرآن کافی ہے؟

حضرت علیؑ میدان جنگ میں

اردو مرثیہ کا سفر

ظفر مہدی گہر، جائسی

مولانا ظفر مہدی صاحب کا تعلق جائس، ضلع رائے بریلی سے تھا۔جلیل القدر عالم و ادیب تھے، آپ نے واقعہ غدیر سے متعلق مولوی عبدالشکور لکھنوی کے اعتراضات کے مسکت جوابات کتاب ''حجر دامغ المعروف بہ عذاب واقع'' میں دیئے یہ کتاب ''حدیث غدیر کی سرگذشت'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔ جو لکھنؤ سرفراز قومی پریس سے شائع ہوئی۔ مولوی عبدالشکور نے یہ اعتراضات رسالہ النجم میں شائع کئے، سرورق کی عبارت اس طرح ہے:

''جواب تفسیر آیت تبلیغ شکوری جس میں مدیر النجم نے انکار ثابت اور حق کے مقابلہ میں مکابرہ اور جحود اور بے عقلی سے کام لیا تھا بتائید باری تمام ہفوات لاطائل باطل کر دیئے گئے یہاں تک کہ مطلوب مدیر النجم اڑا ہوا کافور اور ہباء منثور معلوم ہونے لگا۔''

مدیر النجم نے ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ آیت تبلیغ ''یا ایھا الرسول بلغ'' سے حضرت علیؑ کا خلیفہ بلافصل ہونا ثابت نہیں ہے۔

مدیر النجم:

''امابعد تفسیر آیات خلافت کے سلسلہ میں دونوں قسموں کی آیتوں کی تفسیر مرکوز خاطر تھی یعنی ان آیتوں کی بھی جن سے حضرات خلفائے ثلاثہ کی

حقیقت خلافت ثابت ہوتی ہے اور ان آیتوں کی بھی جن سے شیعہ اپنے مقصد فاسد یعنی خلافت بلافصل پر استدلال کرتے ہیں چنانچہ اب تک جو تفسیر شائع ہوئیں ہیں ان میں دونوں قسم کی آیتیں ہیں آیۂ ولایت، آیۂ تطہیر، آیۂ مودۃ القربیٰ، آیۂ الاولی الامر اور آیۂ مباھلہ اُسی طرح دوسری قسم کی آیتوں میں جنکی تفسیر ہو چکی اسوقت آیۂ تبلیغ کی تفسیر ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے یہ بھی دوسری قسم کی آیت ہے۔''

آغاز کتاب

''میں نے رسالہ تفسیر آیت تبلیغ شکوری دیکھا اور بنظر استفادہ دیکھا کیونکہ خیال تھا کہ شاید کوئی بات ہو جس کی جانب ذہن کو توجہ نہ ہوئی ہو یا کوئی نکتہ ہو جس سے ہم ایسے لوگوں کی فہم قاصر رہی ہو لیکن کئی مرتبہ دیکھا بے عقلی کی باتیں اور حق پوشی کی عبارتیں ہر جگہ نظر آئیں اور کوئی کام کی بات نہ ملی''۔

اس کتاب میں اھلسنت کی معتبر کتب اور اشعار عرب سے استدلال کیا گیا ہے۔

مولانا ظفر مہدی چودھویں صدی کے جلیل القدر عالم و ادیب تھے، آپکی تحریر کردہ شرح نہج البلاغہ بے حد مقبول ہوئی۔ جائس ضلع رائے بریلی آپ کا وطن تھا، خطیب اعظم مولانا سبط حسن طاب ثراہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ والد ماجد جناب وارث حسن صاحب نے اعلیٰ پیمانے پر علم دین کی تعلیم دلائی۔ عربی ادب میں ملکہ حاصل ہوا، کرسچن اسکول لکھنؤ میں عربی کے استاد مقرر ہوئے، شعر و سخن میں بھی طبع آزمائی کی، ماہنامہ ''سہیل یمن'' کو علمی و ادبی اسلوب جدید عطا کیا اور اسکے وقار میں اضافہ کیا مگر افسوس کہ آپکے ادبی آثار مرتب نہ ہو سکے۔ تالیفات میں چند رسالے تھے جن میں سے ''اللہ اللہ'' مسلۂ توحید پر، ترجمہ ابو طالب از شرف الدین موسوی اور سوانح برادر بزرگ خطیب اعظم مولانا سبط حسن مطبوعہ ہیں۔(۱)

(۱) مطلع انوار۔ص:۲۹۴

عبدالکریم مشتاق

مشہور مصنف، معروف مناظر جنھیں علم کلام و مناظرہ میں یہ طولیٰ حاصل تھا۔ ہمیشہ حقوق اہل بیتؑ کا دفاع کیا اور شیعت پر ناروا اعتراضات کے دنداں شکن جوابات لکھتے رہے آپ بلا خوف وخطر اعلان حق کرتے تھے اور بغیر کسی رواداری کے، حق بات کہتے تھے۔ آپ نے اپنی علمی و تحقیقی تحریروں کے ذریعہ مخالفین کو چیلنج کیا مگر کسی میں مقابلہ کی ہمت نہ ہوسکی یہاں تک کہ آپ نے اپنی تالیفات پر انعام بھی رکھا کہ اگر کوئی مندرجات کتاب کو غلط ثابت کر دے تو اسے انعام دیا جائیگا جیسا کہ کتاب ''علی ولی اللہ'' پر پانچ ہزار روپیہ کا اعلان کیا مگر کسی نے یہ انعام حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔

تاریخ اسلام آپ کا دلچسپ موضوع تھا، غدیر کے موضوع پر آپ کی یادگار تصنیف ''آواز اعلان غدیر'' ہے، جو واقعہ غدیر پر استدلالی حیثیت رکھتی ہے۔ کراچی کے اے پبلی کیشنز سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی، تقریباً ۳۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ غدیر ہی کے موضوع پر دوسری تالیف ''علی ولی اللہ'' ہے جو اگست ۱۹۹۲ء میں حیدری کتبخانہ بمبئی سے شائع ہوئی، جس میں راویان غدیر، علمائے اہل سنت کے نزدیک حدیث غدیر صحیح بلکہ متواتر ہے، علمائے اہلسنت جنھوں نے غدیر کا ذکر کیا۔ لفظ مولیٰ کے معنی، رسم دستار بندی، حضرت عمر کی مبارکباد، قصیدہ خوانی جیسے موضوعات پر بحث کی ہے۔

محترم عبدالکریم مشتاقؔ صاحب ان ارباب قلم میں تھے جن کے قلمی رشحات کو علماء اعلام قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

علامہ طالب جوہری لکھتے ہیں:

''فاضل مصنف جناب عبدالکریم مشتاق صاحب ان اصحاب قلم میں ہیں جنکے متعلق یہ احساس ہوتا ہے کہ انھیں حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی خصوصی توجہ حاصل ہے۔ انکے موضوعات نگارش کی ندرت اور تحقیقی مسائل کے تجزیہ کا انداز اپنا ذاتی ہے، کسی سے مستعار نہیں ہے اور وہ میدان جو انھوں نے اپنے قلم کیلئے منتخب کیا ہے وہ ہر دور میں طلبگار امر رہا ہے۔ بلا شبہ عبدالکریم مشتاقؔ اس میدان کے مرد ہیں۔''(۱)

دیگر علمی آثار:

صرف ایک راستہ

چودہ مسئلے

اصول دین

تصدیق لفظ شیعہ

وصی رحمت اللعالمینؐ

(۱) صرف ایک راستہ ص۴

عزیزالحسن جعفری

آپ نے غدیر کے موضوع پر فارسی کتاب کا ترجمہ ''حدیث غدیر و جانشین حضرت محمدؐ'' کے نام سے کیا جو نہج البلاغہ اکیڈمی دہلی سے ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں اہمیت غدیر اور راویان حدیث غدیر کا ذکر کیا گیا ہے۔(۱)

جناب سید عزیزالحسن جعفری کا تعلق قصبہ سرسی ضلع مرادآباد سے تھا، بڑے فعّال اور بیباک قسم کے انسان تھے، ۳۱/اگست ۱۹۴۶ء کو سرسی میں متولد ہوئے، والد ماجد جناب ابن الحسن جعفری دیندار بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اسکے بعد علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی۔ ٹی۔ ایچ، ایم۔ ٹی۔ ایچ۔ اور ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ بچپن سے طبیعت کا میلان مذہب کی طرف رہا اور لکھنے پڑھنے کا بھی شوق تھا۔ ایران کلچرل ہاؤس میں ملازمت ملی تو تحریر کو اور روانی ملی، متعدد فارسی کتب کے ترجمے کیئے۔

(۱) تالیفات شیعہ ص ۲۵۵

دیگر علمی آثار:

سید رضی نہج البلاغہ کے ساحل پر

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علمدار علم وسیاست

اسناد وتائیدات نہج البلاغہ

حضرت علیؑ اولین جانشین رسولؐ

حدیث غدیر اور جانشین رسولؐ

نماز کا تعارف

حضرت ابراہیمؑ بھڑکتے شعلوں میں

حضرت بلال اولین موذن

ضامن آہو

پیاسی آنکھیں

سبق آموز کہانیاں (تین حصے)

علی اختر، گوپالپوری

پندرہویں صدی کے قابل فخر ادیب، محقق اور مترجم مولانا سید علی اختر صاحب کا تعلق سرزمین گوپالپور، بہار سے تھا۔ جامعہ ناظمیہ، لکھنؤ سے ''ممتاز الافاضل'' تھے، آپ کا علمی و یادگار کارنامہ علامہ عبدالحسین امینی (۱۳۹۰ھ) کی مایہ ناز تالیف ''**الغدیر فی الکتاب والسنة والادب**'' کی گیارہ جلدوں کو اردو پیکر میں ڈھالنا ہے۔ یہ کتاب مشمولات کے اعتبار سے ہمہ گیر ہے جس کے ترجمہ کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی، خداوند عالم نے اس کارنمایاں کو موصوف کے ہاتھوں انجام دلایا۔

زبان کی روانی، بیان کی طغیانی، الفاظ کے انتخاب، محاورات وضرب الامثال کے برمحل استعمال، مناسب صنائع و بدائع کے سبب اس ترجمہ پر تالیف کا گمان ہوتا ہے۔

آپ نے یہ ترجمہ مرجع عالیقدر حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی دامت برکاتہ کے ایماء پر کیا جس کے لئے آپ نے ایران کا سفر بھی کیا۔ آپ زمانہ طالبعلمی ہی سے اس کتاب سے متاثر تھے جسکے سلسلے میں آپ رقم طراز ہیں:

> ''یہ کتاب میرے لئے زمانۂ تالیف ہی سے مرکز توجہ رہی ہے۔
> طالب علمی کے ایام میں علامہ امینی لکھنؤ تشریف لائے تھے۔ استاذی العلام سید
> اختر علی تلہری مرحوم نے تعارف کراتے ہوئے فرمایا تھا کہ آپ حدیث غدیر پر
> ایک جامع اور بیسیوں جلدوں پر مشتمل عظیم الشان کتاب تالیف فرما رہے ہیں

اور ہماری توفیقات پر ضرب لگاتے ہوئے فرمایا تھا کہ علمائے عراق وایران فقط
مواد فراہم کرنے کیلئے ملکوں ملکوں کا چکر لگاتے ہیں، لاکھوں روپیہ پانی کی طرح
بہادیتے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ............کتاب شائع ہوئی تو سراپا شوق بن کر
دیکھا، واقعی یہ کتاب دینی، علمی، فنی، تاریخی اور ادبی کتاب تھی۔ ولایت کی
خوشبو، ادب عالیہ کا رنگ از سوی یک نویسندہ بے نظیر، محقق تشیع، عالم مخلص،
مجاہد شجاع، مرد میدان علم وفضیلت یعنی علامہ امینیؒ۔

میرا ذوق ادب و جمال ناچنے لگا۔ اسے اردو جیسی ترقی یافتہ زبان
میں ضرور منتقل ہونا چاہیے۔ لیکن اپنے پاؤں کی طرف دیکھ کر مایوسی ہوئی ایک
بے مایہ انسان ''الغدیر'' جیسی تحقیقی کتاب کا ترجمہ کیسے کرے؟ اور اگر پتہ مار کر
یہ دیوانگی کر بھی گذرے تو طباعت کے وسائل کہاں سے لائے؟ احباب کی
طرح یہ جذبہ شعور سے لاشعور میں پہنچ گیا بات آئی گئی ختم ہو گئی''۔

آپ نے اس ترجمہ میں کچھ ضروری تلخیص بھی کی ہے مگر اس بات کا پورا خیال رکھا کہ
اہم مطالب حذف نہ ہونے پائیں، صرف انھیں مطالب کو حذف کیا ہے جو غدیر سے متعلق نہیں
ہیں۔ لیکن تلخیص کے باوجود کہیں پر بھی پیوند کاری کا احساس نہیں ہوتا۔

اس ترجمے کے سلسلے میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ مولانا نے آزاد ترجمہ کیا ہے، پہلے
ابواب کا مطالعہ کیا پھر ان مطالب کو سادہ اور سلیس اردو میں منتقل کیا یعنی اسے مفہومی ترجمہ کہا
جاسکتا ہے۔

چھٹی اور گیارہویں جلد کا ترجمہ آپ کے لائق فرزند مولانا شاہد جمال صاحب نے کیا
اگر چہ الغدیر کی تمام جلدوں کا ترجمہ مولانا علی اختر صاحب مرحوم نے کرلیا تھا مگر حادثہ یہ ہوا کہ
آپ ممبئی گئے تھے وہاں سے کتابت شدہ کچھ جلدوں کا مسوّدہ نظر ثانی کیلئے لا رہے تھے جن میں

چھٹی اور گیارہویں جلد کا اصل مسودہ تھا کہ اسی سفر میں کسی نے آپ کی اٹیچی سرقہ کر لی جس کا آپ کو زندگی بھر افسوس رہا۔ آپ کے فرزند مولانا شاہد جمال صاحب نے ان دو جلدوں کے ترجمہ کے علاوہ حوالہ جات کو مکمل کیا اور ترجمہ کی ترتیب و تزئین میں کافی محنت کی، غرض کہ یہ علمی شاہکار مولانا شمع محمد صاحب کی محنت و جستجو سے ادارۂ قرآن وعترت فاؤنڈیشن کی جانب سے ۱۸/ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ، ۲۵/نومبر ۲۰۱۰ء کو منظر عام پر آیا۔

مولانا سید علی اختر صاحب، جناب مظہر حسین رضوی صاحب کے فرزند تھے۔ ۱۹/ستمبر ۱۹۴۸ء، ۱۳۷۸ھ میں متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کر کے جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں مفتی اعظم مولانا احمد علی صاحب، مولانا رسول احمد صاحب، مولانا اختر علی تلہری، مولانا ایوب حسین صاحب، مولانا روشن علی صاحب، مولانا محمد شاکر صاحب جیسے اساتذہ سے کسب فیض کیا اور مدرسہ کی آخری سند ''ممتاز الافاضل'' حاصل کی اور وطن میں دینی خدمات انجام دینے کے علاوہ محمد صالح انٹر کالج میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۲۷/ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ، ۱۰/فروری ۲۰۰۲ء میں وفات ہوئی۔

دیگر علمی آثار:

تاریخ اسلام میں عائشہ کا کردار

شہر شہادت

مصائب آل محمدؐ

امام مہدیؑ حدیث کی روشنی میں

ترجمہ الحیاۃ

ترجمہ رسالہ عملیہ امام خمینیؒ (۱)

(۱) ترجمہ الغدیر ج:۱، ص:۳۱

علی، سید، جعفری

مولانا سید علی جعفری کو دینی و عصری علوم میں مہارت حاصل تھی۔ مولانا محمد رضا فلسفی کے فرزند اصغر تھے۔ سلطان المدارس میں زیر تعلیم رہ کر صدر الافاضل کی سند حاصل کی۔ اسکے علاوہ ایم۔اے عربی، ایم۔اے انگریزی کیا۔ ۱۳۳۹ھ، ۱۹۲۰ء میں ولادت ہوئی اور ۱۳۸۵ھ، ۱۹۶۵ء کراچی میں وفات ہوئی، مختصر سی حیات میں یادگار قلمی خدمات انجام دیں، آپ نے غدیر سے متعلق ''عید غدیر'' نامی کتاب لکھی جو کراچی سے شائع ہوئی، یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔

دیگر علمی آثار:

سوانح چہاردہ معصومینؑ (انگریزی، اردو)

عید مباہلہ

خطبہ حضرت زینب (س)

رسول واھلبیت رسولؐ (دو مجلد)

الحسینؑ

صحیحین سے احادیث مناقب اہل بیتؑ۔(۱)

---

(۱) مطلع انوار ص ۳۴۴

علی، سید، حائری

شمس العلماء مولانا سید علی حائری چودھویں صدی کے نامور عالم، مفسر اور متکلم گذرے ہیں۔ غدیر کے موضوع پر آپ کی تالیف ''رسالة الغدیر فی امامة الامیر '' بہت مشہور ہے جو فارسی زبان میں مطبع اسلامیہ لاہور سے ۱۳۱۸ھ میں شائع ہوئی۔ غدیر کے موضوع پر تحقیقی کتاب ہے۔ آپ نے اس کتاب میں امامت کے سلسلے میں شیعہ وسنی کے درمیان اختلاف اقوال فخر الدین رازی، اثبات نزول آیۂ بلّغ درغدیرخم، غدیر سے متعلق اہلسنت کے اعتراضات کے جوابات، اعتراضات جمہور اہلسنت بحدیث غدیر، صحابہ کا حضرت علیؑ کی بیعت کرنا جیسے موضوعات پر استدلالی بحث کی ہے۔

آغاز کتاب

''الحمد لله القدیم القدیر العالم العلیم الکبیر الذی لیس له نوع ولا جنس ولا نظیر الذی امر النبی البشیر و النذیر بابلاغ امامة الامیر فانزل علیه یا ایها الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک فی خم الغدیر فقال من کنت ولیه والامیر فعلیه افضل الصلوٰة...الخ''۔

اس کے بعد سبب تالیف تحریر فرماتے ہیں:

"اگر چه علماء اعلام کثر الله المنعام امثالهم فی الاسلام ابلاغ امامت حضرت امیر در یوم غدیر بالتفصیل در کتب کلامیه امامیه بتسطیر آورده اند و بدان جهت ابواب استفاده جاری و استفاضه ساری داشته اند لکن غالباً عوام انام بوجوهات عدیده از دست..... بچنیں کتب مطبوعه مفصله معذور باشند پس فقیر حقیر خواست که خاص برای چنین اشخاص جمیع این قضیه را فی الحال علی الاستعجال بالاستدلال بطریق استقلال بعون الله المتعال بنویسم تاکه محبین خاندان رسالت حقیقت امامت و فتوّة امیر کبیر را در ظلمت تلبیسات و تشبیهات مخالفین بی نقاب تمهید بایعان بینند و بشتاب حقیقت کمال جمال بی مثال سفیر و وزیر بی نظیر را در تشبیهات و تحریرات معاندین بی حجاب تقلید مشاهده نمایند انشاء الله تعالیٰ "۔

آپ ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۶ء کولاہور میں متولد ہوئے ۔والد ماجد مولانا سید ابوالقاسم حائری بلند مرتبہ عالم وفاضل تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد متوسطات کا درس والد ماجد سے لیا۔اعلیٰ تعلیم کیلئے عازم عراق ہوئے اورسرکار میرزا محمد حسن شیرازیؒ کے درس میں شرکت کی ۔انکے علاوہ آقای میرزا حبیب اللہ رشتیؒ،آقای سید کاظم طباطبائیؒ،آقای محمد کاظم خراسانیؒ،آقای سید ابوالقاسم طباطبائی سے استفادہ کرکے اجازے حاصل کئے۔

وطن واپس آنے کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا۔آپکے علم وفضل کا بڑا چرچا تھا۔لاہور کے ارباب علم آپ سے ملاقات کوشرف سمجھتے تھے۔سرنواب ذوالفقارعلی خاں،

علامہ اقبال، سر شیخ عبدالقادر آپکے ارادتمندوں میں تھے۔علامہ اقبال کی نماز جنازہ بھی آپ ہی نے پڑھائی تھی۔

آپکا عظیم الشان کتبخانہ تفسیر کے نادر ذخیرے اور لاجواب قلمی کتابوں پر مشتمل تھا اور ملک کے مشہور کتب خانوں میں شمار ہوتا تھا۔حکومت برطانیہ نے آپ کو ''شمس العلما'' کا خطاب دیا آپنے وسن پورہ لاہور میں شاندار مسجد تعمیر کرائی اور مجالس ومحافل کا انعقاد کیا۔

تفسیر نویسی کے دوران علیل ہوکر شنبہ ۳ ر جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ/۲۸ جون ۱۹۴۱ء کو لاہور میں رحلت کی اور کربلا گامے شاہ میں والدعلام کے پہلو میں آسودۂ لحد ہوئے۔(۱)

(۱) مطلع انوار، ص ۳۴۱

دیگر علمی آثار:

تفسیر لوامع التنزیل

غایۃ المقصود ۴ جلد

منھاج السلامۃ

احکام الشکوک

میزان الاعمال

تحذیر المعاندین

مفید الصبیان

عشرۃ کاملۃ

فتاویٰ حائری (۸ جلد)

رسالۂ سکوت امیر المومنینؑ

لمعۂ معانی در سجدہ برخاک شفا

رسالۃ الھدیٰ در احکام سجدہ

سیف الفرقان

حدیث قرطاس

مقدمات نماز۔(۱)

---

(۱) مفسرین امامیہ ص: ۳۱۷

علی حسن اختر، امروہوی

جناب سید زکی حسن کے فرزند مولانا علی حسن کا تعلق سرزمین امروہہ کے محلّہ صدو سے تھا۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ نور المدارس امروہہ میں داخلہ لے کر تفسیر و حدیث، فقہ و اصول میں مہارت حاصل کی، آپ کو مولانا حاجی مرتضیٰ حسین طاب ثراہ سے خاص تلمذ تھا۔

منشی، فاضل کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی سے پاس کئے، اسکے علاوہ اتر پردیش بورڈ سے عالم، فاضل کے امتحانات دیئے۔۱۹۲۳ء میں بی اے کیا اور مشن ہائی اسکول دہرہ دون میں ہیڈ پریشن ٹیچر مقرر ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے، راولپنڈی میں فارسی کے مدرس مقرر ہوئے۔۱۹۶۹ء میں سرکاری ذمہ داری سے دست بردار ہوگئے۔

آپ کو تصنیف و تالیف کا بہت شوق تھا۔ خطبات سے متعلق آپ کی کتاب ''خطبات راشدہ'' ہے جس میں دیگر خطبات کے علاوہ خطبہ غدیر مع ترجمہ شامل ہے۔ یہ کتاب جاوید پریس کراچی سے شائع ہوئی۔

دیگر علمی آثار:

خروج مختارؒ

انوار امامت

طب الصادقؑ

آفتاب ظہور مہدیؑ

ترجمہ منظوم حدیث کساء

فاطمہسؑ کا چاند(۱)

(۱) تذکرہ علمائے امروہہ، ص:۱۳۱

علی حسنین ،شیفتہ ، جونپوری

جونپور کے نامور عالم مولانا علی حسنین شیفتہ ، مدرسہ ناصریہ جونپور سے فارغ التحصیل تھے۔ تاریخ میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے غدیر سے متعلق ''حدیث غدیر'' کتاب ۲۱/جمادی الاول ۱۳۹۶ھ، ۲۱/مئی ۱۹۷۶ء بمقام سرگودھا پنجاب میں تصنیف کی جو بیحد مقبول ہوئی، اس کتاب میں مختلف موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں، جن میں خطبۂ غدیر، اصحاب تابعین اور مؤلفین جنھوں نے حدیث غدیر کو نقل کیا ہے۔ توثیق حدیث غدیر، علیؑ ہر مومن کے ولی ہیں، احادیث مناشدہ، آیۂ تبلیغ، آیۂ اکمال دین، سوال عذاب ونزول عذاب، احادیث تہنیت ، معنی مولیٰ، عید غدیر، اقرار ولایت، ایفائے عہد پر تحقیقی واستدلالی بحث کی گئی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے مصنف کی دقت نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا نعیم عباس صاحب لکھتے ہیں:

''زیرنظر کتاب ''حدیث غدیر'' اپنے موضوع پر بے حد اہم کتاب ہے۔ جس کے مؤلف علامہ علی حسنین شیفتہ صاحب ہیں آپ نے بہت ہی مدلل انداز میں حدیث غدیر پر روشنی ڈالی ہے۔''(۱)

جناب وزیر حسین شاہ صاحب وزیؔر شیرازی نے قطعہ تاریخ کہا:

---

(۱) حدیث غدیر ص۴

ہوئے حج آخر سے فارغ رسولؐ کئے منزل حق کے طے عرض و طول
دعائیں نبیؐ کی ہوئیں جب قبول شریعت کے محکم ہوئے سب اصول
چلے سوئے یثرب بشیر و نذیر جو پہنچے قریب مقام غدیر
ملا نا گہاں ان کو حق کا سفیر کیا عرض پیغام رب قدیر
قدم اس سے آگے بڑھائیں نہ اب جو نازل ہوا ہے سنائیں وہ سب
ہوئے گویا ختم نبوت کے لب ٹھہر جائیں سب ہے یہی حکم رب
بفرمان مولائے روشن ضمیر اکٹھے ہوئے سب جوان اور پیر
سنایا گیا حکم رب قدیر وہ اعلانِ مولاؐ حدیثِ غدیر
۱۹۷۶ء

یہ کتاب اولین بار انجمن حیدری مرکزی امام بارگاہ محلّہ علی مراد، خیر پور سندھ پاکستان سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کی اہمیت اور جامعیت کو دیکھتے ہوئے المنتظر ثقافتی مرکز نوگانواں سادات ہند نے ماہ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ میں زیور طبع سے آراستہ کیا۔

مولانا علی حسنین شیفتہ کی ولادت ۱۹۲۶ء میں جونپور میں ہوئی عہد طفلی میں والد ماجد محمد قیوم صاحب کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ ماموں سید زوار حسین صاحب نے پرورش کی۔ ابتدائی تعلیم شیعہ کالج جونپور میں حاصل کی۔ مذہبی تعلیم کے لئے مدرسہ ناصریہ میں داخلہ لیا اور مدرسہ کی آخری سند تاج الافاضل حاصل کی۔ کچھ عرصہ جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں بھی تعلیم حاصل کی اسکے علاوہ ۱۹۵۱ء تک میٹرک سے ایم۔اے تک کے پرائیویٹ امتحانات بھی دیئے، ۱۹۵۱ء میں پاکستان چلے گئے جہاں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے (عربی) ایم۔اے (اسلامیات) اور کراچی یونیورسٹی سے ایم۔اے (اردو) کیا۔ شعبہ تعلیم سے وابستہ ہو کر گورنمنٹ ڈگری کالج سرگودھا سے پروفیسر کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔(۱)

(۱) تذکرۂ علمائے امامیہ، پاکستان ص ۱۸۶

دیگر علمی آثار:

تحفۃ الواعظین

علم الحدیث

کلام ابی طالبؑ

معقول مذہب

تاثرات شیفتہ

سب سے پہلے مداح رسولؐ حضرت ابوطالبؑ

کتاب المومن کا انگریزی ترجمہ

کلمہ علی ولی اللہ

تحقیق حق پر علماء کے تبصرے

میں نے مذہب اہلبیت کیوں اختیار کیا؟ (ترجمہ)

نصابی تاریخ اسلام پر تحقیق وتبصرہ

انسان معصوم

عزاداری تقاضائے فطرت

علی رضا، میرزا

مولانا میرزا علی رضا صاحب نے کتاب ''غدیر'' کا فارسی زبان سے اردو میں ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ بنیاد بعثت قم ایران سے شائع ہوا۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص ۴۵۷

علی عکّاس، بنگلہ دیشی

مولانا علی عکّاس صاحب کا تعلق ڈھاکہ بنگلہ دیش سے ہے۔ابتدائی تعلیم ڈھاکہ میں حاصل کرنے کے بعد حوزۂ علمیہ قم گئے وہاں مدرسہ حجتیہ میں زیر تعلیم رہ کر درجہ کمال حاصل کیا۔ راقم الحروف کے معاصر ہیں، تعلیم کے ساتھ تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔ترجمہ میں مہارت حاصل ہے۔اہم کتابوں کے بنگالی زبان میں ترجمے کئے۔آپ نے غدیر سے متعلق ایک اہم کتاب بنگالی زبان میں لکھی جس کا نام ''غدیر دیباشر تتیارجا''یعنی اہمیت روز غدیر۔

یہ کتاب ۱۴۱۶ھ میں ڈھاکہ بنگلہ دیش سے شائع ہوئی۔اس کتاب میں کتب اھل سنت سے واقعہ غدیر ثابت کیا گیا ہے۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص:۴۵۸

علی فطرت، مدراسی

مولانا علی فطرت مدراس کے اہل علم وفضل میں تھے۔ کچھ عرصے حیدرآباد دکن میں مقیم رہ کر دینی خدمات انجام دیں، آپ کی غدیر سے متعلق کتاب ''اسلام و غدیر'' ہے جس میں آپ نے اسلام کے تناظر مین غدیر کی اہمیت بیان کی ہے۔

علی محمد، تاج العلماء

تیرہویں صدی کے نامور فقیہ مولانا سید علی محمد، سلطان العلماء سید محمد کے فرزند اور حضرت مولانا سید دلدار علی غفرانمآب کے پوتے تھے۔آپنے غدیر کے موضوع پر معرکتہ الآراء کتاب لکھی جس کا نام ''رحیق مختوم در ماجرائے غدیر خم'' ہے اس کتاب میں تفصیل سے واقعہ غدیر بیان کیا گیا ہے۔(۱)

آپ کی ولادت ماہ شوال ۱۲۶۲ھ، ۱۸۴۵ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ والد بزرگوار اور اس دور کے جید علماء سے کسب فیض کیا اور فقہ، اصول، عقائد و کلام میں مہارت حاصل کر کے درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے۔فن مناظرہ میں ملکہ حاصل تھا۔ یہود و نصاریٰ سے مناظرہ کرنے کے لیے عبرانی زبان سیکھی، کتب ماسبق کا بھی گہرا مطالعہ تھا۔حسام الاسلام سید نثار حسین صاحب سے شیخ محمد علی شیخی کا مناظرہ حیدرآباد دکن میں ہوا۔ دکن والوں نے علمائے لکھنؤ سے جوابات مانگے، وہ جوابات نجف و کربلا علماء کی خدمت میں بھیجے گئے تو وہاں کے علماء نے تاج العلماء سید علی محمد کے جوابات کو بہت سراہا اور تعریف کی۔

سلطان العلماء کی وفات کے بعد آپ عراق تشریف لے گئے۔اس وقت آیۃ اللہ شیخ زین العابدین مازندرانی، ملاحسین اردکانی، آقای حسین شہرستانی، آقای مرزا علی نقی طباطبائی، وغیرھم نے ۱۲۸۵ھ میں پندرہ اجازے عطا کیے۔

(۱) تکملہ نجوم السماء ج:۲،ص:۱۶۱

آپ کوآیت اللہ مرزا علی نقی طباطبائی نے گرانقدر اجازے سے نوازا جو درج ذیل ہے:

الحمد لله الذی جعل العلماء الاعلام ورثة الانبیاءِ و فضّل مدادهم علی کثیر من دماء الشهداء و صلی الله علی محمد و آله الطیبین الطاهرین مادامت الخضراء علی الغبراء وبعد فان جناب العالم العامل و الفاضل الکامل قطب دائرة الکمال و شمس فلک الاجلال نتیجة العلماء الاعلام و سلیل المجتهدین الفخام وارث المعالم والمآثر کابراعن کابر السید السند العالم المولوی المعتمد السید علی محمد صاحب ابن المرحوم الافضل الاکمل الاوحد سلطان العلماء المولوی السید محمد بن المرحوم السید الجلیل والعالم الذی لیس له مثیل صاحب عماد الاسلام حضرة المولوی السید دلدار علی طاب ثراهما بعد ان تشرف بزیارة حضرة مولانا سید الشهدآء ابی عبد الله الحسین علیه السلام و سمعت بوروده و بمن سعوده بادرت الی زیارته و سررت من حسن مصاحبته و طیب مجالسته و موانسته و اطلعت علی بعض تالیفاته و طالعت نبذاً من رسائله و تصنیفاته و جدته بحمد الله فائزا بما فاز من المراتبت السامیة و حائزا من حازه من المطالب العالیة و الملکة الاستنباطیة الاجتهادیة حمدت الله تعالیٰ علی ذالک و سررت بما هنالک و بعد الاطمینان بکمال استعداده و الوثوق بقابلیته و حسن ارشاده احببت ان اکتب له اجازة وافیة و

رخصة کافیة اتباعاً للمشائخ العظام واقتفاءً لطریقة الفقهاء الفخام کما اجد اجدادی السابقون نوّر الله مضاجعهم لابآئه السالفون عطّر الله مراقدهم فاجزته ایده الله تعالیٰ ان یروی عنی جمیع ما جازت اجازته و ساعت لی روایته ما صنف فی الاسلام و الف من کتب الاصول و الفقه والتفسیر والکلام و کتب الاخبار المروی عن النبی المختار(ص) والائمة الاطهار(ع) خصوصاً الکافی والفقیه والتهذیب والاستبصار عن شیخی و استادی الفقیه الذی عقمت مثله ام الزمن الشیخ محمد حسن صاحب جواهر الکلام قدس سره عن شیخه واستاده والعلامه الشیخ جعفر صاحب کشف الغطاء اعلی الله مقامة و احله دار المقامه عن شیخه و استاده حجة الله الطاهرة و آیة الباهرة حضرة جدی المعروف السید محمد مهدی الطباطبائی الموصوف ببحر العلوم صاحب المصابیح عطّر الله ضریحه عن شیخه و استاده جدی الآخر والمولی الاکرم استاد الفقهاء المجتهدین و اعلم اهل عصره اجمعین المؤید بالتأیید السبحانی حضرة الآقا الکبیر الآقا محمد باقر البهبهانی طاب ثراه الحائری الکربلائی عن جمیع المشایخ السابقین و اعیان العلماء السالفین رفع الله درجاتهم و عن جمیع مصنفات جدی المجاهد فی سبیل الله السید محمد صاحب المناهل و مصنفات جدی الاعلی صاحب الریاض الامیر سید علی

الطباطبائيين و عن جميع مصنفات شيخی و استادی صاحب الفصول الغروية قدس سره عن جميع ما صنفه فی الاصول و الفقه خصوصاً كتابی الكبير الدورة الحائرية فانه ايده الله تعالیٰ اهل للاجازة و حقيق بما قد فازه فينبغی ان يشكر الله تعالیٰ علی وصول هذه المرتبة السامية و حصول هذه الدرجة العالية التی لا يكاد تعريفها و لا تبلغ السنة الواصفين توصيفها فاسئله تعالیٰ ان تنشر به رايات العلم والكمال و ترفع به الوية الفضل و الافضال و تحيی به دروس الفرائض والسنن و تفنی به الآثار والضلالة و الفتن ويهتدی به العباد و نعم منه البلاد والرجاء ان لا يتجاوز عن سبيل الاحتياط خصوصاً حال الاستنباط و يجتنب جانبی التفريط والافراط ولا ينسانی من صالح الدعوات سيما فی مظان الاجابات انه ولی الخيرات و مجيب الدعوات فانی اتخذته ولدا فليتخذنی والدا فان دعاء الوالد للولد مقرون بالاجابة بنص الاخبار المستفيضة حرره الجانی السيد علی نقی الحسنی الحسينی الطباطبائی الكربلائی

دیگر تالیفات:

ترجمہ نہج البلاغہ مجلد: آپ نے نہج البلاغہ کا ترجمہ فصیح زبان میں کیا تھا۔
ترجمہ قرآن:۔ یہ ترجمہ بغیر متن عربی دو جلدوں میں ۱۳۰۴ھ میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔
درِ بے بہا تفسیر سورۂ دہر:۔ یہ تفسیر رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے۔

تفسیر احسن القصص:۔ یہ عربی زبان میں سورۂ یوسف کی تفسیر ہے جو مطبع صبح صادق عظیم آباد سے شائع ہوئی۔۸۱۲صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر ۱۱/ربیع الاول ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۶ء کو مکمل ہوئی اور رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے۔

رسالہ قاسمیہ در عقد جناب قاسمؑ

رسالہ مھدویہ

موعظۂ جونپوریہ

رسالہ مکیہ

عید کا چاند

ترجمہ الفیہ شہیدؒ

رسالہ عروض وقوافی

طرائف وظرائف

متن متین (فقہ عربی، غبار مفطر صوم ہے)

رسالہ عدیمۃ المثال (جواز تصویر عکسی)

اثنا عشریہ

ترجمۃ الصلوٰۃ

تعلیم الاطفال

الدر الثمین فی نجاسۃ الغسلات

احتجاج علوی رد پادری عماد الدین

زاد قلیل (عربی کلام)

رسالہ عدم جواز جہاد در غیبت امام

تحفۃ الواعظین
نصر المومنین دررد میرزا محمد اخباری
ایقاظ الراقدین در بعض منامات صادقہ
شرح زبدہ مقدس اردبیلی در مبحث صوم
ترجمۃ الصلوۃ (اردو)
زبدۃ الحساب (اردو)
تصدیق الصدوق در منطق عربی
سوانح عمری فارسی
عضاریہ (عربی)
رسالۂ تعلیق انیق دررد شرح معین (عربی)
شرح صغیر
وجیزہ عربی
جوہر عزیزہ
شرح وسیط
وجیزہ (عربی)
سلسلۃ الذہب
شرح کبیر وجیزہ (عربی)
منطقیہ (عربی)
عروضیہ (عربی)
تدقیق دقیق

ساعتیہ (عربی) معروف بہتہذیب الصرف
طبیہ متن درفن طب عربی
زعفران زار درحکایت مضحکہ عربی
ارشاد اللبیب شرح تہذیب النحو عربی
انوار الانظار تفسیر کریمہ ''اللہ نور السمٰوات'' (عربی)
فصل الخطاب دراثبات حرمت شراب وقلیان
خطاب فاصل درمناظرۂ قلیان کشیدن
صولۃ علویۃ للذب عن الملۃ المحمدیہ ردّ نصاریٰ (فارسی)
عماد الدین ملاذ المومنین ردّ نصاریٰ
ضربت علویۃ دررد نیچر ودہریہ (فارسی)
رسالۂ جہادیہ درفقہ
جواب مسئلہ لندنیہ درنجاست اہل کتاب (فارسی)
رسالہ مہدیہ دررد مہدی کذاب
جوہرفرد (عربی)
شرح حدیث عقل
معرکہ آرا (فارسی)
زادقلیل
تنقید جدید
خلق عظیم
متن متین دراخلاق (عربی)

جنۃ اللہ الواقیۃ

رسالۂ مختصر درجواب رقعۂ بعض اخباریہ

غیث اللہ المدرار لاطفاء نائرۃ اہل النار دررد نار اللہ الموقدۃ

شرح خطبۂ فاطمیہ (س) فدکیۃ

اذانیۃ دررد رسالۂ میرزا محمد اخباری ثانی کشمیری

ہزار مسئلہ

حواشی قرآن دررد سید احمد خان نیچری

تنبیہ الاطفال مکاتبۂ مولوی ابوالحسن مخاطب بہ اسوۃ العلماء عالم مرشد آباد درفن تجوید

گوہر شب چراغ درنماز شب

جواب مسائل حیدر آباد

اثنا عشر فی البشارات النبویہ

رسالۂ یہودیہ

مواعظ اکبر پوریہ ردتصوف

موعظہ عظیم آبادیہ

خلاصۃ الدعوات

عماد الاجتہاد فقہ استدلالی شرح تبصرہ درسہ مجلد (عربی)

طریق اثنا عشریہ شرح الشرح قاضی مبارک (عربی)

وقایۃ النار درعقد زنان بیوہ (فارسی)

رسالۂ مجیہ

لحن داودی

رسالۂ قصاص اجازۂ مولوی سید سبط محمد ابن سید مرتضیٰ مرحوم
مسئلہ زنگباریہ بعربی از سبب یا بالسبب در احوال حضرت آدمؑ و حضرت حوّاؑ۔
مواعظ یونسیہ (اردو)
مواعظ جوادیہ (اردو)
خلق محمدی شرح استدلالی
اخلاق ناصری
خلق حسنی فتاوی علم اخلاق
ملال سبب ضعف ریاست اسلام و علاج آن
دستور العمل انبیاءؑ و ائمہؑ
مسائل عجیبہ سیاست مدن (عربی)
فتاویٰ (عربی)
قول فیصل
ترجمہ دعائے عدیلہ
رسالۂ دردفع ایرادات ترجمۂ دعاءِ صباح
مسئلہ ربائیہ درربا
اجازہ مولوی ابوالحسن
اجازہ روایت مولوی علی حسین رئیس زنگی پوری
مقامات علیہ فی المنامات العلویہ
اجازہ مولوی کلب باقر
رسالہ درعلم اخلاق

مثنوی غرہ در علم کلام (منظوم عربی)

مثنوی قند مکرر

خلاصۂ دعاءِ سمات

رسالہ دررڈ مولوی عنایت علی در مسئلہ سرتراشیدن

رسالۂ درکسر رواج خلاف عقل

کتاب جداول در علم رجال

اجازہ مولوی مہدی علی

اجازہ روایت مولوی مکرم حسین

فرائض الفوائد

رسالۂ جمعہ

رسالۂ طبیہ عربی

رسالۂ قال اقول دررڈ اہل سنت

تحقیق عجیب درعدم ضمان طبیب

خطاب فاضل (حلیت قلیان)

شرح رسالۂ ذخیرہ

رسالہ درفن تجوید

ارشاد الصائمین

شرح رسالہ زبدہ (عربی)

حاشیہ زبدۃ الاصول

نخبۃ الدعوات

مثنوی غرّہ منظومہ

رسالہ مفردہ ہندیہ

نورکاتڑکا ترجمہ دعائے صباح

وفات: علم و فقاہت کا یہ آفتاب جمعہ ۴/ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ، ۱۸۹۴ء کو لکھنؤ میں غروب ہوا اور حسینیہ غفرآنمآب میں والد ماجد کے پہلو میں سپرد خاک ہوا۔ (۱)

(۱) مفسرین امامیہ ص: ۲۱۹، مطلع انوار ص ۳۶۵، تکملہ نجوم السماء ج ۲ ص ۱۵۳، تذکرۂ بے بہا ص ۲۴۱، نزہۃ الخواطر ج ۸ تالیفات شیعہ

علی نقی، لکھنوی

مولانا سید علی نقی صاحب کا شمار جید علماء میں ہوتا تھا۔ واقعہ غدیر سے متعلق آپ کی بے نظیر تالیف ''حجۃ القدیر فی اثبات حدیث غدیر'' ہے جو مطبع یوسفی دہلی سے باہتمام سید علی حسین صاحب شائع ہوئی۔ یہ کتاب مولوی احمد اللہ فرنگی محلی کی کتاب کے جواب میں لکھی جوانھوں نے غدیر کی رد میں تحریر کی تھی۔ آپ نے انتہائی محکم ومستدل جواب لکھا اور کتب اھلسنت ہی سے واقعات غدیر کا اثبات کیا۔

آغاز کتاب:

''امابعد مومن دیندار اور عاقل انصاف شعار اور ناظر کتب معتمدۂ اخبار ظاہر و باہر ہے کہ حدیث غدیر خبر صحیح بلکہ مستفیض بلکہ متواتر ہے حتی کہ بعض مصنفین اھلسنت ملاحظہ کثرت طرق حدیث سے گم کردہ ہوش بلکہ مبہوت و مدہوش اور اکابر محدثین انکے اسکی صحت اور تواتر کے معترف اور حلقہ بگوش بکمال جوش وخروش ہوگئے اور کیوں کر نہ ہوں حالانکہ علم بصحت خبر دو وجھوں سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ جناب سید مرتضیٰ علم الھدی رضی اللہ عنہ نے کتاب شافی میں بعنوان وافی واسلوب کافی بیان کیا۔ اول اطباق واتفاق کافۂ انام اور اشتہار خبر درمیان خواص وعوام اس طرح پر کہ وہ خبر ہر طبقہ میں زبان خلق پر جاری ہو اور ذکر اس کا اتصال سند سے عاری ہو مثل خبر بعثت سید البشر و فتح باب خیبر از دست حق پرست حیدر صفدرؑ و دیگر وقائع وحوادث عالم کون وفساد و خبر وجود مکہ ومدینہ وسائر بلاد...''۔

علی نقی، نقوی، سید العلماء

سید العلماء مولانا علی نقی نقوی کا شمار پندرھویں صدی کے نامور محققین و مورخین میں ہوتا ہے۔ تاریخ اسلام پر آپ کی دقیق نظر تھی۔ واقعہ غدیر پر جو تاریخ اسلام کا مستند واقعہ ہے اس سلسلے میں آپ کی تصنیف ''نوروز و غدیر'' ہے جو امامیہ مشن لکھنؤ سے صفر ۱۳۵۳ھ میں شائع ہوئی۔ ۱۳۵۲ھ کے ماہ ذی الحجہ میں عید غدیر اور نوروز تھوڑے فاصلے سے پڑ گئے تھے اس مناسبت سے آپ نے اس کا نام نوروز وغدیر رکھا۔

جناب ابن حسن سکریٹری امامیہ مشن لکھتے ہیں:

> ''درحقیقت نوروز وغدیر دونوں ایک ہی عید مسرت کے دو مظاہرے ہیں چونکہ اب کسی سال شمسی وقمری حسابوں کے تناسب کی وجہ سے یہ دونوں عیدیں بہت تھوڑے فاصلے کے ساتھ ایک ہی ماہ میں پڑ گئے ہیں اسلئے ہم اس رسالہ کو ان دونوں عیدوں کے ساتھ معنون کرتے ہیں''۔

کہا جاتا ہے کہ ۱۸/ذی الحجہ ۱۰ھ جس دن حضور اکرمؐ نے غدیر کے میدان میں حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان فرمایا اس دن ۲۱/مارچ یعنی نوروز کا دن تھا۔ ۱۳۵۲ھ میں یہ دونوں تاریخیں بہت قریب پڑ گئی تھیں اسلئے اس موقع کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی اور یادگار جشن ولایت منایا گیا۔ شمسی وقمری تاریخوں کے سلسلے میں سید العلماء تحریر فرماتے ہیں:

"جتنے واقعات مختلف ایام میں ہوتے ہیں انکے لئے دو حیثیتیں پائی جاتی ہیں ایک حرکت قمر کے اعتبار سے اور اسکے تغیر وتبدل کی حیثیت سے جو مہینے کے مختلف اوقات میں ہوتا رہتا ہے اور ایک آفتاب کی حرکت سے کہ جس کا دورہ سال بھر میں ختم ہوتا ہے اور جسکے ذریعہ سے اوقات وفصول میں تغیر وتبدل ہوتا ہے۔

شریعت اسلام کے احکام میں جہاں تک نظر کی جاتی ہے انکی بنیاد زیادہ تر قمری حساب پر قرار دی گئی ہے اسلئے کہ اس کا انضباط ذاتی مشاہدہ و احساس پر مبنی ہے جس میں خواص وعوام مساوی درجہ رکھتے ہیں اور اس طرح ہر شخص اپنے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر اپنے اعمال کو صحیح طور پر بجالاسکتا ہے۔ برخلاف آفتاب کی حرکت اور اسکے منازل کے۔ وہ سوائے منجمین اور علماء افلاک کے کسی کی سمجھ کی چیزیں نہیں ہیں اور اسلئے عام افراد کیلئے ان پر عمل آسان نہیں ہے۔

لیکن یہ اس اہم واقعہ وصایت امیر المومنینؑ کی خصوصیت تھی کہ اسمیں قمری وشمسی دونوں حسابوں کو معتبر قرار دیا گیا۔ قمری حساب سے تاریخ ۱۸رذی الحجہ قرار پائی جس کا نام عید غدیر ہوا اور شمسی حساب سے چونکہ اس تاریخ میں جب یہ اہم واقعہ رونما ہوا۔ آفتاب نقطہ اعتدال پر پہنچا تھا۔ جو برج حمل میں اسکے داخلے کا مرادف ہے اسلئے سال کی تاریخوں میں یہی دن کہ جب آفتاب برج حمل میں داخل ہوا اور اعتدال کا وقت آئے عید قرار پایا۔ جس کا نام نوروز ہے اور پھر اتفاق سے امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت ظاہری بھی اسی دن تھی جسکے معنی یہ ہیں کہ آفتاب خلافت اپنے نقطہ اعتدال پر آیا تھا جسکے اندر افراط وتفریط کا شائبہ نہیں۔

لاشرقیۃ ولاغربیۃ بلکہ جوامۃً وسطاً کا صحیح مصداق ہے۔ اسلئے بھی رمز کے طور پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس دن کو یادگار قرار دیا گیا اور آفتاب خلافت کے

نقطۂ اعتدال پر پہنچنے کی یاددہانی میں ہر سال جب آفتاب نقطۂ اعتدال پر پہنچے اسکو مسلمانوں کیلئے عید مقرر کر دیا گیا''۔

آپ کی ولادت ۲۶/رجب ۱۳۲۳ھ، ۱۹۰۵ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ آپ کا تعلق خانوادۂ حضرت غفرانمآب سے ہے جسے ''خاندان اجتہاد'' کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد ماجد ممتاز العلماء ابوالحسن صاحب جید عالم دین تھے۔

۱۳۲۷ھ میں والد ماجد کے ساتھ عراق گئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں سطحیات کی تکمیل کی۔ ۱۳۳۲ھ میں جب آپ کی عمر ۹ سال تھی ہندوستان واپس آئے اور والد ماجد سے استفادہ کرتے رہے اور مولانا سید محمد عرف میرن صاحب سے بھی پڑھتے رہے اس کے بعد آپ نے جامعہ ناظمیہ اور سلطان المدارس کے ایک ساتھ امتحانات دیئے، جامعہ ناظمیہ سے ممتاز الافاضل اور سلطان المدارس سے صدر الافاضل کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کئے۔ اس طرح آپ سرکار نجم العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب اور سرکار باقر العلوم سید محمد باقر صاحب کے شاگرد رشید رہے۔

۱۳۴۵ھ، ۱۹۲۷ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے عازم عراق ہوئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور فقہ و اصول میں مہارت حاصل کی جس کی بنیاد پر مجتہدین کرام نے صریحاً اجتہاد کے اجازے عطا کئے۔

آپ نے نجف اشرف میں سب سے پہلی کتاب وہابیت کے خلاف لکھی جو ''کشف النقاب عن عقائد عبدالوہاب'' کے نام سے شائع ہوئی۔

دوسری کتاب ''**اقالة العاشر فی اقامة الشعائر**'' لکھی جس میں عزاداری امام حسین علیہ السلام کا جواز ثابت کیا۔ تیسری کتاب ''**السیف الماضی علی عقائد الاِبّاضی**'' خوارج کی رد میں۔

رمضان ۱۳۵۰ھ میں آپ ہندوستان واپس آئے اور ''امامیہ مشن'' قائم کیا جس سے آپ کی کتب شائع ہوئیں۔

۱۹۳۲ء میں لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی سے وابستہ ہوئے اور ستائیس برس تک طلباء کو فیضیاب کرتے رہے۔

۱۹۵۹ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے آپ کو شیعہ دینیات کے شعبہ میں بحیثیت ریڈر مدعو کیا اور آپ علی گڑھ میں قیام پذیر ہوگئے۔ ۱۹۷۷ء میں لکھنؤ کے کچھ لوگوں نے آپ کے لکھنؤ کے مکان میں آگ لگادی جس میں ہزاروں کتب نذر آتش ہوگئیں۔

آپ زبردست خطیب بھی تھے، مختلف ممالک میں مجالس کو خطاب کیا۔ آپ کی تقریر و تحریر یکساں تھی اور مجالس میں علمی اور تحقیقی مطالب بیان فرماتے تھے۔

آپ نے یکم شوال ۱۴۰۸ھ، ۱۸؍مئی ۱۹۸۸ء کو لکھنؤ میں رحلت فرمائی اور عقب مسجد تحسین علی خاں نزد حسینیہ جنت مآب آسودہ لحد ہوئے۔

دیگر علمی آثار:

تفسیر قرآن: یہ تفسیر قرآن سات جلدوں میں کشمیر سے ۱۳۷۵ھ میں اور ادارۂ علمیہ عبدالعزیز روڈ لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ جلد اول ۱۳؍صفر ۱۳۷۵ھ میں مکمل ہوئی۔

مذہب کی ضرورت
مادیت کا علمی جائزہ
مذہب اور عقل
نہج البلاغہ کا استناد
اسلامی عقائد
لارڈ رسل کے ملحدانہ خیالات کی رد
الدین القیم، اسلام کی حکیمانہ زندگی
اصول دین و قرآن

اسلام اور انسانیت

عالمی مشکلات کا حل

اصول وارکان دین

اسلام کا پیغام پسماندہ اقوام کے نام

نظام تمدن اور اسلام

شیعیت کا تعارف

مذہب شیعہ ایک نظر میں

النجعه فی اثبات الرجعة

الرد القرآنیہ علی الکتب المسیحیۃ مذہب باب و بھاء

البیت المعمور فی عمارۃ القبور

خلافت وامامت

خدا کا ثبوت

تذکرہ حفاظ شیعہ

ذات وصفات

خدا پرستی اور مادیت کی جنگ

معراج انسانیت

رہنمایان اسلام

تاریخ اسلام

مطلوب کعبہ

مولود کعبہ

مقصود کعبہ

رہبر کامل

ابوالائمہ کی تعلیمات

تاجدار کعبہ

حدیث حوض

سیدہ عالم (س)

حضرت علیؑ کی شخصیت علم و اعتقاد کی منزل میں

السبطان فی موقفیہما

امام حسن مجتبیٰؑ

شہید انسانیت

مجاہدۂ کربلا

موجود حجت (۱)

(۱) مفسرین امامیہ ص ۴۱۸، تالیفات شیعہ ۵۴۸، سید العلماء حیات اور کارنامے ص ۵۳

غلام اصغر، کھجوی

جناب سید غلام اصغر نقوی کا تعلق کھجوا ضلع سارن سے تھا۔ تاریخ اسلام کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔ انگریزی میں بھی دسترس رکھتے تھے، سرکاری آفس میں سرشتہ دار تھے۔ آپ نے غدیر سے متعلق ''تبلیغ رسالت'' کے عنوان سے کتاب لکھی جس میں ثابت کیا کہ آیۂ بلّغ غدیر خم میں نازل ہوئی تھی اور غدیر میں حضرت علیؑ کا اعلان خلافت ہی مقصود رسول اکرمؐ تھا۔ یہ کتاب مطبع اصلاح کھجوا سے شائع ہوئی۔(۱)

آپ نے خادم حسین بھیروی قادیانی کے دس سوالات کے جواب میں کتاب ''عشرۂ مبشرہ'' لکھی جو ۲۶۰ صفحات پر مشتمل تھی۔

(۱) تالیفات شیعہ ص: ۱۶۷، فہرست آثار چاپی شیعہ ص: ۱۳، ش: ۱۹

قلبی حسین رضوی

مولانا سید قلبی حسین صاحب کا تعلق سرزمین کشمیر سے ہے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد عازم حوزۂ علمیہ قم ایران ہوئے، حوزۂ علمیہ میں جید اساتذہ سے کسب علم کیا۔ کتابت کا بہت شوق تھا۔ کشمیر میں اچھے استاد سے کتابت سیکھی اور اس فن کو مکمل کیا۔ خط نستعلیق نفیس وعمدہ لکھتے ہیں۔ قم میں درسیات کے ساتھ سازمان تبلیغات اسلامی میں ملازمت کی اور مجلّہ ''توحید'' آپ ہی کا کتابت شدہ شائع ہوتا تھا، اسکے علاوہ دیگر اہم کتب کی کتابت کی۔ آپ کو ترجمہ نگاری کا بھی شوق ہے، کئی کتابوں کے اردو زبان میں ترجمے کئے۔ آپ نے حجۃ الاسلام آقای ابوالفضل اسلامی کی تالیف ''الغدیر'' کا ترجمہ ''الغدیر کا ایک جائزہ'' کے عنوان سے کیا جو شوال ۱۴۲۳ھ میں مرکز جھانی اہلبیتؑ قم سے شائع ہوا۔

یہ کتاب بارہ فصلوں پر مشتمل ہے:

پہلی فصل	غدیر کی تاریخی اہمیت
دوسری فصل	غدیر کا واقعہ
تیسری فصل	غدیر پر خدا کی توجہ
چوتھی فصل	غدیر پر اسلام کی توجہ
پانچویں فصل	اصحاب اور واقعہ غدیر
چھٹی فصل	تابعین اور واقعہ غدیر

ساتویں فصل	مختلف صدیوں کے علماء اور واقعہ غدیر
آٹھویں فصل	غدیر کے موضوع پر علماء کی خصوصی تالیفات
نویں فصل	واقعہ غدیر اور ادباء وشعراء
دسویں فصل	واقعہ غدیر سے احتجاج واستدلال
گیارہویں فصل	واقعہ غدیر کی حدیث کے صحیح ہونے کی تائید
بارہویں فصل	روداد غدیر اور کتابیں

سبب نگارش کے بارے میں مؤلف رقمطراز ہیں:

''۱۳۷۹ھ شمسی میں ۶رفروردین (۱) اور ۲۴راسفند کو ایک ہی سال میں دو عید غدیر واقع ہوئیں اسی لئے اسلامی انقلاب ایران کے قائد حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای مدظلہ نے اس سال کو حضرت علی علیہ السلام کے اسم گرامی سے منسوب فرما کر ''امام علیؑ سال'' قرار دیا تا کہ اس سال کے دوران حکام، ایران کے محترم عوام، تنظیمیں، ادارے اور مکتب اہلبیتؑ سے وابستہ افراد اس مرد حق (حضرت علی علیہ السلام) کے آسمانی تعلیمات اور ملکوتی فضائل سے بہرہ مند ہو کر حتی المقدور ان تعلیمات کو اپنی انفرادی واجتماعی زندگی میں عملی جامہ پہنائیں''۔

اس طرح یہ علمی کاوش غدیر کے موضوع پر جامع حیثیت رکھتی ہے۔

(۱) فروردین ایران میں ہجری سال کا پہلا مہینہ اور اسفند اسکا آخری اور بارہواں مہینہ ہے۔

کاظم حسین، مرزا محشر

مرزا کاظم حسین محشر ہندوستان کے معروف شاعر وادیب تھے۔آپ نے واقعہ غدیر کو منظوم کیا اسکا نام ''احسن العقائد'' رکھا یہ کتاب شام اودھ لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

آغاز کتاب

حرم میں کعبہ کے حسن بتاں ہیں معتکف دل سے
نصیحت گر، تجھے بیجا در اندازی سے کیا حاصل
مزاج زہد خصلت پوچھ لیں گے آکے ہم اس دم
کسی مست شراب ناز پر جب ہوگا تو مائل(۱)

---

(۱)امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۱۰۵

کاظم علی واسطی، بریلوی

جناب کاظم علی صاحب کا تعلق بریلی سے تھا۔علم کلام وعقائد میں ملکہ رکھتے تھے، آپ نے مولوی امیر اللہ حنفی کی رد میں کتاب لکھی ''مرآة الامامة فی اثبات الخلافة'' مولوی امیر اللہ کا اعتراض تھا کہ حضرت علیؑ کی خلافت قرآن وسنت سے ثابت نہیں ہے۔آپ نے آیۂ بلّغ اور حدیث غدیر سے خلافت امیر المومنین علیہ السلام ثابت کی۔

یہ کتاب مطبع اثنا عشری، لکھنؤ سے ۱۳۱۰ھ، ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی جو ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

عناوین کتاب اس طرح ہیں:

ذکر حدیث غدیر خم

فہرست اسمائے محدثین وعلماء

روایات محدثین عامہ در بارۂ غدیر

اثبات معنی مولیٰ بمعنی اولیٰ بالتصرف

اشعار حسان بن ثابت در روز غدیر

احتجاج حضرتؑ بہ حدیث غدیر

عذاب بر حارث (۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص: ۵۶۱

کرار حسین، واعظ

ہندوستان کے وہ علماء کرام جنھوں نے زبان وقلم سے یکساں خدمت دین انجام دیں ان میں نمایاں ذات رئیس الواعظین مولانا سید کرار حسین واعظ کی تھی۔ آپ شعلہ بیان مقرر اور حقیقت نگار مصنف تھے۔ واقعہ غدیر سے متعلق ''تحفۂ عید غدیر'' آپ کی یادگار تصنیف ہے جسے چہاردہ صد سالہ اعلان خلافت و ولایت مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے موقع پر ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء میں ناصران اہلبیت کمیٹی سید واڑہ، محمد آباد، گہنہ نے شائع کی۔ اس کتاب میں آپ کی وہ معرکتہ الآرا تقریر بھی شامل ہے جو کرارہ ہاؤس بنارس کی محفل میں کی تھی۔

آغاز:

''اسلام کی تاریخ کا مہتمم بالشان دن غدیر ہے، اسلام کی تاریخ کا آبرومند دن غدیر ہے، مرسل اعظمؐ کی محنت وریاضت کے کمال کا دن غدیر ہے، انبیاءؑ کی سیرت وکردار اور انکی دینی ومذہبی میراث کے تحفظ کرنے والا دن غدیر ہے، شخصیت پرستی کے خاتمہ کا دن غدیر ہے، اسلامی قانون کی بالاتری کا دن غدیر ہے، جاہل رسموں کی موت کا دن غدیر ہے، انسانی حقوق کی آزادی کا دن غدیر ہے، اسلامی نظام حکومت اور قیام عدل وانصاف کا دن غدیر ہے، نبوت کی ذمہ داریوں کے اختتام اور امامت کی ذمہ داریوں کے آغاز کا دن غدیر ہے،

اللہ کے منصوبہ خلافت کا دن غدیر ہے، انبیاء ومرسلین کی تمناؤں کا دن غدیر ہے،
اگر یہ دن نہ ہوتا تو اسلام قصاب خانوں کی داستانوں کا نام ہوتا، سیرت وکردار
انبیاء کی پاکیزگی اور اسلامی اخلاق کی بلندی کا نام نہ ہوتا''۔

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ ہر نبی نے اپنے وصی و جانشین کا انتخاب کیا تو یہ کیسے ممکن ہے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعد جانشین مقرر نہ کرتے۔

کتاب کے عناوین اس طرح ہیں:

آیۂ بلّغ کا تیور
علمائے سقیفہ کا اقرار
حی علی خیر العمل
منزل شکر
ولایت علیؑ کی عظمت
منکر اعلانِ غدیر پر عذاب
اعلان غدیر کی شہرت
مخالفت اعلان غدیر کا نتیجہ
یمن کی کہانی، تاریخ اسلام کے دو اہم ترین باب۔ غدیر اور سقیفہ
مسئلہ خلافت کی اہمیت
علامہ شبلی کی گستاخی
غدیر کا ردعمل وغیرہ

مولانا کرار حسین صاحب کی ولادت جناب سید رفیع الحسن صاحب کے گھر ۴؍ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ، ۱۲؍اگست ۱۹۳۷ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۸ء میں جامعہ جوادیہ

بنارس میں داخلہ لیا اور مولانا ظفر الحسن صاحب قبلہ کی نگرانی میں فخر الافاضل کیا اس کے بعد مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں زیر تعلیم رہ کر علم کلام ومناظرہ میں ملکہ حاصل کیا، آپ نے دوران طالب علمی ہی تصنیف وتالیف کا آغاز کر دیا تھا۔۱۹۶۲ء میں مولوی غلام جیلانی برق کی کتاب ''بھائی بھائی'' کے جواب میں ''ہابیل وقابیل'' لکھی جو بیحد مقبول ہوئی، آپ کی تقریر وتحریر میں بلا کی جاذبیت پائی جاتی تھی۔ تاریخ اسلام پر گہری گرفت تھی تاریخ کی منظر کشی اس طرح کرتے تھے کہ سننے والے عش عش کرتے رہ جاتے تھے۔ مجالس کے سلسلے میں ملک و بیرون ملک کے سفر کئے ،مبارک پور کا مناظرہ آپ کا یادگار مناظرہ ہے۔ مولانا غلام عسکری صاحب کے ساتھ ادارۂ تنظیم المکاتب کی یادگار خدمت انجام دی۔ خطیب اعظمؒ کی وفات کے بعد ادارۂ تنظیم المکاتب کے سکریٹری منتخب ہوئے ، اسکے بعد علامہ ذیشان حیدر صاحب صدر اور آپ نائب صدر بنے۔ ۱۴۱۷ھ میں حجۃ الاسلام سید محمد الموسوی کی سرپرستی میں ''مجلّہ البیان'' جاری ہوا جسکے ایڈیٹر مولانا کرار حسین صاحب مقرر ہوئے۔ آخری وقت میں بعض اراکین ادارۂ تنظیم المکاتب سے رابطہ قطع کر لیا تھا اور وطن میں سکونت اختیار کر کے دینی خدمات انجام دیتے رہے۔۲۰/ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ، ۲۷/ مارچ ۲۰۰۰ء کو عارضۂ سرطان میں مبتلا ہو کر بنارس میں رحلت فرمائی اور دوسرے دن وطن میں سپرد خاک ہوئے۔

دیگر علمی آثار:

نور ونار

سازش

باغی

مجرم

تاریخ الشیعہ

دلیل عزا

ملیکۃ العرب

ام المومنین عائشہ

علی ولی اللہ

نماز قرآن وعترت کے آئینہ میں (۱)

(۱) خورشید خاور ص ۳۱۰

لعل شاہ بخاری

جناب سید لعل شاہ بخاری نے ولایت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سلسلے میں اہم کتاب تالیف کی جس کا نام ''ولایت علیؑ وخطبہ غدیر'' ہے۔ یہ کتاب گجرات سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔

مجتبیٰ حسن، کامونپوری

چودھویں صدی کے عالم، محقق اور مورخ اسلام علامہ سید مجتبیٰ حسن نے تاریخ کے میدان میں یادگار علمی کارنامے انجام دیئے، آپ نے غدیر سے متعلق ''عید غدیر'' نامی کتاب تحریر کی جس میں عید غدیر کی اہمیت اور واقعہ کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔(۱)

آپ کی ولادت کامونپور ضلع غازی پور ۱۳۳۱ھ، ۱۹۱۳ء میں ہوئی۔ والد ماجد سید محمد نذیر دیندار اور مذہبی بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم جامعہ ناظمیہ اور سلطان المدارس لکھنؤ میں حاصل کی۔ بچپن ہی سے شعر وسخن کی طرف رجحان تھا۔ تعلیم وتعلم میں طرز نو کے خواہش مند تھے۔ عربی فارسی بورڈ سے مولوی، عالم، فاضل کے امتحانات دیئے۔ ۱۹۳۱ء میں ''صدرالافاضل'' کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی محمد علی، مولانا سید محمد ہادی، مولانا سید محمد رضا، مولانا عالم حسین، مولانا سبط حسن کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ تعلیمی فراغت کے بعد پٹنہ کے مدرسہ میں تدریس کرنے لگے اوراس کے ساتھ عربی، فارسی اردو میں مقالات لکھتے رہے۔ طبیعت میں جولان تھا۔ نئے نئے موضوعات پر قلم اٹھاتے تھے۔ تاریخ پر گہری گرفت تھی۔ کچھ نیا کرنے کا جذبہ تھا اسی لیے نہائی دروس کے لیے نجف کے بجائے ''جامعہ ازہر'' مصر کا انتخاب کیا۔ ۱۹۳۵ء میں مصر گئے اور ۱۹۳۶ میں الازہر میں داخلہ منظور ہوا ''ام المومنین ام سلمہ(س)'' پر تحقیقی

(۱) تالیفات شیعہ ص ۴۵۴

مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مصر میں قیام کے دوران انقلابی نظریات، ادبی تحریکات اور مشہور علمی شخصیات کو قریب سے دیکھا۔ آپ نے مصر میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کا مجموعہ ''صحیفہ کاملہ'' کے مطالعہ کو عام کیا اور بڑے بڑے علماء و مفکرین کو دعوت مطالعہ دی جس کے نتیجہ میں ان حضرات نے بڑی تعداد میں وقیع مقالات تحریر کئے۔ پانچ سال مصر میں قیام کے بعد نجف و کربلا ہوتے ہوئے لکھنؤ آئے۔ مدرسہ ناظمیہ، لکھنؤ یونیورسٹی میں تدریس کی پھر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شیعہ شعبۂ دینیات میں لکچرر منتخب ہوئے۔ آپ نے فن خطابت وتقریر میں جدید نفسیاتی اسلوب کا اضافہ کیا۔ آپ کامیاب خطیب اور علمی حلقوں میں محبوب مقرر تھے۔

۲۳/ سال تک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں صدر شعبہ شیعہ دینیات کی حیثیت سے کام کرنے کے بعد ۲۷/ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ، ۱۸/ جولائی ۱۹۷۴ء سوا تین بجے علی گڑھ میں وفات پائی۔

دیگر آثار علمی:

شرح نہج البلاغہ
حضرت علیؑ کے خطوط کا جائزہ
حضرت علیؑ کی نظر میں دنیا کا تصور
نہج البلاغہ اور قرآن
بلاغت امیر المومنینؑ
امیر المومنینؑ کے ایک خط کا مطالعہ
تفسیر سورۂ عصر
تفسیر سورۂ ممتحنہ

تفسیر توحید
تفسیر سورۂ والشّمس
تفسیر سورۂ آیہ نور
تفسیر آیۂ تطہیر
تفسیر آیۂ خلافت
مطالعہ آیات قرآن
علوم قرآن
سورۂ اخلاص ثلث قرآن کے برابر
اعجاز قرآن
قرآن مجید کی نزولی ترتیب
تاریخ قرآن مجید
قرآن اور علوم جدیدہ
مقدمۂ تفسیر قرآن
آیات احکام
مضامین قرآن کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے
قرآن کے علوم پنجگانہ
قرآن اور زندگی
قرآن وحدیث کا فرق
علم نحو کی مشق بذریعہ قرآن (۱)

(۱) ایک فرد ایک ادارہ سوانح علامہ کامونپوری، ص۲۱۱

یہ سب تصانیف غیر مطبوعہ ہیں۔

اقوام عالم میں عورت کا معیار (مطبوعہ)

حضرت یوشع بن نونؑ (۱۹۵۱ء)

کربلا (۱۹۵۰ء)

مقتل الحسینؑ ابوالفداء

مقتل الحسینؑ از عقبہ بن سمعان (۱۹۶۳ء)

مقتل ضماک بن عبداللہ مشرقی (۱۹۷۴ء)

مقتل الحسینؑ از سیوطی

مقتل الحسینؑ یعقوبی (۱۹۵۴ء)

کائنات قبل و بعد اسلام (۱۹۵۳ء)

اسلام کا پہلا فلسفی

حکیم الٰہی علی بن ابی طالبؑ

علم حدیث کا ابتدائی مطالعہ

احادیث فضائل اہلبیتؑ پر ایک نظر

حضرت علیؑ کے خطوط کا سرسری جائزہ

افضلیت حضرت علیؑ

فتح مکہ سے کربلا تک (۱۳۷۰ھ)

جنگ اور اسلام

حسین مظلومؑ کا پہلا قدم

اسلامی تعلیمات

حضرت رباب (س) زوجہ امام حسینؑ

قاضی شریح کا کردار

تبرکات کا تاریخی جائزہ(۱)

(۱)مفسرین امامیہ ص:۳۶۸

محبوب مہدی، نوگانوی

مولانا ابو الہاشم صاحب کے فرزند مولانا محبوب مہدی صاحب کا تعلق نوگانواں سادات، ضلع امروہہ سے ہے۔ آپ نے جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی۔ ایک مدت تک مسجد امام علی نقیؑ، جعفرآباد دہلی میں امام جمعہ رہے۔ آج کل امریکہ میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ انتہائی خوش اخلاق اور ملنسار ہیں۔ آپ کے برادر بزرگ مولانا مسعود اختر صاحب جامعۃ الغدیر، بنگلور کے بانی و پرنسپل ہیں اور چھوٹے بھائی مولانا مطلوب مہدی صاحب اسی جامعہ میں تدریس فرمارہے ہیں۔ ماشاء اللہ تینوں برادران اعلیٰ پیمانے پر دینی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔

آپ نے ۱۴۱۰ھ، ۱۹۹۰ء میں عید غدیر کے چودہ سو سالہ جشن کے موقع پر ایک یادگار خصوصی مجلّہ ''الغدیر'' دہلی سے شائع کیا جس میں مندرجہ ذیل عناوین کے تحت مقالات مندرج ہیں۔

انوار غدیر

مدحت ابوتراب

غدیر، شماریات کے اجالے میں

اصحاب حاضر در غدیر

رواۃ حدیث غدیر

غدیر کے موضوع پر ۲۲ کتابیں

احتجاج امیر المومنینؑ بہ حدیث غدیر

علی امام من است

سرمایہ ایمان

دل رسالتمآبؐ

مولا علیؑ

دست خدا

غدیر از نظر قرآن

ایک اور آسمان

دولت عشق

ذکر علیؑ

غدیر، زر وزور کے نرغے میں

یا علیؑ مدد

کاروان غدیر

روایت کنندگان غدیر از صحابہ و تابعین

خطبۂ غدیر با ترجمہ

امید کلیم

رہے یہ نام ورد زباں

الغدیر اسلامی کلنڈر

عید غدیر

یہ مجلّہ غدیر خم کے بارے میں وقیع معلومات کا ذخیرہ ہے۔

محسن علی، شیخ

حجۃ الاسلام مولانا شیخ محسن علی مدظلہ العالی کا شمار پندرہویں صدی کے نامور علماء میں ہوتا ہے۔آپ تاریخ اسلام پر دقیق نظر رکھتے ہیں،غدیر کے موضوع پرآپکی اہم تالیف ''**النھج السوی فی معنی المولیٰ والولی** ''یہ کتاب عربی زبان میں ۱۹۶۸ء میں نجف اشرف سے شائع ہوئی جس میں حدیث غدیر میں لفظ مولیٰ اور آیۂ ولایت کے لفظ ولی پر قرآن وسنت اور عربی ادب کی روشنی میں بحث کی ہے،لغات عرب میں لفظ مولیٰ جتنے معنی میں استعمال ہوا اس کی مکمل تشریح کی ہے اور اس حدیث میں لفظ مولیٰ کس معنی میں استعمال ہوا ہے اسکی مکمل وضاحت فرمائی ہے۔آپ کی ولادت ۱۳۶۰ھ،۱۹۴۰ء بمقام منتوکہ بلتستان کے علمی وادبی خانوادے میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم والد ماجد مولانا حسین جان (متوفی ۱۳۷۴ھ) سے حاصل کی،ان کی وفات کے بعد بلتستان کے نامور عالم دین مولانا سید احمد الموسوی سے تلمذ کیا۔۱۳۸۲ھ میں مدرسہ مشارع العلوم حیدرآباد سندھ میں داخلہ لیا بعدۂ دارلعلوم جعفریہ خوشاب میں مولانا شیخ محمد حسین صاحب سے کسب علم کیا۔دوسال قیام کے بعد جامعۃ المنتظر لاہور میں زیر تعلیم رہ کر علامہ صفدر حسین نجفی مرحوم سے استفادہ کیا۔

۱۳۸۷ھ،۱۹۶۶ء میں عراق روانہ ہوئے اور نجف اشرف میں آیت اللہ ابوالقاسم خوئیؒ اور آیت اللہ شہید باقر الصدرؒ سے فیضیاب ہوئے نجف اشرف میں آٹھ سال قیام کے بعد پاکستان مراجعت کی اور اسلام آباد ''جامعۂ اہلبیتؑ'' کی بنیاد رکھی جہاں ہزاروں کی تعداد میں

تشنگان علوم اہلبیتؑ سیراب ہورہے ہیں۔ یہ درسگاہ پاکستان کی ممتاز درسگاہ ہے۔۱۹۷۹ء میں اس درسگاہ سے ''ماہنامہ الزہرا'' کا اجراء کیا جس میں علمی وتحقیقی مضامین شائع ہوتے تھے۔(۱)

آپ قرآنیات کا گہرا مطالعہ رکھتے ہیں، آپ کی علمی یادگار تفسیر قرآن مجید ہے۔

دیگر علمی آثار:

الکوثر فی تفسیر القرآن: یہ تفسیر ادارہ جامعۃ الکوثر اسلام آباد پاکستان سے ۱۴۲۶ھ، ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی۔

ترجمہ قرآن مجید مع حاشیہ: اس کا پہلا ایڈیشن دارالقرآن جامعہ اہلبیت اسلام آباد پاکستان سے ۱۴۲۱ھ، دسمبر ۲۰۰۰ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۴۲۲ھ، مارچ ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا۔

المعجم المفہرس لتالیف اہل السنۃ فی فضائل اہلبیت

محنت کا اسلامی تصور

اسلامی فلسفہ اور مارکسیزم (۲)

(۱) تذکرہ علمائے امامیہ پاکستان (اردو) ص ۲۶۶۔

(۲) مفسرین امامیہ ص: ۴۵۹، تذکرہ علمائے امامیہ پاکستان ص ۲۶۸

محسن نواب رضوی

مولانا سید محسن نواب صاحب چودھویں صدی کے مایہ ناز عالم دین اور شعلۂ بیان مقرر تھے۔آپ نے غدیر سے متعلق دو اہم علمی کارنامے انجام دیئے۔

(۱) عبقات الانوار کی حدیث غدیر کا خلاصہ بہت عمدہ پیرائے میں کیا۔

(۲) کتاب ''غدیر سے کربلا تک'' تحریر کی جس میں واقعہ غدیر اور اسکے بعد رونما ہونے والے واقعات جو غدیر کا ردعمل تھے ان کا تفصیل سے ذکر کیا۔ جیسے باب سیدہؑ کا جلایا جانا، مولا علیؑ کو خلافت سے محروم رکھا جانا، جنگ جمل وصفین اور واقعہ کربلا کا ذکر موجود ہے۔ جس سے تاریخ اسلام کے سلسلے میں آپ کی بالغ نظری کا اندازہ ہوتا ہے۔آپ ۱۴/ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ/۱۴اپریل ۱۹۱۱ء کو چاہ کنکر تھوی ٹولہ لکھنؤ میں متولد ہوئے۔ جب آپ چار سال کے تھے تو آپ کے والد ماجد سید احمد نواب صاحب نے رحلت کی۔

مولانا نے ابتدائی تعلیم جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں حاصل کی اور ۱۹۲۳ء میں سلطان المدارس میں زیر تعلیم رہ کر مولانا عالم حسین، مولانا عبدالحسین، مولانا صغیر حسن، مولانا سید ہادی، مولانا ابن حسن نونہروی، مولانا ظہور حسین، مولانا سید محمد جیسے اساتذہ سے کسب علم کیا۔ غیر رسمی طور پر مولانا ناصر حسین صاحب سے بھی استفادہ کیا۔۱۹۳۳ء میں ''صدرالافاضل'' کیا اسکے بعد نہائی تعلیم کیلئے عازم عراق ہوئے اور نجف اشرف میں فقہ، اصول، تفسیر، حدیث وعقائد اور کلام کی تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں عراق سے واپس تشریف لائے اور

مدرسہ ناصریہ جونپور کو حیات نوبخشی اور اسکے پرنسپل مقرر ہوئے۔ آپکے علم وفضل اور اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کو دیکھ کرنواب رامپور رضا علی خاں صاحب نے رامپور بلا لیا اور مدرسہ عالیہ کا پرنسپل منتخب کیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ لکھنؤ آ گئے اور مادر علمی سلطان المدارس میں معقولات کا درس دینے لگے، بڑی تعداد میں آپکے شاگرد ہیں، آپنے بہت کم عمر پائی اور آخر کے کئی سال تک صاحب فراش رہے اور ۱۲/ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ/ ۲۶/ اگست ۱۹۶۹ء روز سہ شنبہ رحلت کی۔ آپ کو لکھنے پڑھنے کا بہت شوق تھا، ماہنامہ ''العلم'' اور ''الواعظ'' کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی سیکڑوں مضامین و مقالے لکھے، آپ کو عربی، فارسی نثر و نظم میں ملکہ حاصل تھا۔(۱)

دیگر آثار علمی:

محسن انسانیت

الفرق بین المعجزۃ والسحر (عربی)

زائرین قائم آل محمدؐ

ہزار موتی: آپنے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے مختلف موضوعات سے متعلق ایک ہزار کلمات کا ترجمہ اور اسکی شرح تحریر کی اور انھیں الفبا کے اعتبار سے مرتب کیا تھا۔

(۱) مطلع انوار، ص ۴۴۸

محمد، سید

جناب سید محمد صاحب شاعر و ادیب تھے۔ آپ نے غدیر سے متعلق قصائد کا مجموعہ ''منشور غدیر'' کے نام سے شائع کیا۔ جو مطبع نولکشور، لکھنؤ سے ۱۳۲۹ھ، ۱۹۱۱ء میں منظر عام پر آیا(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص: ۶۰۳

محمد اطہر، مرزا، لکھنوی

خطیب اکبر مولانا مرزا محمد اطہر صاحب برصغیر میں صف اول کے خطیب وذاکر ہیں جو اپنی طلاقت لسانی کے ذریعہ ساری دنیا میں پیغام اہلبیت علیہم السلام نشر کرنے میں مصروف ہیں، آپ نے نصف صدی سے زیادہ خوجہ مسجد بمبئی میں عشرۂ محرم میں مجالس کو خطاب فرمایا۔ آپ نے ایک مکمل عشرہ غدیر کے موضوع پر پڑھا جس کا عنوان ''غدیر سے کربلا تک'' ہے جو کتابی شکل میں عباس بک ایجنسی، لکھنؤ سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔

آپ نے ان تقاریر میں واقعہ غدیر کی تحلیلی اور واقعہ غدیر کے بعد رونما ہونے والے واقعات جو غدیر کا ردعمل تھے جیسے احراق باب سیدہؑ، مولا علیؑ کا حق خلافت سے محروم رکھا جانا، معاویہ کے ذریعہ مولا کی مخالفت، جنگ جمل وصفین، صلح امام حسنؑ اور اسکے بعد واقعات کربلا جیسے موضوعات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی تاریخ اسلام پر گہری نظر ہے، آپ نکتہ سنجی اور تاریخ سے نتیجہ اخذ کر کے انتہائی سادہ اور سلیس زبان میں لطافت کے ساتھ بیان کرنے کا خوب ملکہ رکھتے ہیں۔

آپ کی ولادت ستمبر ۱۹۳۶ء میں لکھنؤ کے علمی وادبی خانوادہ میں ہوئی، والد ماجد مولانا مرزا محمد طاہر صاحب اپنے عہد کے مشہور واعظ وخطیب تھے، گھر کا ماحول مذہبی ہونے کے لحاظ سے آپ کا رجحان بھی مذہبی تعلیم کی طرف رہا لہذا ۱۹۴۴ء میں مدرسہ ناظمیہ میں داخلہ کرایا گیا

جہاں مولانا عابدعلی صاحب، مولانا ناصرعلی صاحب سرسوی سے سطحیات کاعلم حاصل کیا، تین چارسال زیرتعلیم رہ کرسلطان المدارس چلے گئے جہاں مولانا جابرحسین صاحب، مولانا محمدحسن صاحب، مولانا علی حسین صاحب، مولانا خادم حسین صاحب، مولانا عارف حسین صاحب، مولانا الطاف حیدر صاحب کے علاوہ مولانا ابن حسن نونہروی، مولانا عبدالحسین فلسفی، مولانا سیدمحمد صاحب، مولانا محمد مہدی صاحب زید پوری، مولانا سیدکلب عابد صاحب جیسے علماء کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔

آپ کوحصول علم کا بہت شوق تھا۔ مدرسہ کی پڑھائی پر ہی اکتفانہیں کرتے تھے بلکہ علماء کے گھر جاکران سے استفادہ کرتے تھے، مولانا محسن نواب صاحب جوکٹرہ میں رہتے تھے انکے شریعت کدہ پر جاکرمعقولات کا درس حاصل کرتے تھے، مولانا محسن نواب صاحب کے بارے میں آپ کا کہنا ہے کہ مولانا کوتمام عبارتیں حفظ تھیں، کہیں سے بھی کتاب کھول کرسامنے رکھ دیجئے فوراً بلاکسی تامل کے پڑھانا شروع کردیتے تھے، ایک ایک لفظ اس طرح ذہن نشین کرا دیتے تھے کہ جودیرتک محفوظ رہ جاتا تھا۔

مولانا سیدمحمد صادق صاحب آل نجم العلماء کے گھر جاکربھی درس لیا جوعربی ادب میں مہارت رکھتے تھے، آپ کودرس وتدریس کا بڑا شوق تھا، نہج البلاغہ، دیوان رضی، دیوان ابوتمّام کے سیکڑوں اشعار حفظ تھے آپ کے سلسلے میں مولانا محمد اطہر صاحب کا بیان ہے کہ فاضل ادب کے امتحان میں صرف ایک دن رہ گیا تھا اور ابھی تک ہماری تیاری نہیں ہوئی تھی ہم لوگ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا حضورکل فاضل ادب لکھنؤ یونیورسٹی کا امتحان ہے ابھی تک کوئی تیاری نہیں ہے، آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں تیاری ہوجائیگی، چنانچہ سارادن ہم ان کے شریعت کدہ پر رہے اور ایک دن میں ایسی تیاری کرائی کہ امتحان فرسٹ ڈویژن پاس کیا۔

تیسری اہم شخصیت جن سے گھر پراستفادہ کیا مولانا سیدمحمد سعید صاحب کی ہے، ان کے سلسلے میں مولانا کا کہنا ہے کہ مولانا سیدمحمد سعید صاحب میں تدریس کی اعلیٰ صلاحیت تھی وہ

سخت سے سخت عبارت کو سادہ وسلیس زبان میں بیان کرتے تھے، فقہ واصول کی تدریس نجفی نہج پر کرتے تھے، نہج البلاغہ کے خطبے حفظ تھے جس وقت نہج البلاغہ پڑھاتے تھے، تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ فصاحت و بلاغت کا دریا رواں ہے۔ رسائل شیخ مرتضیٰ انصاری کا درس بھی انہیں سے لیا، مقامات حریری اس روانی سے پڑھاتے تھے کہ میں حیران رہ جاتا تھا۔

شیعہ عربی کالج میں مولانا سعادت حسین خاں صاحب سے کسب علم کیا، آپ ہمیشہ تزکیہ نفس، زہد وتقویٰ کی نصیحت فرماتے تھے آپ کی خصوصیت یہ تھی کہ پہلے خود عمل کرتے تھے پھر طلباء کو تلقین فرماتے تھے۔

۱۹۵۴ء میں عماد الکلام کی سند حاصل کی۔ عربی فارسی بورڈ سے عالم، کامل، فاضل کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کئے، ۱۹۵۸ء میں سلطان المدارس سے صدر الافاضل کی اعلیٰ سند حاصل، کی بعد ازآں لکھنؤ یونیورسٹی سے ۱۹۶۰ء میں بی اے اور ۱۹۶۲ء میں ایم اے فارسی کیا، اس کے بعد ۱۹۶۲ء میں شیعہ کالج میں لکچرر منتخب ہوئے، ۱۹۷۳ء میں شیعہ ڈگری کالج (آرٹ) کے انچارج پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

ذاکری: آپ کو بچپن ہی سے ذاکری کا شوق تھا والدۂ ماجدہ کے ایماء اور ان کی تشویق پر ذاکری شروع کی، والدہ چھوٹی چھوٹی مجلیس لکھ کر دیتی تھیں اور یاد کراتی تھیں، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ بازار سے ذاکری کی کتابیں خرید کر انکے اقتباسات یاد کراتی تھیں، سنتیں اور تلفظ درست کراتی تھیں، مولانا کا کہنا ہے کہ والدۂ ماجدہ کی سعی اور کوشش کا نتیجہ ہے کہ میں ذاکری کے اس مقام پر پہنچا۔

۱۹۵۰ء میں آپ نے خود ذاکری کی تیاری شروع کی، ایک کاپی پر دس مجلسیں لکھیں انھیں اچھی طرح یاد کیا اور وہ کاپی والد ماجد مولانا مرزا محمد طاہر صاحب کو دکھائی جس پر آپ نے ضروری اصلاح کی، جب وہ دس مجلسیں خوب یاد ہوگئیں تب عشرہ مجالس پڑھنے کی ہمت کی چنانچہ پہلا عشرہ ۱۹۵۱ء میں وزیر گنج جناب تبو صاحب کے مکان پر پڑھا، یہ عشرہ یکم محرم سے دس

محرم تک شب میں منعقد ہوتا تھا مجالس میں آیۂ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" کو سرنامہ کلام قرار دیا، مجالس کو سامعین نے بہت پسند کیا اور داد و تحسین سے نوازا جس سے ہمت بڑھی پھر کیا تھا ذاکری کے سفر کا آغاز ہو گیا اور اس کے بعد سے آج تک پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

۱۹۵۲ء میں دوسرا عشرہ "ان فی خلق السمٰوٰت والارض" پر تیار کیا اور انہیں صاحب کے یہاں عشرہ مجالس کو خطاب کیا، اس دور میں نوجوان ذاکرین میں جو آپ کے ساتھ تھے مولانا مظفر حسین طاہر جرولی صاحب مرحوم اور مولانا غلام عسکری صاحب مرحوم یہ وہ حضرات تھے جو بیک وقت افق خطابت پر چمکے۔

۱۹۵۷ء تک لکھنؤ میں مجالس کو خطاب کرتے رہے، ۱۹۵۸ء میں پہلی بار لکھنؤ سے باہر کراچی میں عشرہ پڑھا، یہ عشرہ رضویہ کالونی میں ہوتا تھا، اس دور میں کراچی میں مجالس کو خطاب کرنے والے ذاکرین میں مولانا رشید ترابی صاحب، مولانا سید محمد صاحب دہلوی، مولانا ابن علی جارچوی اور مولانا محمد مصطفٰے صاحب جو ہر قابل ذکر ہیں، ان کہنہ مشق ذاکرین کے درمیان بھی آپ کی مجالس کامیاب رہیں۔

اُسی سال کراچی کے علاوہ خیر پور میں بھی مجالس کو خطاب کیا، اہل خیر پور نے بہت حوصلہ افزائی کی۔ ۱۹۶۰ء میں مغل مسجد بمبئی کا وعدہ ہوا اور اس وقت سے یعنی ۱۳۸۰ھ سے اب تک مجالس کو خطاب کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ امروہہ میں ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۱ء تک، احمد آباد میں ۱۳۔۱۴ سال، حیدر آباد میں ۱۴۔۱۵ سال، بھاؤنگر وغیرہ میں کافی عرصے تک مجالس کو خطاب کیا۔

بیرون ہند: کناڈا، امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، بیلجیم، اٹلی، اسپین، ناروے، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، آسٹریلیا، کینیا، تنزانیہ، کویت، قطر، دبئی، عمان وغیرہ میں خطابت کے جوہر دکھائے۔

آپ نے تقریباً آدھی دنیا میں مجالس کے ذریعہ پیغام حسینی کو عام کیا اور دنیا کو تحریک اسلام سے آشنا کرایا، آپ نے اجتہاد و تقلید، تحریف قرآن، تدوین حدیث جیسے مضامین موضوع سخن بنائے۔

ذاکری کی خصوصیت: آپ کی زبان انتہائی سادہ اور سلیس ہے، لکھنوی ٹکسالی زبان جب استعمال کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے لکھنوی تہذیب محو تکلم ہے۔

سخت سے سخت مسئلہ کو آسان مثالوں کے ذریعہ حل فرماتے ہیں، محاوروں اور کہاوتوں کے برمحل استعمال سے بیان عام فہم ہوجاتا ہے۔ بیان میں چاشنی اتنی پائی جاتی ہے کہ سامعین اختتام مجلس تک ہمہ تن گوش رہتے ہیں۔

آپ مجلس کو خطاب کرتے وقت اس حدیث کو پیش نظر رکھتے ہیں ''**کلموا الناس علیٰ قدر عقولهم**'' (لوگوں سے ان کی عقل وفہم کے مطابق کلام کرو) جیسا مجمع ہوتا ہے ویسا بیان، اگر اہل علم کا اجتماع ہے تو بیان عالمانہ اور اگر عوام کا مجمع ہے تو بیان عام فہم ہوتا ہے۔ آپ مصائب مختصر مگر معتبر پڑھتے ہیں، خود آپ کا بیان ہے کہ میں ضعیف اور غیر معتبر روایت سے گریز کرتا ہوں، بس اسی روایت کو پڑھتا ہوں جو معتبر مقاتل میں پائی جاتی ہے، مصائب میں نفسیات کا اس طرح سہارا لیتے ہیں کہ سامعین پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتے ہیں۔

محمد افضل شاہ

جناب سید محمد افضل شاہ صاحب تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھتے تھے۔غدیر کے موضوع پر آپ کی تالیف ''خم غدیر'' ہے۔جو انجمن حیدریہ، پیشاور سے شائع ہوئی، یہ غدیر کے سلسلے میں معلوماتی کتاب ہے۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص:۲۹۱

محمد امیر حیدر

جناب محمد امیر حیدر، راجہ محمود آباد نے غدیر کے موضوع پر ''اعلان غدیر'' کے عنوان سے کتاب لکھی جو کلکتہ سے شائع ہوئی، اس کتاب میں اہمیت غدیر اور راویان غدیر کا ذکر کیا گیا ہے۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص:۸۸

محمد باقر موسوی، بڈگامی

حجۃ الاسلام مولانا سید محمد باقر موسوی کا شمار کشمیر کے جید علماء میں ہوتا ہے، آپ کا خانوادہ کشمیر کے علمی وادبی خانوادوں میں ممتاز ہے جس کی خدمات صدیوں پر محیط ہیں۔آپ کے جداعلیٰ آیت اللہ سید مہدی موسوی طاب ثراہ (۱۳۰۹ھ) فقہ واصول میں اعلیٰ دسترس رکھتے تھے اور مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے۔حضرت آیت اللہ سید مہدی نے تبلیغ دین کے سلسلے میں بہت زیادہ زحمات کا سامنا کرتے ہوئے ہمت و جرأت کا مظاہرہ کیا اور مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے کشمیر کے شہر شہر قریہ قریہ تعلیمات اہلبیت علیہم السلام کی ترویج کی۔اور بڑی تعداد میں لوگوں کو علوم اہلبیتؑ سے آشنا کرایا۔مولانا کے والد ماجد علامہ سید احمد موسوی بھی بلند مرتبہ عالم و فاضل تھے،آپ کی والدہ ماجدہ علامہ سید زمان شاہ حسینی ہمدانی کی پوتی تھیں۔

مولانا سید محمد باقر صاحب نے علامہ امینی کی معروف کتاب ''الغدیر'' کی پہلی جلد کا سلیس زبان میں ترجمہ کیا جو ماہ رجب ۱۴۱۲ھ،۱۹۹۲ء میں شریعت آباد بڈگام کشمیر سے شائع ہوا۔تکمیل ترجمہ کی تاریخ ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ،۲۳/جولائی ۱۹۸۵ء ہے، یہ کتاب ۵۲۶صفحات پر مشتمل ہے،آپ کو ترجمہ کرنے میں دس سال کا عرصہ لگا آپ تحریر فرماتے ہیں:

> ''اس کام کی تکمیل میں ناچیز کو بہت سی مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن پھر بھی پوری حوصلہ مندی کے ساتھ ان تمام موانع کا مقابلہ کرتے ہوئے تقریباً دس سال میں یہ مرحلہ طے کرلیا اور ہر ہر قدم پر لطف خداوندی

شامل رہااور میں اس قابل ہوا کہ یہ خدمت اہل دانش کے سامنے رکھدوں''۔

آقائے سید محمد باقر کی ولادت ۱۳۵۷ھ کو ضلع بڑگام میں ہوئی،آپ کا سلسلہ نسب سید صفی الدین اردبیلی کے ذریعہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ابتدائی تعلیم مولانا سید یوسف موسوی صاحب سے حاصل کی پھر جامعہ باب العلم میں داخلہ لیکر مشغول تحصیل ہوئے۔مدرسہ سے فارغ ہوکر فقہ واصول کی اعلیٰ تعلیم کے لئے عازم عراق ہوئے اور حوزہ علمیہ نجف اشرف میں آیات عظام سے استفادہ کرنے لگے،آپ کی علمی استعداد کو دیکھ کر اساتذہ بھی آپ کا احترام کرتے تھے۔نجف اشرف میں قیام کے دوران بڑے انہاک سے کسب علم کیا اور فقہ واصول،حدیث وتفسیر میں اچھی استعداد حاصل کر کے وطن واپس آئے۔کشمیر مراجعت کے بعد درس وتدریس میں مشغول ہوئے۔آپ کی علمی استعداد اور انتظامی صلاحیتوں کو دیکھ کر آپ کو جامعہ باب العلم کا پرنسپل منتخب کیا گیا۔آپ کی نگرانی میں مدرسہ نے بہت زیادہ ترقی کی،عمارت کے علاوہ تعلیمی نظام میں بھی سدھار ہوا۔

آپ کی قومی خدمت ہے کہ آپ نے اپنے گھر پر ہی عدالت قائم کی ہے جس میں قوم کے تمام مسائل حل کئے جاتے ہیں اور شرعی نظام کے تحت فیصلے کئے جاتے ہیں۔حکومت بھی ان فیصلوں کا احترام کرتی ہے۔اس طرح مومنین حکومتی عدالت کی بھاگ دوڑ سے بچ جاتے ہیں اور شرعی فیصلے پر عمل کرتے ہیں۔اس عدالت سے دو فائدے ہیں:

اولاً حکومتی عدالتوں کا بار کم ہوتا ہے ثانیاً مومنین کو ان کی شریعت کے مطابق حق مل جاتا ہے۔آپ ہر دلعزیز شخصیت کے حامل ہیں۔بروز جمعہ ایک اہم علمی نشست کا اہتمام کرتے ہیں جس میں بکثرت لوگ بلاتفریق مذہب وملت شرکت کرتے ہیں اور آپ کے علمی بیانات سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔

آپ تعمیرات کی طرف بھی متوجہ ہیں،شہید سید جعفر کا عالی شان روضہ تعمیر کرایا جس کی

زیارت کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ کشمیر میں آیت اللہ العظمیٰ سیستانی مدظلہ کی جانب سے وکالت رکھتے ہیں۔ آپ ان تمام مصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف کے لئے بھی وقت نکال لیتے ہیں۔ مجلۂ ''الارشاد'' میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

دیگر علمی آثار:

اصول الاجتہاد (اردو ترجمہ)

رسالۂ لباسیہ (اردو ترجمہ)

مسئلۃ الغناء

امام مبین (اردو ترجمہ)

ترجمۃ الوحی والالھام وبرھان الامامۃ

اختر درخشاں، شیعیان کشمیر کی تاریخ

عمرو بن عاص

ابن سینا جاویداں (اردو ترجمہ)

آداب المتعلمین (فارسی)

محمد بشارت

حیدرآباد دکن کی علمی شخصیت جناب محمد بشارت علی صاحب کی تھی، لکھنے پڑھنے کا بہت شوق تھا آپ نے غدیر سے متعلق کتاب لکھی جس کا نام ''خطبۂ غدیر'' ہے۔ ۱۳۸۷ھ میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔ جس میں خطبۂ غدیر کو سلیس زبان میں پیش کیا ہے۔

محمد جابر، جوراسی

قومی وملی صحافت کا معتبر نام مولانا سید محمد جابر جوراسی ہے، جنھوں نے اپنی صاف و شفاف صحافت کے ذریعہ حق گوئی کا لوہا منوایا۔ وطن جوراس ضلع بارہ بنکی ہے مگر قیام لکھنؤ میں ہے۔ یکم جولائی ۱۹۵۵ء میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد مولانا سید محمد باقر صاحب نیک سیرت و پاکباز عالم دین تھے۔

ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی، بعدہ جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں مولوی تک تعلیم حاصل کی اور مدرسہ کے جید اساتذہ مولانا ایوب حسین صاحب، مولانا ہاشم صاحب، مولانا رسول احمد صاحب، مولانا محمد شاکر صاحب سے کسب فیض کیا۔ اسکے بعد ۱۹۷۰ء میں وثیقہ عربی کالج، فیض آباد میں داخلہ لیا جہاں ۱۹۷۶ء تک رہ کر مولانا وصی محمد صاحب، مولانا تقی الحیدری صاحب، مولانا محمد احمد صاحب، مولانا ابرار حسین صاحب، مولانا کلب حسین صاحب، مولانا ادیب الھندی صاحب سے فیضیاب ہوئے، اسکے بعد مدرسۃ الواعظین میں داخلہ لیا اور تبلیغی خدمات انجام دیں۔ مولانا سید محمد باقر نقوی کھجوی کی وفات کے بعد ۱۹۸۲ء میں آپ کو مجلّہ ''اصلاح'' کی ذمہ داری سونپی گئی جہاں سے آپ کی صحافت کا آغاز ہوا اور صحافت کی سنگلاخ وادی میں انتہائی خوش اسلوبی سے ارتقائی مراحل طے کئے۔ مجلّہ کا معیار صوری و معنوی اعتبار سے بہت بلند کیا اور آپ کی یہی کوشش رہی کہ رسالہ کا جو مقصد ہے وہ پورا ہوتا رہے اور قوم کی نقابت کرتا رہے آپ کے دور ادارت میں کئی یادگار خصوصی شمارے شائع ہوئے جو تاریخی و

دستاویزی حیثیت کے حامل ہیں۔ ابھی حال ہی میں ماہ شعبان ۱۴۳۳ھ کا خصوصی شمارہ "غیبت حضرت حجت (عج) وخدمات مرجعیت نمبر" شائع ہوا جو مشمولات کے اعتبار سے انفرادیت رکھتا ہے۔

اداریہ کے علاوہ آپ کے سیکڑوں مضامین ملک کے مؤقر جرائد میں شائع ہو چکے ہیں ذاکری کے سلسلے میں بیرون ملک ناروے، سوئڈن اور پاکستان کے سفر کر چکے ہیں، ۱۹۸۵ء سے ۲۰۰۸ء تک صفی پور میں امام جمعہ کے فرائض انجام دیئے اور تا ہنوز تقریر و تحریر دونوں کے ذریعہ جہاد جاری ہے۔ مجلّہ اصلاح کے سو سال پورے ہونے پر جمہوریہ اسلامی ایران قم میں آقای جواد شہرستانی کی جانب سے ایوارڈ سے نوازا گیا۔ غدیر کے چودہ سو سالہ جشن کے موقع پر ''اعلان غدیر کمیٹی'' کے کارکن جناب مسعود حسین عرف منن صاحب کی جانب سے آپ کو ''ناشر پیغام غدیر'' کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔

آپ نے غدیر کے چودہ سو سالہ جشن کے موقع پر ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء میں یادگار ''ولایت امیر المومنینؑ نمبر'' نکالا جس میں مشہور ارباب قلم کی تخلیقات شائع ہوئیں جو اس طرح ہیں:

منبر غدیر کا	مولانا محمد باقر جوراسی
علیؑ مولیٰ بایں معنی کہ پیغمبرؐ بود مولا	شاہ علی حسن جائسی
اولی الامر کا تقرر کیوں؟	امام خمینیؒ
ساغر سرجوش	اکبر مہدی سلیم جرولی
امامت امیر المومنینؑ	آیۃ اللہ العظمیٰ خوئیؒ
قرآن کے ساتھ ہے	طورنا نپاروی
بنص آیۂ اکملت ہو جائے گا دیں اکمل	میر مہدی حسن جوراسی
پیغام غدیر	آیۃ اللہ سید محمد شیرازی
منبر پہ کرن پھوٹی خورشید امامت کی	عزیز لکھنوی

خم بھی ہے ساقی بھی ہے بلّغ کا پیمانہ بھی ہے

جناب قیس زنگی پوری

خلافت پیغمبرؐ شب ہجرت بستر پر سونے والے کیلئے

مولانا محمد باقر نقوی کھجوی

شراب غدیر	جناب عارف رضوی
واقعہ غدیر سے انحراف کیوں؟	آقای شیخ اسماعیل رجبی
موعظۂ غدیر	مولانا سید علی حائری
تاریخی عید	مولانا سید محمد عباس
تقاضائے محبت امیر المومنینؑ	مولانا علی عباس طباطبائی
امامت حضرت علیؑ اور ایک جنگ	مولانا سید علی اختر نجیب آبادی
غدیر خم کا جو منبر نہیں تو کچھ بھی نہیں	جناب وفا ملک پوری
فضائل امیر المومنینؑ	مولانا رضی جعفر نقوی
غدیر خم کا اعلان عام	جناب اقتدار حسین تقوی
آیۂ تطہیر	مولانا سید محمد رضی زنگی پوری
قصیدۂ غدیریہ	مولانا غلام السیدین باقری
نشہ کیا جلد اترا ہے غدیر خم کے ساغر کا	مولوی مظہر حسن امروہوی
آیۂ بلّغ نص خلافت امیر المومنینؑ	مولانا سید علی گوپالپوری
واقعۂ مباہلہ	مولانا علی حیدر
احادیث فضائل امیر المومنینؑ	مولانا مجتبیٰ حسن کامونپوری
چالیس حدیثیں	مولانا علی حسنین گوپالپوری

محمد رضا ساجد، زید پوری

مولانا سید محمد رضا ساجد کا وطن زید پور ضلع بارہ بنکی ہے، ۵/اگست ۱۹۵۸ء میں متولد ہوئے، والد ماجد سید سبط الرضا قمر زید پوری تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سلطان المدارس لکھنؤ میں زیر تعلیم رہ کر جید اساتذہ مولانا محمد صالح صاحب، مولانا سید علی رضوی صاحب، مولانا غلام مرتضیٰ صاحب، مولانا الطاف حیدر صاحب، مولانا محمد جعفر صاحب وغیرہ سے کسب فیض کر کے ''صدر الافاضل'' کی سند حاصل کی۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم۔اے کیا، فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ ہی میں اداری امور کی انجام دہی میں مصروف ہو گئے۔ شعر و سخن کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ یونس زید پوری کے حقیقی نواسے ہیں۔ انتہائی خلیق و ملنسار ہیں، تاریخ گوئی میں خصوصی مہارت حاصل ہے، اکثر علماء کی وفات پر یادگار تاریخیں کہیں ہیں۔ غدیر سے متعلق نظموں کا مجموعہ ''ترانۂ غدیر'' ہے جو بزم سلطانی لکھنؤ سے ۱۴۱۰ھ میں شائع ہوا۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص:۱۸۳

محمد رفیع باذل

ملا مرزا محمد رفیع خاں، مرزا محمود مشہدی کے فرزند تھے۔ دہلی میں متولد ہوئے دربار عالمگیر سے حکومت بانس بریلی حاصل کی۔ کچھ عرصے تک گوالیار کے قلع دار بھی رہے، آپ کی وفات ۱۱۲۳ھ/ ۱۷۱۱ء میں ہوئی۔ قبر کے سلسلے میں گوالیار و دہلی میں اختلاف ہے۔

آپ کا اہم اور یادگار ادبی کارنامہ مثنوی ''حملہ حیدری'' ہے۔ جو شاہنامہ فردوسی کے بعد زبان و بیان کے اعتبار سے امتیازی شان کی حامل ہے اس میں تقریباً ۲۸ ہزار اشعار ہیں یہ مثنوی متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔ (۱)

اس میں آپ نے خطبہ غدیر کا بھی منظوم ترجمہ کیا ہے جو جدا طریقہ سے ۱۳۳۶ھ میں لکھنؤ سے شائع ہوا۔ ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ سید ظہور الحسین فروغ سیتاپوری نے تاریخ کہی:

مرزا رفیع باذل کا مل کی نظم میں
جو ترجمہ ہے خطبۂ یوم غدیر کا
مطبوع اس رئیس کے ارشاد سے ہوا
مصداق جس کا نام ہے لفظ امیر کا

(۱) سرو آزاد ص ۱۴۱، مآثر الامراء، ج ۳، ص ۷۶۷، فہرست کتب خطی کتابخانہ آستان قدس رضوی، ج ۷، مطلع انوار، ص ۵۴۱۔

محسن میرا حسینؑ وحسنؑ کا بھی ہے مطیع

آقا میرا غلام جناب امیرؑ کا

طبع فروغ نے لکھا جب سال طبع یوں

خطبہ چھپا جناب رسول قدیرؐ کا (۱)

(۱) امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۱۰۷، تالیفات شیعہ ص:۲۸۷

محمد زکی قزلباش

جناب محمد زکی صاحب قزلباش کا شمار ارباب علم و ادب میں ہوتا تھا۔ آپ مذہبی علوم بالخصوص تاریخ میں دلچسپی رکھتے تھے، آپ نے واقعہ غدیر سے متعلق "خم غدیر" نامی کتاب ۱۶؍ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ، ۵؍مارچ ۱۹۰۴ء میں بمبئی میں لکھی جو باہتمام جناب سعید احمد صاحب مطبع احمدی علیگڑھ سے ۱۹۰۷ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی، اس کتاب میں واقعہ غدیر کو انتہائی محققانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے جس میں حدیث غدیر سے متعلق ائمہ احادیث کی یادداشتیں، اصحاب کرام کو ہدایات اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقتاً فوقتاً اوصاف وقابلیت خلافت جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا بیان کرنا مندرج ہے۔

آغاز دیباچہ کتاب:

بعد تکمیل رسالۂ کروفر، جیسا کہ اسکے آخر میں ذکر کر آیا ہوں، میں نے فدک کے حالات لکھنے کیلئے یادداشتیں لکھنا شروع کی تھیں مگر بعض احباب کی یہ رائے ہوئی کہ اٹھارویں ذی الحجہ قریب ہے اسلئے پہلے حالات خم غدیر، متعلق جانشینی جناب امیر المومنین علیہ السلام لکھنے چاہئیں تا کہ یہ رسالہ اس سال کے جلسۂ یادگار یوم ولی عہدی جناب امیر المومنین علیہ السلام میں پڑھا جائے بتعمیل ارشاد احباب چند کتابیں وطن اور جناب مولوی عبید اللہ صاحب امرتسری

کی کتاب ارجح المطالب کوجسکی اطلاع مجھکو جناب والد ماجد مدظلہ العالی نے دی تھی لاہور سے منگوا کر انھیں کتب کی مدد سے پہلے میں نے واقعات غدیر ہی کولکھا''۔

آغاز کتاب میں قطعہ مندرج ہے:

ادا سے دیکھ کے مجھکو نہ ٹالنا ساقی
نگاہ لطف سے ارماں نکالنا ساقی
مری ولا میں ملی ہے شراب خم غدیر
دو آتشہ کا نشہ ہے سنبھالنا ساقی

آپ کی دوسری تصنیف ''کروفر در بار فتح خیبر'' ہے جو احمدی پریس علیگڑھ سے شائع ہوئی۔

محمد سلطان، مرزا، دھلوی

پیشے سے وکیل آغا مرزا محمد سلطان صاحب نے اپنی تحریر سے شیعیت کی وہ اعلیٰ خدمات انجام دیں جنھیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔آپ کی تصنیفات ماضی کی طرح عصر حاضر میں بھی قابل استفادہ ہیں اور مرور زمانہ کے ساتھ انکی اہمیت میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔واقعہ غدیر سے متعلق آپ کی تصنیف ''عید غدیر'' ہے جو امامیہ مشن لاہور سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی۔اس کتاب میں غدیر پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔(۱)

مرزا صاحب کی ولادت ۱۸۸۹ء کو دہلی میں ہوئی۔ والد ماجد مرزا محمد سجاد تھے۔ ابتدائی تعلیم دہلی، الہ آباد میں حاصل کی ۔LL.B اور M.A. علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے کیا۔ ۱۹۱۰ء میں سول سرویز کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔۱۹۴۰ء میں ڈسٹرک اینڈ سیشن جج کے عہدے پر فائز ہوئے۔۱۹۴۴ء میں گوجرانوالہ سے ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۴۸ء میں کراچی چلے گئے، ملازمت کے دوران جہاں بھی رہے اعلان حق کرتے رہے اور اھلبیتؑ کی حقانیت کا پرچم بلند کرتے رہے، ۲۴ر شعبان ۱۳۸۵ھ، ۱۷ر دسمبر ۱۹۶۵ء میں وفات ہوئی اور قبرستان خراسان باغ، کراچی میں محو آرام ہوئے۔

---

(۱) تالیفات شیعہ ص:۴۵۶،فہرست آثار چاپی شیعہ ص:۲۳

دیگر علمی آثار:

البلاغ المبین (۲ جلدیں)

التفریق والتحریف فی الاسلام

نور المشرقین من حیاۃ الصادقین

فلسفۂ اسلام

سیرت فاطمہ زہراؑ

خلافت(۱) (انگریزی)

(۱) تذکرۂ علماء امامیہ پاکستان ص: ۳۳۷

محمد طاہر القادری

مولانا ڈاکٹر محمد طاہر القادری عالم اسلام کے مشہور عالم اور مقرر ہیں، قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں، بڑی تعداد میں آپ کے علمی آثار ہند و پاک میں پھیلے ہوئے ہیں، آپ کی مشہور تصنیف ''**السیف الجلی علی منکر ولایۃ علی**'' اعلان غدیر سے متعلق علمی کاوش ہے، اسکے متعدد ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں۔ ہندوستان میں عباس بک ایجنسی لکھنؤ نے دسمبر ۲۰۰۸ء میں شائع کیا، اس کتاب میں ۵۱/احادیث کتب اہلسنت سے نقل کی گئی ہیں، اسکے علاوہ واقعہ غدیر پر بیان کرنے والے صحابہ وتابعین، حدیث غدیر کی تخریج کرنے والے ائمہ حدیث دوسری صدی ہجری سے گیارہویں صدی ہجری تک۔ اور آخر کتاب میں منابع ومصادر کی فہرست ہے۔

آغاز کتاب

''آج ۱۸/ذی الحجہ ہے۔ جس دن حضور اکرمؐ نے حجۃ الوداع سے مدینہ طیبہ واپسی کے دوران غدیر خم کے مقام پر قیام فرمایا اور صحابہ کرام کے ہجوم میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الشریف کا ہاتھ اٹھا کر اعلان فرمایا **من کنت مولاہ فعلی مولاہ** یہ اعلان ولایت علی تھا۔ جس کا اطلاق قیامت تک جملہ اہل ایمان پر ہوتا ہے اور جس سے یہ امر قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جو ولایت علیؑ کا منکر ہے وہ ولایت محمدیؐ کا منکر ہے۔

اس عاجز نے محسوس کیا کہ اس مسئلہ پر بعض لوگ بوجہ جہالت متردد رہتے ہیں اور بعض لوگ بوجہ عناد وتعصب ۔ سو یہ تردد اور انکار امت میں تفرقہ و انتشار میں اضافہ کا باعث بن رہا ہے ۔ دریں حالات میں نے ضروری سمجھا کہ مسئلہ ولایت و امامت پر دو رسالے تالیف کروں ایک بعنوان '' **السیف الجلی علی منکر ولایۃ علی** '' اور دوسرا بعنوان '' **القول المعتبر فی الامام المنتظر** '' پہلے رسالے کے ذریعہ فاتح ولایت حضرت علی علیہ السلام کے مقام کو واضح کر دوں اور دوسرے کے ذریعہ خاتم ولایت حضرت امام مھدیؑ کا بیان کروں تا کہ جملہ شبہات کا ازالہ ہو'' ۔

یہ حقیقت ہے کہ آپ نے واقعہ غدیر سے متعلق علمی مواد جمع کیا مگر آپ لکھتے ہیں خلافت وولایت کی دو قسمیں ہیں (۱) ظاہری (۲) باطنی ۔ خلفائے ثلاثہ خلافت ظاہری کے وارث تھے اور حضرت علیؑ خلافت باطنی کے وارث تھے ۔ آپ کی یہ تقسیم اعلان غدیر کے صریحاً خلاف ہے کیونکہ حضور اکرمؐ نے غدیر کے میدان میں ظاہری و باطنی خلافت وولایت کا اعلان فرمایا تھا نہ کہ باطنی خلافت کا ۔ اقرار ولایت لینا اور اولیٰ بالتصرف بتانا خود اس بات کی دلیل ہے کہ بعد رسول اکرمؐ مولا علیؑ ہی کو ظاہری و باطنی ولایت حاصل ہے ۔

مولانا طاہر القادری صاحب نے اس کتاب میں بین بین راستہ اختیار کرنے کی کوشش کی ہے جو منشائے اعلان غدیر کے خلاف ہے ۔

محمد عالم، حافظ

مولانا حافظ محمد عالم عریضی ارباب علم وفن میں تھے۔ ۱۳۲۱ھ میں وفات ہوئی والد ماجد جناب نور الھدیٰ عریضی تھے۔ آپ نے حدیث غدیر کے بارے میں تحقیقی کتاب ''**حدیث غدیر فی فضیلة حضرت امیرؑ**'' تحریر کی جو ۱۳۲۰ھ، ۱۹۰۲ء میں یونیورسل پریس لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ان علماء ومصنفین کی نشاندہی کی گئی ہے جنھوں نے حدیث غدیر نقل کی ہے۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص ۲۵۵، فہرست آثار چاپی شیعہ در شبہ قارہ ص ۱۱۰

محمد علی، بارہوی

مولانا محمد علی صاحب کا تعلق سادات بارہہ، ضلع مظفر نگر سے تھا۔ آپ سادات بارہہ کے علم وادب کے ورثہ دار تھے۔ واقعہ غدیر کے بارے میں آپ کی اہم کاوش ''**حجة الله القدير على المنكرات لحديث الغدير الناكث عن مولانا الامير**ؑ'' ہے جس میں حدیث غدیر کے جملہ مآخذ اعم از شیعہ وسنی بالتفصیل بیان کئے ہیں۔

یہ کتاب لاہور سے ربیع الاول ۱۳۳۰ھ میں پہلی بار مطبع اثنا عشری سے شائع ہوئی اور باردوسری مطبع اثنا عشری دہلی سے ۱۹۰۷ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص۲۵۳، فہرست کتابھای چاپی شیعہ ج:۱،ص۱۱۹

محمد قاسم، سونی پتی

مولانا سید محمد قاسم کا تعلق سونی پت سے تھا۔ صاحب نظر عالم تھے، آپ کی تالیف ''حجة الوداع'' ہے جو دہلی امپیریل پرنٹنگ پریس سے ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔

آپ نے خطبۂ غدیر سے خلافت امیر المومنین علیہ السلام ثابت کی ہے اور خطبۂ حجة الوداع کی تشریح کی ہے۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص: ۲۵۴

محمد لطیف انصاری، سہارنپوری

مولانا خواجہ محمد لطیف انصاری کا تعلق سرزمین سہارنپور سے تھا۔ آپ کے والد جناب محمد عقیل صاحب ابتدا میں سنی المذہب تھے، مگر وفات سے ایک ہفتہ قبل مذہب شیعہ قبول کرلیا تھا۔ آپ کی تاریخ اسلام پر گہری نظر تھی۔ واقعہ غدیر سے متعلق آپ کی یادگار کتاب ''عید غدیر'' ہے جس میں واقعات غدیر کے علاوہ کتب اہلسنت سے ثابت کیا ہے کہ آیۂ بلّغ غدیر خم میں نازل ہوئی تھی اور حدیث غدیر سے ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام ثابت کی ہے۔

یہ کتاب انجمن صادقیہ اثنا عشریہ، سیالکوٹ سے ۱۳۷۴ھ، ۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی۔(۱)

خواجہ صاحب کی ولادت ۱۲رمحرم ۱۳۰۵ھ کو سہارنپور میں ہوئی، ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا شریف حسین خاں، مولانا مرتضیٰ حسین نقوی، مولانا مقرب علی زائر، مولانا محمد باقر نقوی، مولانا محبوب علی شاہ، مولانا مرزا احمد علی امرتسری جیسے اساتذہ سے کسب علم کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد دارالسلام محمدیہ سرگودھا میں مدرس ہوگئے، ذاکری بھی کرتے تھے مگر تصنیف و تالیف کی طرف توجہ زیادہ رہی اسی بنا پر بڑے پیمانے پر آپ کے تحریری خدمات موجود ہیں۔ آخر عمر میں فالج کا اثر ہوگیا تھا مگر حافظہ محفوظ تھا۔ ۱۶ررمضان ۱۳۹۹ھ کو وفات ہوئی۔

---

(۱) تالیفات شیعہ ص: ۴۵۴

دیگر علمی آثار:

اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ (۷جلدیں)
الارشاد والعزا ترجمہ المواعظ والبکاء، شیخ جعفر شوشتری
شہزادۂ یثرب عالم ہجرت میں
بلاغت زینبیہ
تاریخ حسن المثنی
شہیدان فرات
دین اور دنیا
کربلا کی کہانی قرآن کی زبانی
معارج العرفان
خصائص سرکار محمد وآل محمدؐ
کشف الغطاء عن حقیقۃ الشیخیہ
کشف الغطاء عن مذہب الباب والبہاء
کشف الحیل مذاہب باطلہ، شیخیہ ومذہب بابی
بہائی مذہب کا سیاسی پس منظر
مخزن جواہر(۱) (فارسی)

(۱) تذکرۂ علمائے امامیہ، پاکستان ص:۳۸۹

محمد محسن، اجتہادی

مولانا محمد محسن صاحب کا تعلق لکھنؤ کے معروف خاندان ''خاندان اجتھاد'' سے ہے، بالغ نظر ہیں، غدیر کے سلسلے میں آپکی اہم تصنیف ''تحقیق حدیث غدیر'' ہے جس میں حدیث غدیر کے سلسلے میں تحقیقی انکشافات کئے ہیں، اس کتاب کے اہم عنوانات اس طرح ہیں:

(۱) حدیث غدیر پر محدثانہ بحث: اس عنوان کے تحت آپ نے ان تمام محدثین کا ذکر کیا ہے جنھوں نے حدیث کو نقل کیا ہے اعم از شیعہ وسنی۔

(۲) حدیث غدیر کے شیعہ مآخذ: اس عنوان کے ذیل میں ان تمام مآخذ ومنابع کا ذکر کیا ہے جنھیں علمائے شیعہ نے نقل کیا ہے۔

(۳) حدیث غدیر کا استدلالی پہلو: اس عنوان کے تحت حدیث غدیر سے امامت و ولایت امیر المومنین علیہ السلام پر استدلال فرمایا ہے

(۴) لغت عرب میں مولا کے معنی: لغات عرب میں ''لفظ مولیٰ'' کے معنی پر بحث کی ہے اور ان تمام معانی کا ذکر کیا ہے جو لغت میں استعمال ہوئے ہیں۔

یہ کتاب نور العلم پبلیکیشنز کراچی سے شائع ہوئی جو ۱۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔(۱)

---

(۱) امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۱۰۵

محمد منیر خاں

مولانا محمد منیر خاں صاحب کا تعلق بڑھیا، ضلع لکھیم پور سے ہے۔ راقم کے ہمدرس اور حبیب لبیب ہیں۔۱۹۷۴ء میں متولد ہوئے، والد ماجد جناب محمد شہزاد صاحب تھے۔ ابتدائی تعلیم حامد المدارس، پہانی، ضلع ہردوئی میں حاصل کی اسکے بعد جامعہ ناظمیہ لکھنؤ میں داخلہ لیا۔ ہم اور آپ ایک ہی درجہ میں تھے۔۱۹۹۰ء میں حوزۂ علمیہ قم، ایران چلے گئے وہاں پر بھی مدرسہ حجتیہ میں ساتھ رہا آپ انتہائی ذکی وذہین ہیں۔

آپ نے غدیر شناسی کے سلسلے میں ادارہ ''غدیر مشن'' قائم کیا جس کے زیر اہتمام قم اور لکھنؤ میں اعلیٰ سیمینار منعقد کئے۔ لکھنؤ کے سیمینار میں راقم نے بھی مقالہ پڑھا تھا۔ غدیر کے سلسلے میں اور بھی بہت کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ تصنیف وتالیف کا بھی شوق ہے۔ غدیر سے متعلق آپ کے دو علمی آثار ہیں، ایک ''خطبۂ غدیر کا ترجمہ اور اعمال روز غدیر'' یہ ترجمہ غدیر مشن، لکھنؤ سے ۱۴۳۲ھ، ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا۔ آپ نے انتہائی سادہ وسلیس زبان میں ترجمہ کیا ہے اور اعمال غدیر کو مولانا کلب عابد خاں صاحب سلطان پوری نے مرتب کیا ہے۔

دوسری کتاب ''غدیر کی کہانی صحابہ کی زبانی'' اگر چہ یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی مگر راقم نے اس کا کتابت شدہ مسودہ دیکھا ہے، اس کتاب میں ان تمام صحابہ کرام کا ذکر ہے جنھوں نے واقعہ غدیر بیان کیا ہے۔ آپ نے جناب آقای محمد صادق نجمی کی تالیف کا ترجمہ ''صحیحین کا ایک مطالعہ'' کے عنوان سے کیا اور اس پر تحقیقی حاشیہ لکھا، آپ کی اس کاوش کو علمی

حلقوں میں بہت سراہا گیا اور جامعۃ المصطفیٰ قم کی جانب سے انعام سے بھی نوازا گیا۔

یہ ترجمہ انتشارات مرکز جہانی اسلامی، قم سے ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶ء میں شائع ہوا۔

آپ نے غدیر مشن کی جانب سے مجلۂ ''پیغام غدیر'' شائع کیا جس میں مشہور اہل قلم کے گرانقدر مقالات اس طرح ہیں:

یوم تکمیل عہد یا اعلان غدیر — مولانا جمیل احمد صاحب

خطبۂ غدیر اہلسنت کی کتابوں میں — مولانا عترت حسین رضوی اعظمی

اہم ترین شبہات غدیر اور انکے مدلل جوابات — مولانا حسن رضا حیدر

عقیدۂ مہدویت خطبۂ غدیر کے تناظر میں — مولانا محمد منیر خاں

آیۂ بلّغ اور آیۂ اکمال کا دلالتی تجزیہ و تحلیل — مولانا زائر امام

مرسل اعظمؐ کے جانشین کو معین کرنے کی ضرورت — مولانا محمد جعفر ترابی

قرآن کی اہمیت خطبۂ غدیر کی روشنی میں — مولانا اقبال حیدر حیدری

غدیر میں حاضرین کی تعداد — مولانا وزیر عباس حیدری

ذوالعشیرہ و غدیر کا باہمی ارتباط — مولانا توقیر عباس کاظمی

میدان غدیر میں حجاج کرام کی تعداد اور علمائے فریقین کے اقوال
مولانا محسن علی

بعد وفات رسولؐ صحابہ کا ارتداد غدیر کے پس منظر میں۔ مولانا مبین حیدر رضوی

تولا و تبرا کی حقیقت خطبۂ غدیر کی روشنی میں — مولانا محمد جابر جوراسی

منکرین غدیر کا انجام — مولانا ریحان حسن گوپالپوری

عید غدیر تاریخ کی نظر میں — مولانا صادق حسین رضوی

Ghadir and Our Responsibilities۔ مولانا کوثر عباس رضوی

امام علیؑ کا علم وان کی فضیلت (ہندی) مولانا محمد جعفر ترابی

اس مجلّہ کے مدیر مولانا اقبال حیدر حیدری اور ایڈیٹر مولانا محمد منیر خاں صاحب ہیں۔
خداوند عالم ان دونوں حضرات کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

محمد، میرزا،محمودآبادی

محمودآباد سے ''خطبۂ غدیر'' بہ اہتمام عاصی محمد میرزا محمودآبادی ۱۳۱۳ھ میں شائع ہوا۔ خطبہ کا ترجمہ فارسی زبان میں بطور مثنوی کیا گیا ہے۔خاتمہ میں گیارہ رباعیاں لکھی گئی ہیں۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ میرزا محمد صاحب نے ہی اس خطبہ کا منظوم ترجمہ کیا ہو۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص:۲۸۷

مختار حسین، کشمیری

وادی کشمیر کی علمی و فعّال شخصیت مولانا مختار حسین جعفری صاحب کی ہے۔ آپ نے گورسائی پونچھ، کشمیر میں مدرسہ امام محمد باقر علیہ السلام قائم کیا ہے اور آپ ہی اس کے پرنسپل ہیں۔

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حوزۂ علمیہ قم میں تعلیم حاصل کی۔ قم میں قیام کے دوران ہی اہم کتب کے اردو زبان میں ترجمے کئے، آپ نے غدیر سے متعلق آقای علی اصغر مروّج خراسانی کی تالیف ''فی رحاب الغدیر'' کا ترجمہ کیا۔ یہ کتاب علامہ امینیؒ کی تالیف ''الغدیر'' کی جلد اول و دوم کا خلاصہ ہے۔ یہ کتاب مقدمہ اور چودہ فصلوں پر مشتمل ہے۔

اہمیت غدیر در تاریخ

واقعہ غدیر

عنایت خداوند عز و جل در غدیر

عنایت پیامبر اکرمؐ در غدیر

عنایت اہلبیتؑ در غدیر

توجہ بہ غدیر

توجہ اصحاب پیامبرؐ در غدیر

توجہ بہ تابعین در غدیر

توجہ علماء مسلمین بہ غدیر

توجہ بہ غدیر در کتب مسلمین

توجہ مؤلفین بہ غدیر

توجہ بہ سند حدیث غدیر

توجہ بہ مدلول ومفاد حدیث غدیر

توجہ شعراء بہ غدیر

یہ کتاب سازمان فرہنگ و ارتباطات اسلامی سے ۱۴۱۸ھ میں شائع ہوئی جو ۴۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص:۴۵۸

مرتضیٰ حسین، فتح پوری

حکیم مولانا مرتضی حسین کا تعلق ایرایاں سادات ضلع فتحپور سے تھا والد ماجد حکیم سید بدر علی صاحب طبابت میں مہارت رکھتے تھے۔ حکیم مرتضیٰ حسین صاحب جامع معقول ومنقول تھے۔ تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپ نے واقعہ غدیر کے سلسلے میں تحقیقی کتاب مولوی شبلی نعمانی کی رد میں لکھی جس کا نام ''التکمیل'' ہے۔ یہ کتاب نظامی پریس لکھنؤ سے ۱۳۵۱ھ،۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی جو ۳۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

مولوی شبلی نعمانی مؤلف سیرت النبی نے آیہ کریمہ **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** ۔کا نزول یوم عرفہ جمعہ ۹/ذی الحجہ ۱۰ھ قرار دیا ہے اور روایات صحیحہ سے قطع نظر کر کے یوم نزول سے تا وفات النبی ۸۱ یوم زندہ رہنا آنحضرتؐ کا دکھایا ہے اور اسی ضمن میں ایک نقشہ سہ ماہی ذی الحجہ، محرم، صفر تا ۱۲/ربیع الاول ۱۱ھ بصورت مفروضہ آٹھ قسموں کا تیار کر کے اپنے نقطۂ نظر سے پیش کیا ہے جس میں مؤلف نے ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی ہے کہ اپنا مدعا ثابت کرے۔

حکیم صاحب نے انتہائی عرق ریزی سے اسے باطل کرتے ہوئے محکم ادلہ سے ثابت کیا ہے کہ مذکورہ آیت بمقام غدیر خم ۱۸/ذی الحجہ یوم پنجشنبہ نازل ہوئی اور شبلی نعمانی کی مفروضہ تقویمی نقشہ کو رد کرتے ہوئے صحیح تقویم پیش کی ہے۔

اس کتاب کی اہمیت یہ ہے کہ اس دور کے اکابر علماء نے اسکی توصیف کرتے ہوئے گرانقدر آراء کا اظہار کیا۔

سرکار نجم العلماء مولانا نجم الحسن تحریر فرماتے ہیں:

''واقعہ غدیر خم جو اسلامی واقعات میں ایک خاص اہمیت کا مالک ہے انکی ستم ظریفیوں کے ہاتھوں مجروح ہوئے بغیر نہ رہ سکا چنانچہ نزول آیہ اکمال دین کا شرف غدیر خم سے چھین کر عرفات کو دے دیا گیا اور بجائے روز پنجشنبہ واقعہ غدیر جمعہ کے دن لکھ دیا گیا۔ اس قسم کی بعض فریب کاریوں کی قلعی کھولنے کے لئے جناب مستطاب سلالۃ الاطیاب حکیم سید مرتضٰی حسین صاحب ساکن ایرایاں سادات نے کمال عرق ریزی و جانفشانی سے یہ لطیف و مفتح کتاب تالیف فرمائی ہے میں نے اسکے بعض مقامات پڑھوا کر سنے مجھے قوی امید ہے کہ جن مسائل پر اسمیں بحث کی گئی ہے انکی تنقیح و تحقیق اور دور از کار دلائل کے ردو ابطال میں یہ کتاب کافی ووافی ہوگی''۔

عمدۃ العلماء مولانا کلب حسین:

''یہ جدید کتاب جو تکمیل کے نام سے موسوم اور یقیناً تکمیل ابطال ہے ان زبردست ادلہ کے واسطے جن کو جناب شبلی نے انتہائی استحکام کے ساتھ منظر عام پر پیش کیا تھا۔ میں نے اس کتاب کو بعض مقامات سے دیکھا اور میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ جناب مرتضٰی حسین صاحب نے اس کتاب کی تالیف اور تصنیف میں اپنے بیش قیمت اوقات کو صرف کر کے صاحبان ایمان وانصاف کے واسطے ایسا گراں بہا ذخیرہ فراہم کر دیا ہے جو مدت کی زحمت کے بعد بھی بدقت فراہم ہوگا اور علامہ شبلی نعمانی نے جو گرد مضلّت افق حق پر پھیلا دی تھی

اسکو تحقیق کی ٹھنڈی چھینٹوں سے یوں بٹھا دیا ہے کہ مدت تک اٹھنے کے قابل نہ رہے''۔

ان کے علاوہ سید العلماء مولانا سید علی نقی نے بھی اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔

جناب مولانا میر حسین اشہر نے قطعہ تاریخ کہا:

در پر شکیست پر شک حاذق　　گو ندارد بمداوات مثیل
جان بلب آید اگر بیمارے　　گردوش دست شفا بخش کفیل
کرد تالیف حکیم اکمل　　در ہماں باب کتابِ تکمیل
جانشینئ علی ہم ضمناً　　کرد ثابت باسانید جزیل
ہیجدۂ یوم خمیس از ذی الحجہ　　داد خم را چو محمد تفضیل
دین حق گشتہ ز اکملت عزیز　　دو دلی بغض حسد گشت ذلیل
ارتحال نبوی را ہنگام　　در رسیدہ ز قضا گشت علیل
روز دو شنبہ رسول مقبول　　حیف بگذشت ازیں دار محیل
گرز ہیجدہ مہ ذی الحجہ کہ بود　　پنجشنبہ بشماری چو عقیل
درچہ مہ ماہ ربیع الاولیٰ　　در سن یازدھم بے تسویل
در ہمیں روزک ہشتاد و یکم　　روز دو شنبہ نبی شد بخلیل
سال طبعش دگر اشہر اینست　　جلوہ آرائے صداقت تکمیل

۱۳۵۱ھ

از سر اُنس شد این سال مسیح　　نام مرغوب طبائع تکمیل

۱۹۳۲ء

مقبول احمد، دہلوی

مشہور عالم ومترجم قرآن مولانا مقبول احمد صاحب کا تعلق سرزمین دہلی سے تھا۔آپکے ترجمہ قرآن کو شہرت عامہ حاصل ہے آپ بلند مرتبہ خطیب اور بے مثال مناظر تھے۔آپ نے ''خطبۂ غدیر'' کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جو لکھنؤ سے عربی متن کے ساتھ ۱۴۳۲ھ، ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا، ترجمہ انتہائی سلیس اور رواں ہے۔

اسی ترجمہ کو جناب خورشید رضا صاحب فتح پوری نے ہندی زبان میں منتقل کیا جو الغدیر بک ایجنسی لکھنؤ سے ۱۴۳۲ھ، ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا۔جس میں خطبہ غدیر کے ساتھ اعمال عید غدیر بھی شامل ہیں۔

آپ کی ولادت ۱۲۸۷ھ، ۱۸۷۰ء دہلی میں ہوئی۔والد ماجد غضنفر علی اور دادا مراد علی دہلی کے باثر افراد میں تھے۔ایام رضاعت میں آغوش مادر اور سات برس کی عمر میں سایۂ پدری سے محروم ہوگئے۔بڑے بھائی پیر جی حفیظ اللہ نے پرورش کی، ابتدائی تعلیم اینگلو عربک ہائی اسکول میں حاصل کی۔مرزا احمد بیگ نے سرپرستی فرمائی اور اپنی اولاد کی طرح پرورش کی۔۱۸۸۵ء میں مڈل پاس کیا۔۱۸۸۶ء میں اپنی تحقیق وجستجو سے شیعہ مذہب اختیار کیا اور اس کا اعلان جامع مسجد دہلی میں کرتے ہوئے مناظرہ کا چیلنج بھی کیا۔۱۸۸۷ء میں انٹرنس کا امتحان اور ۱۸۸۹ء میں مشن کالج سے ایف.اے.کا امتحان دیا۔مولانا سید آفتاب حسین صاحب سے علوم دینیہ حاصل کیا اور طب میں بھی مہارت حاصل کی۔ذاکری کا بھی شوق تھا۔شعلہ بیان مقرر تھے۔

مزاحیہ خطابت، مناظرانہ اسلوب تھا۔۱۸۹۴ء میں راجہ باقر علی خاں والیٔ ریاست پنڈراول نے آپ کی علمی صلاحیت اور منتظمہ لیاقت دیکھتے ہوئے اپنا مصاحب بنالیا۔ راجہ صاحب کے انتقال کے بعد نواب حامد علی خاں نواب رامپور نے مدعو کیا اور آپ کو ریاست میں آڈٹ آفیسر رکھ لیا۔ بارہ سال تک اس منصب پر فائز رہے اور نواب صاحب کی فرمائش پر ترجمہ وتفسیر قرآن بھی لکھتے رہے جس میں مولانا اعجاز حسن بدایونی آپ کے معاون تھے۔تبلیغ دین کے سلسلے میں متعدد سفر کئے۔۱۹۲۰ء میں تقریباً سوآغا خانی حضرات کو شیعہ کیا۔ اہل بمبئی دل سے آپ کے قدرداں تھے۔اسی زمانے میں آپ حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔

۱۳۴۰ھ،۲۴؍ستمبر ۱۹۲۱ء دہلی میں رحلت کی اور درگاہ پنجہ شریف میں آسودۂ لحد ہوئے۔(۱)

دیگر علمی آثار:

ترجمہ قرآن مطبوعہ مقبول پریس دہلی۔۱۳۴۰ھ،۱۹۲۱ء

ترجمہ اسنی المطالب فی ایمان ابی طالبؑ

مقبول پرائمری دینیات ۵ حصے

زائچہ تقدیر

فالنامہ دانیال

تہذیب الاسلام ترجمہ حلیۃ المتقین علامہ مجلسی

وظائف مقبول

(۱) مطلع انوار ص:۶۴۲، تذکرۂ مفسرین امامیہ ص:۲۷۸

ملک محمد حیدر

جناب ملک محمد حیدر کا شمار ارباب علم و دانش میں ہوتا تھا۔ تاریخ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپ نے ''خطبۂ غدیر'' کا اردو زبان میں سادہ و سلیس ترجمہ کیا۔

یہ ترجمہ کوہستان پریس، لاہور سے ۱۳۸۹ھ میں شائع ہوا۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص: ۲۸۷

مصطفیٰ جوہر

مولانا محمد مصطفیٰ جوہر معروف خطیب ومصنف گذرے ہیں، آپ نے علامہ امینی کی تالیف ''الغدیر'' کی جلد اول کا ترجمہ کیا تھا۔ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس ترجمہ کا مسودہ پریس میں چھپنے گیا تھا جو وہاں سے غائب ہو گیا۔

آپ کی ولادت ۱۴/ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ حسین گنج، ضلع سارن، صوبہ بہار کے علمی وادبی خانوادے میں ہوئی۔ آپ کے والد مولانا محمد مسلم نامور تاریخ داں تھے۔

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سلطان المدارس، لکھنؤ میں داخلہ لیا جہاں مولانا عالم حسین، مولانا سید محمد رضا فلسفی، مولانا محمد ہادی اور مولانا محمد باقر صاحبان سے کسب فیض کر کے صدر الافاضل کی سند حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ عباسیہ، پٹنہ میں پندرہ سال تک تدریس کی۔ ۱۹۴۹ء میں کراچی چلے گئے۔ آپ کو خطابت میں مہارت حاصل تھی، برصغیر کے مختلف شہروں میں یادگار مجالس خطاب کیں۔ ۱۹۵۷ء میں نجف اشرف تشریف لے گئے جہاں آٹھ سال تک تعلیم حاصل کر کے کراچی واپس آئے اور علمی وادبی خدمات میں مصروف ہوئے۔ آپ نے ۱۹۷۰ء میں وفات پائی۔(۱)

(۱) تذکرۂ علمائے امامیہ پاکستان۔ص:۳۶۷

نامعلوم؟

انجمن شیعہ اثنا عشری سیالکوٹ کی جانب سے کتاب ''التنویر علی حجة غدیر'' شائع ہوئی جو مولوی محمد ابراہیم اہل حدیث (م۱۹۵٦ء) کے ان اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی، جسے انھوں نے غدیر کے سلسلے میں کئے تھے۔(۱)

(۱) امامیہ مصنفین ج:۱،ص:۱۱۰،فہرست آثار چاپی شیعہ ج:۱،ص:۱۱۴

نامعلوم؟

ایک کتاب غدیر کے موضوع پر ''غدیر کی برکتیں'' ہے۔ جو ہندوستان سے شائع ہوئی تھی لیکن اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص:۴۵۸

نسیم رضا، آصف

مولانا نسیم رضا صاحب آصف کا شمار نوجوان وفعّال ارباب قلم میں ہوتا ہے۔ حوزۂ علمیہ قم، ایران میں مشغول درس و بحث ہیں۔ آپ نے حجۃ الاسلام آقای محمد رضا جبّاری کی فارسی تالیف کو اردو پیکر میں ڈھالا جس کا نام ''غدیر اہلسنت کی نظر میں'' ہے جسے ادارۂ عالیہ تبلیغ و اشاعت رستم نگر، لکھنؤ نے ۱۴۲۹ھ میں شائع کیا۔

واقعہ غدیر کے سلسلے میں معلوماتی کتاب ہے۔ جس کے بیشتر مطالب اہلسنت کی معتبر کتابوں سے لئے گئے ہیں، حوالہ درج کرتے وقت مکمل وضاحت کی گئی ہے جیسے ناشر، مترجم،، مؤلف، مطبع، تاریخ اشاعت وغیرہ۔

بہت کم مواقع ہیں جہاں اہل سنت کی کتابوں سے کوئی مطلب بیان کرنے سے غفلت کی ہے اور اسکے لئے شیعہ کتابوں کی طرف رجوع کیا ہے، اس کتاب میں حدیث بیان کرنے کے ضمن میں اگر اسکی سند کے ساتھ ایک حوالہ بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ حدیث دیگر معتبر اور مستند کتابوں میں نہیں ملے گی۔ حدیث کے متن کو بغیر کسی کم و کاست کے نقل کیا ہے اور جہاں ضروری سمجھا اسکی وضاحت بھی کی ہے۔ یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے، جس کی وضاحت اس طرح ہے:

۲۔معنوی حکومت

حضرت علی علیہ السلام کی خلافت پر صریح اور واضح دلیلیں

۱۔حدیث یوم الدار

۲۔حدیث منزلت

۳۔حدیث وراثت ووصایت وصی

۴۔علی علیہ السلام مومنین کے سرپرست ہیں

۵۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں علی علیہ السلام کی سرپرستی کے نتائج

۶۔خلافت علی علیہ السلام انتصابی ہے

تیسری فصل: معیار

معیار

۱۔محبت

۲۔علیؑ کی محبت سعادت اور کامیابی کا سبب ہے

۳۔علیؑ کی محبت نیک اور صالح عمل ہے

۴۔علیؑ کی محبت کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں کیا جائے گا

۵۔علیؑ کا بغض رسول خداؐ کی محبت کے ساتھ جمع نہیں ہوگا

۶۔علیؑ سے بغض رکھنا ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوگا

۷۔علیؑ سے بغض رکھنا کفر ہے

۸۔علیؑ کی محبت ایمان اور ان کا بغض نفاق کی نشانی ہے

۹۔علیؑ کو اذیت دینا رسول اکرمؐ کو اذیت دینا ہے

۱۰۔علیؑ کو گالی دینا رسولؐ کو گالی دینا ہے

چوتھی فصل:

پانچویں فصل: خلافت ووصایت

چھٹی فصل: غدیر آداب اور سنن

روزہ

نماز

زیارت

احسان ونیکی

جشن اور سرور

دعا

غدیر کی دعاؤں کا مواد

اسلامی اخوت اور بھائی چارگی

اسلامی اخوت کے آثار

غدیر کے دن عقد اخوت پڑھنا

عقد اخوت کے آثار

عورتوں کے درمیان عقد اخوت وغیرہ

کتاب کے مشمولات سے اندازہ ہوتا ہے کہ غدیر کے موضوع پر جامع کاوش ہے۔

نظیر عباس باقری

عصر حاضر میں فکر وفن کی شاعری کرنے والی ذات میر نظیر باقری کی ہے۔ جنھوں نے اپنے طرز سخن سے شاعری کو نئی جہت اور نیا اسلوب عطا کیا۔

آپ کی پیدائش ۲۷ را کتوبر ۱۹۴۸ء کو اکروٹیہ سادات (مراد آباد) میں ہوئی والد ماجد سید زمرد حسن صاحب زمیندار اور با اثر بزرگ تھے۔

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ لکھنؤ گئے اور اردو اور عمرانیات میں ایم۔ اے کیا۔ آپ نے لکھنؤ میں قیام کے دوران ہی شعر وسخن کا آغاز کیا۔ شاعری میں جناب انور نواب انور لکھنوی سے تلمذ کیا۔ شاعری کے سلسلے میں ملک و بیرون ملک امریکہ، برطانیہ، دوبئی، مسقط، کویت، قطر، پاکستان وغیرہ کے سفر کر چکے ہیں۔ آپ نے تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی۔ اس عہد کے مقبول شاعر ہیں، اکثر مقاصدوں میں امروہہ تشریف لاتے ہیں اور سننے کا موقع ملتا ہے۔ اشعار ولایت علیؑ میں ڈوبکر کہتے ہیں۔ پڑھنے کا بھی مخصوص انداز ہے۔ آپ کے کچھ اشعار تو بہت مشہور ہوئے۔ اب تک آپ کے آٹھ مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ پہلا مجموعہ ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔ شعری مجموعے اس طرح ہیں:

مرثیہ ہنسی
فراز صبر
پیاسے دریا

اعتماد

زنجیرنور

سوگوار

نجوم دشت

دست کائنات

آپ کا اہم کارنامہ خطبہ غدیر کا منظوم ترجمہ ہے یہ ترجمہ آپ نے ۱۹۹۰ء میں شروع کیا اور ایک سال کی مدت میں پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ ترجمہ رواں، سادہ اور سلیس زبان میں ہے ،نمونہ کے طور پر اسکے حمدیہ اشعار درج کئے جا رہے ہیں۔

﴿ترجمہ خطبہ غدیر﴾

حمد اسی اللہ کی خاطر جس کی واحد ذات
پھر بھی سب سے برتر سب پر غالب اسکی بات

اس کا تفرّد وہ جس کا ہر شے کو ہے احساس
خلوت والا ہوتے ہوئے بھی ہے وہ سب کے پاس

اپنی شانِ سلطانی میں اپنی جلالت کا
وہ ہے ازل سے مالک اپنی ایک اک عظمت کا

دنیا کی ہر شے ہے اس کے علم کے گھیرے میں
اپنی جگہ ہو کر بھی وہ ہے سب کے ڈیرے میں

ذات ہمیشہ سے اسکی تعریف کے لائق ہے
عظمت والے جتنے ہیں وہ سب پر فائق ہے

اس نے ہی ہر چیز بلند اور پست بنائی ہے
بچھّی ہے جو شے بھی وہ اُس نے ہی بچھائی ہے

سامنے اسکے اونچی نیچی ہر شے ہے کمزور
اس کی قدرت کے ہاتھوں میں ارض و سما کی ڈور

پاک ہے اس کی ذات کہ جس کی کوئی نہیں تشریح
ذرہ ذرہ نام کی اس کے پڑھتا ہے تسبیح

روح و ملائک سب کا رب وہ محسن و فاضل ہے
اُن پہ زیادہ بخشش جن کو قربت حاصل ہے

اسکو کوئی دیکھ نہ پائے وہ سب کو دیکھے
اب تو دیکھے اور نہ کوئی بھی رب کو دیکھے

وہ ہے کریم اور وہ ہے حلیم آہستہ اسکے کام
اس کی رحمت کے سائے میں ہر شے کو آرام

اپنی نعمت سے اُس نے ہر شے پہ کیا احسان
اُس کے کرم کے دامن سے ہی لپٹی ہے ہر جان

اسکو نہیں جلدی کی حاجت بدلہ لینے میں
جو اسکا حق دار عذاب اُس شخص کو دینے میں

پوشیدہ باتوں سے واقف جانے دلوں کے حال
لاکھ چھپالو اُس سے نہیں پوشیدہ کوئی مال

جو بھی خفیہ بات ہے اُس پر بے شک ظاہر ہے
اُسکی بصیرت دنیا کی ہر چیز پہ قادر ہے
ہر شے پر ہے اُس کا احاطہ ہر شے پر غلبہ
جو بھی ہے امکان میں اُس پر اُس کا ہی قبضہ
اس کی قدرت ہر شے میں جاری و ساری ہے
اس کی قدرت جو بھی ہے ہر چیز پہ حاوی ہے
کوئی شے بھی مثل نہیں ہے اُس کی یہ جانو
وہ ہر چیز کا خالق و موجد اسکو پہچانو
یہ موجود ہے جب سے جب سے کوئی چیز نہ تھی
ذات اسی کی دائم و قائم عدل کے ساتھ رہی
کوئی نہیں معبود سوا اس عزت والے کے
کوئی نہیں معبود ہوا اس حکمت والے کے
بینائی کے درک سے بالاتر ہے شان اس کی
درک وہ کرلے بینائی کا یہ پہچان اس کی
وہ ہے مبصر ایسا جو دنیا کی خبر رکھے
ایسا ہے ذرہ بیں جو ہر شے پہ نظر رکھے
ظاہر و باطن کیا ہے اس کا اور کیا ہے وہ
کوئی نہ جانے وہ خود جانے بس جیسا ہے وہ
جن کا دلیل معرفت حق بن کے ہوا اعلان
بس وہ ہی حقائق اُس نے بنائے خود اپنی پہچان

میں یہ گواہی دیتا ہوں اللہ کی وہ ہے ذات
جس کی قدوسیت سے معمور ہے کائنات
لئے ہوئے دامن میں ابد کو نور اس کا پیہم
حکم اُس کا نافذ ہوتا ہے بلا مشیر اک دم
امر میں وہ تقدیر کے یکتا ہے بے شرکت ہے
اور اسکی تدبیر تفاوت ہے نہ عداوت ہے
جو کچھ اس نے خلق کیا وہ بلا واسطے کے
خلقت کی مہر شکل بنائی بلا نمونے کے
اسکو کسی سامان کی حاجت ہے نہ ضرورت ہے
بلا تکلف اس کی ہی یہ ساری خلقت ہے
جس شے کی خلقت کا ارادہ کیا ہوئی پوری
پیدا ہوکر ہر شے نے صورت حاصل کر لی
وہی خدا ہے جس کے سوا معبود نہیں کوئی
اپنی صنعت میں کامل بہتر صانع وہ ہی
ایسا عادل ذات سے اسکی ظلم نہ ہو صادر
سارے امور اسکی ہی طرف لوٹ آئیں گے آخر
میں یہ گواہی دیتا ہوں اب خلقت کے آگے
جو بھی شے ہے پست ہے اُسکی قدرت کے آگے
سر کو جھکائے ہیبت سے ہر شے رب کے آگے
وہ ہے حقیقی مالک سب کا وہ سب کے آگے

ہر مالک کا وہ مالک افلاک کا حاکم وہ
شمس و قمر سے خدمت لینے والا حاکم وہ
وقت معین ہے اُن میں ہر ایک کی گردش کا
رات کا دن پر غلبہ دن کا رات پہ ہے غلبہ
رات اور دن آگے پیچھے دونوں ہیں گردش میں
اس طرح دونوں ہی ہیں اس کے حکم سے جنبش میں
ہر کینہ ور جابر کا سر توڑنے والا وہ
ہر باغی شیطان کو جس نے جان سے مارا وہ
اسکا کوئی مد مقابل ہے نہ تو ہمسر ہے
وہ یکتا ہے کوئی شریک اس کا نہ برابر ہے
نہ تو وہ اولاد کسی کی نہ اس کی اولاد
وہ یکتا معبود کیا ہے جس نے ہمیں آباد
چاہتا ہے وہ جو کچھ وہ فوراً ہو جاتا ہے
جس کا ارادہ کرتا ہے وہ کرکے دکھاتا ہے
عالم ہے وہ ایک اک بات کا جاننے والا ہے
وہ ہی سب کو مارتا ہے اور وہ ہی جلاتا ہے
وہی فقیری بخشے وہ ہی غنی بناتا ہے
وہی ہنساتا ہے دنیا کو وہی رُلاتا ہے
وہی قرابت بخشے وہ ہی دور بھگاتا ہے
اس نے ہی محروم کیا اس نے ہی نوازا ہے

حمد اسی کی خیر و سعادت کا ہے وہ مختار
وہ ہر چیز پر قدرت رکھے یہ اسکا کردار
وہ ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے ہر بار
دن کو رات میں داخل کرنا یہ بھی اسکا کار
اس غفار و عزیز سے ہٹ کر کوئی نہیں معبود
سب کی دعا مقبول بنانے والا وہ موجود
اور عطاؤں پر وہ عطائیں کرنے والا ہے
وہ ہر ایک کی سانسوں کو بھی گننے والا ہے
جنّ و انس کا وہ رب ہے کچھ اسکو نہیں مشکل
وہ فریادوں سے عاجز نہ گریوں سے بے دل
جو بندے ہیں نیک بچائے اُن کو برائی سے
نیکی پانے والوں کو توفیق عطا کر دے
ہر مومن کا وہ ہی مالک وہ ہی آقا ہے
ہر عالم کا وہ ہی پیدا کرنے والا ہے
جس کا حق مخلوق پہ اُسکی حمد اور شکر کرے
چاہے وہ خوش حال رہے وہ یا بد حال رہے
اور میرا ایمان ہے اُس کے سارے فرشتوں پر
اُس کے بھیجے ہوئے رسولوں اور صحیفوں پر
اس کے امر کو سنتا ہوں تعمیل بھی کرتا ہوں
وہ جو چاہے اُس کے لئے حاضر آمادہ ہوں

حکم اس کا تسلیم ہے مجھ کو دل کی رغبت سے
اسکی اطاعت کی خاطر اور خوفِ عقوبت سے

کیوں کہ وہ اللہ کسی سے جب بھی بدلہ لے
پھر اُسکو سارے عالم میں کوئی پناہ نہ دے

ہوگا کوئی اسکی طرف سے ظلم نہیں خطرہ
نفس سے اپنے یوں ہوں مقر کہ اسکا ہوں بندہ

اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ بس وہ ہی ہے رب
وحی اُس نے مجھ پر جو کی پہنچاتا ہوں وہ سب

اس کا بھی احساس اگر ایسا نہ کروں گا میں
ایسی بلائیں نازل ہونگی جن کو بھروں گا میں

ان سے بچانے والا پھر ہوگا نہ کوئی مجھکو
چاہے وہ کتنا ہی بڑا تدبیروں والا ہو

اس کے سوا معبود نہ کوئی بس وہ ہی اللہ
اُس نے کیا ہے خلق مجھے اس بات سے بھی آگاہ

حکم ہوا اس وقت جو نازل گر وہ نہ پہنچایا
گویا مجھ سے کار رسالت کوئی نہ ہو پایا

یہ بھی ضمانت دی ہے تبارک اور تعالیٰ نے مجھکو
وہ ہی بچائے گا خود لوگوں کے شر سے مجھکو

اور اللہ کی ذات کہ جو ہے کافی اور کریم
وہ ہے بزرگ اور برتر سب سے اعلیٰ اور عظیم

وحی اس نے جو فرمائی ہے لیکر اس کا نام
کرتا ہوں آغاز کہ ہے تم سب کے لئے پیغام
حکم ہوا رب کا کہ رسول اب اسکو پہنچا دو
علیؑ کے بارے میں جو نازل ہوا وہ بتلا دو
ورنہ گویا تم نے رسالت کو نہیں پہنچایا
شر سے تمہیں لوگوں کے بچائے گا رب کا سایا

نور حسین صابر

ڈاکٹر نور حسین صابر (۱۳۵۶ھ، ۱۹۴۰ء) علم کلام اور مناظرہ میں مہارت رکھتے تھے آپ نے غلام حسین قریشی حنفی کی کتاب ''عید غدیر'' کی رد میں کتاب ''واقعات غدیر'' لکھی جس میں غلام حسین قریشی کے اعتراضات کے جواب دیئے۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص: ۶۴۷

نور حسین کربلائی

مولوی نور حسین کربلائی نے تحقیق و جستجو کر کے مذہب شیعہ قبول کیا۔ اسکے بعد کئی کتابیں تحریر کیں۔ غدیر کے موضوع پر آپ کی تالیف ''امامۃ الغدیر'' ہے۔ جو کتبخانہ اثنا عشری لاہور سے شائع ہوئی۔ یہ تحقیقی اور معلوماتی کتاب ہے۔(۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص:۹۷

وصی محمد، فیض آبادی

فیض آباد کے نامور عالم اور مدرسۃ الواعظین کے سابق پرنسپل مولانا وصی محمد صاحب جن کا زہد وتقویٰ مشہور ہے۔ ساری زندگی لکھنے پڑھنے اور عبادت الٰہی میں صرف ہوئی، آپ کی مشہور تصنیف ''ضیاء الغدیر'' ہے جو ہندوستان کے علاوہ پاکستان سے بھی شائع ہوئی، آپ نے یہ کتاب فیض آباد میں قیام کے دوران لکھی۔ غدیر کے موضوع پر استدلالی کتاب ہے۔ جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ولایت علیؑ کا اثبات کیا، آیۂ بلّغ کے سلسلے میں ثابت کیا کہ یہ میدان غدیر خم میں نازل ہوئی۔

آپ کی ولادت ۱۳۲۸ھ، ۱۹۱۰ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وثیقہ اسکول میں حاصل کرنے کے بعد بڑے بھائی مولوی سید نجم الحسن صاحب کے پاس بدایوں چلے گئے انھوں نے آپ کا داخلہ دار العلوم سید المدارس، امروہہ میں کرادیا۔ جہاں آپ نے سید الملت مولانا سید محمد صاحب کی سرپرستی میں فقہ، اصول، عقائد کلام کی تعلیم حاصل کی۔ پھر لکھنؤ میں سلطان المدارس میں زیر تعلیم رہنے کے بعد عراق چلے گئے اور تین سال وہاں قیام کے بعد وطن مراجعت کی۔ کچھ عرصہ مدرسہ جوادیہ، بنارس میں تدریس کی پھر مدرسہ ناصریہ، جونپور کے پرنسپل ہو گئے، اسکے بعد مدرسہ وثیقہ کے پرنسپل منتخب ہوئے اور تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ آپ انتہائی خلیق اور ملنسار تھے تواضع وانکساری شعار تھا۔ طلباء پر شفیق تھے۔ مولانا ابن حسن صاحب

نونہروی کے انتقال کے بعد ۱۹۸۰ء میں مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے پرنسپل منتخب ہوئے۔ راقم الحروف جب جامعہ ناظمیہ میں مصروف درس تھا تو اکثر آپ سے نیاز کا موقع ملا، آخر عمر میں فالج کا اثر ہو گیا تھا۔ ۱۴۰۶ھ، ۱۴؍مئی ۱۹۸۶ء کو وفات ہوئی اور فیض آباد میں آسودۂ لحد ہوئے۔ آپ کی دوسری تصنیف ''**الرضیع الظامی**'' ہے۔(۱)

(۱) خورشید خاور ص۔۴۵۶

یوسف لالہ جی

جناب یوسف لالہ جی انگریزی زبان کے ماہر ادیب تھے۔آپ نے واقعہ غدیر سے متعلق اہم کتاب "Ghadir-e-Khum" انگریزی زبان میں لکھی جو بہت مقبول ہوئی، یہ کتاب کتابخانہ تخصصی امیر المومنینؑ مشھد مقدس ایران میں موجود ہے۔ (۱)

(۱) تالیفات شیعہ ص:۴۵۸

منظومات

جناب اظہر حیدری، کامٹی

﴿قصیدۂ غدیر﴾

یوں ہی نہیں پڑاؤ پڑا ہے غدیر میں
رب کو نبیؐ سے کام پڑا ہے غدیر میں

منبر سے ہو رہی ہے ثنائے ابو ترابؑ
مجمع زمیں پہ سارا کھڑا ہے غدیر میں

راہ فرار بند، فراری ہیں مضطرب
قدرت کا انتظام کڑا ہے غدیر میں

معجز نما رسولؐ کے ہاتھوں پہ دیکھ لو
قرآن پورے قد سے کھڑا ہے غدیر میں

خوشبو سے ہوگئی ہے معطر یہ کائنات
منھ سے نبیؐ کے پھول جھڑا ہے غدیر میں

مولا کی جانشینی پہ مولائی کھل اٹھے
رنگ منافقین اڑا ہے غدیر میں

آیا عذاب عرش سے، فی النار ہو گیا
حارث جب اپنی ضد پہ اڑا ہے غدیر میں

دشمن علیؑ کا پہنچا سقر میں، الہٰ نے
ایسا طمانچہ رخ پہ جڑا ہے غدیر میں

من کنت کی حدیث کرے کس طرح اثر
مجمع تو گویا چکنا گھڑا ہے غدیر میں

مئے پی کے آج ساقی کوثرؑ کے ہاتھ سے
میکش ہر ایک مست پڑا ہے غدیر میں

دیدی سزا خدا نے محمد رہے خموش
اظہرؔ علیؑ سے جو بھی لڑا ہے غدیر میں

جناب اکبر مہدی سلیم، جرولی

ساقیا ! بزم کا بے شیشہ و ساغر ہونا — ایسا ہونا ہے نہ ہونے کے برابر ہونا
نشہ میں آج قلم جھوم گیا وقت رقم — دیکھا سرخی کا جو رشک مہ انور ہونا
جام مے دے کے ترا دیکھنا پھر کر ساقی — ہے مرے واسطے ساغر کا مکرّر ہونا
مئے الفت کے جو لینا ہیں مزے اے رندوا — مست پیمانہ کش ساقی کوثر ہونا
آؤ دکھلائیں تمھیں بزم مئے خم غدیر — بیخودی میں کہیں جامے سے نہ باہر ہونا
کم نہ تھا ہوکے بنی زینت منبر ہونا — اس پہ ساقیِ مئے ساقی کوثر ہونا
کیوں نہ ہو برتری نفس کا امت سے سوال — کس کو معلوم نہ تھا آپ کا برتر ہونا
کس کے حصے میں ہے مولا کا لقب اے مولا — کس کی قسمت میں ہے حضرت کے برابر ہونا
ہے غلو شہ کے مساوی جو علیؑ کو سمجھوں — پر ولایت میں نبیؐ نے کہا ہمسر ہونا
اتنا اونچا کیا مولا کے لقب نے شہ کو — اس سے بڑھ کر ہے اگر کچھ تو پیمبرؐ ہونا
صاحب تاج ولایت کے لئے لازم ہے — خانہ زاد حرم خالق اکبر ہونا
شب ہجرت جو نبی حکم خدا سے جائیں — خالی اس کے لئے محبوب کا بستر ہونا
چرخ سے اس کے لئے تیغ دو دم کا آنا — فاتح بدر و احد قالع خیبر ہونا
لا فتیٰ چرخ پہ سکان فلک کا کہنا — جنگ میں نادعلیؑ شہ کی زباں پر ہونا
عمرو کو تیغ دو پیکر سے دوپارہ کرنا — ایک ضربت کا عبادات سے برتر ہونا
اس کی تلوار سے کل کفر کا ہونا مغلوب — اس کے اخلاق سے اسلام کا سربر ہونا
اس کی تقریر سے ہر بزم کا ہونا ساکت — اس کے ہاتھوں سے ہر اک معرکے کا سر ہونا

بیشہ بنت اسد کا وہ جری ہو ضیغم — نسباً اس کو پیمبر کا برادر ہونا
مورث نسل رسالت کا ذریعہ بن کر — بنت محبوب خدا کا اسے شوہر ہونا
ٹھیک ہو اس پہ رسولوں کا لباس تشبیہ — جمع اک ذات میں ہر حسن کا جوہر ہونا
زینت خانۂ معبود ہو اس کے دم سے — زیب ہو شہر محمد کا اسے در ہونا
خلق میں بہر مساکین ہو وہ چشمۂ فیض — خلد میں اس کا لقب ساقی کوثر ہونا
جتنے اوصاف ہیں درکار ولایت کے لئے — اتنا دشوار نہ تھا کوئی پیمبر ہونا
یا علیؑ تم کو نبوت نہ ملی گر نہ سہی — اس سے بڑھ کر ہے ولایت کا میسر ہونا
خیر سے ختم ہوا امر اہم خوش ہیں نبیؐ — خاص کر آیۂ بلّغ کا پیمبر ہونا

شاہ کی مدح نے مشّاق بنایا ہے سلیم
ورنہ آساں نہیں ہر اک کا سخنور ہونا

جناب سید انور، رائے بریلوی

﴿میدان غدیر﴾

ہے تصور میں ہمارے خم کا میداں آج تک — دل کے آئینے میں ہے تصویر ایماں آج تک
جس کے ہم مولا ہیں سن لو اس کے مولا ہیں علی — ہم نہیں بھولے پیمبرؐ کا یہ فرماں آج تک
کردو حیدر کی خلافت کا بس اب اعلان تم — ہے یہ فرمان الٰہی زیب قرآن آج تک
حکم یہ پہنچا دو میرا ورنہ رد سمجھو انہیں — اے نبیؐ تم نے کئے جو کار ایماں آج تک
ہے یہ امر خاص ان احکام کا لب لباب — جو ملے ہیں تم کو اے شاہ رسولاں آج تک

مطلع

ہے خلافت پر علیؑ کی نص قرآں آج تک — مرتضیٰؑ پر آیۂ بلغ ہے نازاں آج تک
نعرۂ حی علی خیر العمل کی گونج سے — میرے مولاؑ کی خلافت کا ہے اعلاں آج تک
بعد حج آئے میان خم مع اصحاب جب — مرسل برحق جو ہیں محبوب یزداں آج تک
وحی رب آئی مقرر کردو آج اس کو وصی — دین پر جس کے ہیں لاتعداد احساں آج تک
منبر پالان پر آئے نبیؐ خطبہ پڑھا — خطبہ ایسا ہے فصاحت جس پہ قرباں آج تک
وحی آئی اے نبیؐ ہاں اب وہ سب مقبول ہیں — آپ نے جتنے کئے کار نمایاں آج تک
دیکھی ہے جس روز سے خم میں سپیدیٔ بغل — خیرہ ہے اس دن سے چشم مہر تاباں آج تک

ہم نے اے انورؔ کبھی بدلی نہیں اپنی روش
صدق دل سے ہوں غلام شاہ مرداں آج تک

جناب پروفیسر سید بدرالحسن

اہل ہَمَم ستم کے پہاڑوں کو ڈھا چکے
چرخ جفا و جور کی دھجی اڑا چکے

بغض و عناد و غیظ و غضب سبکو کرکے زیر
اور ہولناک فتنوں کے چھکے چھڑا چکے

فرعونیت کا توڑ چکے ہیں سر غرور
نمرودیت کو خاک کے اندر ملا چکے

بھڑکی ہوئی تھی چارطرف خودسری کی آگ
باران ابر خلق و کرم سے بجھا چکے

دم توڑتی ہے جہل و حماقت کی تیرگی
علم و عمل سے مردہ دلوں کو جلا چکے

لاشوں کے ڈھیر لگتے ہیں مکر و فریب و شر
آب حیات مہر و وفا کو پلا چکے

ہیں منھ کے بل زمیں پہ گرے آذری ستون
بنیاد کفر و شرک کی چولیں ہلا چکے

حق کے اصول بدلے نہ بدلیں گے تابہ حشر
مسند پہ دین و عقل و خرد کو بٹھا چکے

کعبہ پہ کرکے پرچم توحید کو بلند
لات وھبل کو طاق حرم سے گرا چکے

حرص و ہوا و بوالہوسی پر چلا کے تیغ
ٹوٹے دلوں پہ عدل کے سکے جما چکے

اڑنے لگی ہے تندمزاجی کے منھ پہ خاک
اٹھتے ہوئے فساد کے شعلے بجھا چکے

آئینہ وار ان پہ کھلا مقصد حیات
نفرت کا رنگ جنکے دلوں سے چھڑا چکے

چومے ہمارے صفوت وخلت نے بڑھکے ہاتھ
حیواں صفت بشر کو جو انساں بنا چکے

گمراہوں کو دکھا دیا جنت کا راستہ
اندھوں کو روشنی میں ہدایت کی لا چکے

بسم اللہ مبتدا تھی تو تمت معوذتین
قرآن اَن پڑھوں کو مکمل پڑھا چکے

دوزخ کا خوف خلد کا ان کو دلا کے شوق
طوبیٰ لکم کے سایے میں لاکر بٹھا چکے

آگہ کیا امام بنایا ہے حق کا کام
غیروں کے اختیار سے باہر بتا چکے

اللہ ہی نے دی تھی امامت خلیل کو ظالم بنے امام تو وہ منھ کی کھا چکے
قرآں سے پوچھومورث ووارث ہیں انبیاء داؤد کی سلیماں بھی میراث پا چکے
مت بھولنا کہ موسیٰ عمراں جو تھے کلیم معراج پائی اور سر طور جا چکے
وہ بھی کسی کو کر نہ سکے اپنا جانشیں ترویج حق میں گوکہ بڑے رنج اٹھا چکے
حق نے کہا بنا دیا ہارون کو وزیر جب اسکی بارگاہ میں وہ گڑگڑا چکے
اورحکم رب سے لاکھوں کے مجمع میں مصطفیٰؐ منبر پر مرتضیٰؑ کو اٹھا کر دکھا چکے
تھا آخری یہ کام جسے دھوم دھام سے اولیٰ جو سب میں تھا اسے مولا بنا چکے
مجبور ہو کے بولے کہ بخٍّ لک علیؑ! جب دل ہی دل میں شیخ بہت بڑ بڑا چکے
اے بدرؔ آج محفل عید غدیر میں پر کیف آپ اپنا قصیدہ سنا چکے
خمخانۂ علی ولی کے ہیں آپ رند مے آپ کو بھی ساقیٔ کوثر پلا چکے(۱)

---

(۱)ضیائے بدر،ص:۵۵

جناب ڈاکٹر پیامؔ اعظمی

﴿کاروانِ غدیر﴾

کوہِ فاراں سے چلا وہ کاروانِ انقلاب ۔۔۔ آگے آگے مصطفیٰؐ ہیں پیچھے پیچھے بوترابؑ
فکر کے ظلمت کدے میں نور برساتا ہوا ۔۔۔ ذہن کی بنجر زمیں پر پھول بکھراتا ہوا
جو قدم اٹھا وہ منزل کا نشان بنتا گیا ۔۔۔ لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا
قافلہ تھا اپنی منزل کی طرف یوں گامزن ۔۔۔ جیسے دریا کی روانی جیسے سورج کی کرن
راہ پر آنے لگے گمراہ تھے جو آدمی ۔۔۔ یوں بدل دیتے ہیں تاریخ جہاں دو آدمی
سب صنادید عرب ہیبت سے گھبرانے لگے ۔۔۔ وادی ظلم و جفا میں زلزلے آنے لگے
خلق پیغمبرؐ بھی تیغ فاتح خیبر بھی ہے ۔۔۔ یعنی مرہم بھی ہے انسانیت نشتر بھی ہے
جب پیمبرؐ بے زبانوں کو زباں دینے لگے ۔۔۔ سنگ ریزے ہاتھ میں آکر اذاں دینے لگے
روشنی میں نوع انساں کا مقدر آ گیا ۔۔۔ چاند کے ٹکڑے ہوئے، سورج پلٹ کر آ گیا
ذہن کی دیوار ٹوٹی باب خیبر کی طرح ۔۔۔ دل میں دروازے کھلے اللہ کے گھر کی طرح
روکنا آساں نہ تھا جب جہل کے طوفان کا ۔۔۔ فکر انساں کو سفینہ مل گیا قرآن کا
موج نفرت میں محبت کے کنول کھلنے لگے ۔۔۔ خون کے پیاسے بھی آپس میں گلے ملنے لگے
دیکھ کر اخلاق کی بارش ستم گر چیخ اٹھے ۔۔۔ وزن تھا پھولوں میں کچھ اتنا کہ پتھر چیخ اٹھے

علم و حکمت ، زہد و تقویٰ کے جہاں پیدا ہوئے
صرف دو پھولوں سے لاکھوں گلستاں پیدا ہوئے

جس زمیں پہ قافلہ پہنچا مناروں کی طرح | خاک کے ذرّے چمک اٹھے ستاروں کی طرح
ذو العشیرہ میں ہوا پہلے پہل اعلان حق | یعنی یہ آغاز تھا آئینہ انجام حق
بن گئی ہجرت کی شب دین الٰہی کی سحر | بستر احمدؐ پہ سوئے شیر داور رات بھر
جو بلندی کی علامت تھا وہ زینہ آ گیا | کارواں آگے بڑھا شہر مدینہ آ گیا
بزم پیغمبرؐ میں دیکھو آدمیت کا جلال | یعنی سرداروں کے پہلو میں نظر آئے بلال
آ کے شامل ہو گئے کچھ پیکر ناپاک بھی | آب جاری میں بہیں جیسے خس وخاشاک بھی
آخرش بدر و احد کے معرکے سر ہو گئے | جب اٹھی تیغ علیؑ پسپا ستمگر ہو گئے
قافلہ آگے بڑھا خیبر کی منزل آ گئی | یعنی سب پیچھے رہے حیدرؑ کی منزل آ گئی
جب شکست فاش باطل کو ہوئی جنگاہ میں | بدعا دینے کو جا پہنچے نصاریٰ راہ میں
تب نبیؐ و فاطمہ سؑ حسنینؑ و حیدرؑ آ گئے | اپنے اہلبیتؑ کو لیکر پیمبر آ گئے
منزل خندق پہ پہنچا جب غدیری کارواں | کل ایماں بن کے نکلے تب امام انس وجاں
سورۂ توبہ حرم میں لے کے جائیگا وہی | جس نے چوسی ہے زباں قرآں سنائے گا وہی
فتح مکہ میں جہالت کے صنم توڑے گئے | پتھروں کے بُت روایت کے صنم توڑے گئے
آ چکا ہے اب وہاں پر کاروانِ انقلاب | انبیاؑء نے مدتوں دیکھا تھا جس منزل کا خواب
ہو گیا اعلان جب مولا علیؑ کے نام کا | چہرہ روشن ہو گیا مستقبل اسلام کا
مصطفٰیؐ کو تا ابد محمود حق نے کر دیا | حد پہ جب آئے تو لامحدود حق نے کر دیا

ذمہ دار دین اب بڑھ کر ولایت ہو گئی
دوسرے لفظوں میں توسیع نبوت ہو گئی(۱)

---

(۱) کتاب غدیر۔ص:۲۹۸

جناب ثمرؔ، محمد آبادی

﴿قصیدہ﴾

یاور نہیں ہے کوئی کوئی ھم نوا نہیں
جینے کا اس زمانے میں کچھ بھی مزا نہیں

خود غرضیوں نے انساں کو حیواں بنا دیا
انسانیت کا آج کہیں بھی پتہ نہیں

وہ دور آگیا ہے کہ دولت کی حرص میں
انسان عاقبت کی کبھی سوچتا نہیں

مزدور بن کے رزق کمانے میں شرم ہے
اوروں کا چھین لینے میں لیکن حیا نہیں

دستورِ دیں کا ڈر ہے نہ مذہب کا احترام
حد ہے کہ اب کسی کو بھی خوفِ خدا نہیں

کس کو کہیں عزیز کسے آشنا کہیں
الفت نہیں، کسی میں خلوص و وفا نہیں

اپنوں نے دشمنوں سے زیادہ دئے ہیں غم
''کہنے میں بات آتی ہے یہ کچھ گلا نہیں''

کشکول میں جو ڈال دے میرے سکونِ دل
کیا ایسا دہر میں کوئی حاجت روا نہیں

مانا علیؑ رسولؐ نہیں ہیں خدا نہیں
لیکن غلط کہ وہ مرے مشکل کشا نہیں

دنیا کو دو طلاق چلو سوئے دشتِ خم
اب یہ فضا تمہارے لئے جاں فزا نہیں

کوئی تو بات ہے جو وہاں پر ہے جشنِ عام
بے وجہ تو یہ قافلہ اس جا رکا نہیں

صحرا میں آگئی ہے بلا فصل کی بہار
اب دور دور تک بھی خزاں کا پتہ نہیں

حدت وہ آفتاب کی وہ حبس وہ تپش
چشمہ نہیں ہے سایہ نہیں ہے ہوا نہیں

منبر ہوا ہے نصب ببولوں کی چھاؤں میں
کیوں ہے یہ اہتمام کوئی جانتا نہیں

ذہن و دماغ چونک اٹھیں جس کو دیکھ کر
انسان واقعہ وہ کبھی بھولتا نہیں

تقریر ایک کرکے پیمبرؐ نے یہ کہا
نفسوں پہ کیا تمہارے مرا حق سوا نہیں

سب نے یہی کہا کہ ''بلیٰ'' یا حبیب حق
مجمع سے آئی کوئی ''نہیں'' کی صدا نہیں

فرمایا پھر رسولؐ نے سب غور سے سنیں
شکوہ کرے نہ کوئی کہ ہم نے سنا نہیں

جس جس کا مولیٰ میں ہوں خدا کی خدائی میں
ان سب کا مولیٰ ہے یہ علیؑ دوسرا نہیں
فرمانِ حق بھی ہے یہی مرضی مری بھی ہے
اس میں گمان و شک کا کوئی شائبہ نہیں
یہ سن کے ہر طرف سے اٹھا شور تہنیت
منبر کے پاس بھیڑ کی تھی انتہا نہیں
کتنوں کے دل تو بیٹھ گئے رنگ اڑ گئے
بخٍ لکَ زباں نے تو دل نے کہا نہیں
خیبر نہیں احد نہیں یہ ہے غدیر خُم
اس جا سے بھاگنے کا کوئی راستا نہیں
ہر درد ہر مرض کا مداوا تو ہے مگر
بغض و حسد کی دنیا میں کوئی دوا نہیں
مزدور بھی ہیں صاحبِ سیف و قلم بھی ہیں
یہ ہے کمالِ نفسِ نبیؐ معجزا نہیں
دکھلا دیا بتا دیا احمدؐ نے خود مگر
پردے پڑے ہیں آنکھوں پہ کچھ سوجھتا نہیں
تم چاہو تو ثمؔر کی مرادیں بر آئیں سب
مولاؑ! تمہارے قبضۂ قدرت میں کیا نہیں(۱)

(۱) کتاب غدیر۔ص:۳۱۱

جناب جعفرؔ لکھنوی

اس قدر پاکیزہ تھی آلِ پیمبرؐ کی زباں
ڈھل گئی قرآن کی سوروں میں گھر بھر کی زباں

وہ قصیدہ مرتضٰی کا کیا پڑھے روزِ غدیر
بغضِ حیدرؑ میں ہوئی ہے جس کی پتھر کی زباں

چھوٹے چھوٹے موجزن دریا سمجھ سکتے نہیں
بس سمندر ہی سمجھتا ہے سمندر کی زباں

جناب جعفر مہدی عطاؔ، جلالپوری

﴿جانشیں بھی ہو پیمبر کا پیمبر جیسا﴾

بیوی زہرا سی ہو شوہر ہو تو حیدرؑ جیسا
خادمہ فضّہ سی خادم ہو ابوذر جیسا

قدر کیا درِ نجف کی ہے یہ وہ کیا جانیں
اپنے سینے میں جو دل رکھتے ہیں پتھر جیسا

ڈوب بھی سکتی ہے محفوظ بھی رہ سکتی ہے
فیصلہ اس پہ ہے کشتی کا ہو لنگر جیسا

چھان ڈالا ہے ہر اک میکدۂ عالم کو
کوئی ساقی نہ ملا ساقئی کوثر جیسا

جان احمدؐ کی وہی سو کے بچا سکتا ہے
آ کے بستر پہ جو ہوجائے پیمبرؐ جیسا

یوں تو دعوا تھا شجاعت کا بہت لوگوں کو
کوئی نکلا نہ مگر فاتح خیبر جیسا

اس لئے نورِ نبیؐ سے ہوئی تخلیقِ علیؑ
جانشیں بھی ہو پیمبرؐ کا پیمبرؐ جیسا

ایسا منبر تو نہ دیکھا گیا دنیا میں کبھی
خُم کے میداں میں بنایا گیا منبر جیسا

صف میں مدّاحوں کی مولا ہو عطا کا بھی شمار
یہ گزارش ہے مری سمجھئے بہتر جیسا

جناب سید جمشید آغا صادق، لکھنوی

غدیر خم میں اذن رب سے اعلان ولا ہوگا
علی من کُنتُ مولا سے محمدؐ لب کشا ہوگا
ہے تکمیلِ عمل کار رسالت کے لئے گویا
کہ اعلان شہ برحق کا موقع جا بجا ہوگا
نبیؐ کا آخری حج اور مسلمانوں کا وہ مجمع
بیان حق کا موقع اس سے بہتر اور کیا ہوگا
امامت کی خبر دینے نبوت کار فرما ہے
تو بخٍّ یا علیؑ کہنا ہر اک کا مدعا ہوگا(۱)

(۱) تذکرۂ شعراء اہل بیت ص ۱۶۵

علامہ جمیل مظہری

﴿خم خانۂ غدیر﴾

حالتِ وجد میں گزرے کئی سال اے ساقی　پی چکا ہوں میں محبت کا زلال اے ساقی
اب تو دے دے مجھے اک جام سفال اے ساقی　اب ہے تجھ سے مئے عرفاں کا سوال اے ساقی
ہے مری حسرتِ تکمیل بھی پیاسی مولا
میں بھی پیاسا مری تخییل بھی پیاسی مولا
کھول میخانہ کا در آ مئے کوثر لے کر　روح اسلام کا کھینچا ہوا جوہر لے کر
جسمیں سو بحر معانی ہیں وہ ساغر لے کر　آج اٹھوں گا میں ظرفِ دلِ بوذر لے کر
تری مرضی ہو تو قطرے میں سمندر آ جائے
میرے کوزے میں چھلکتا ہوا کوثر آجائے
میرے وجدان تفکر کو اچھال اے ساقی　لا مرے دل کی صراحی میں اُبال اے ساقی
دے میرے صید نظر کو پر و بال اے ساقی　دام الفاظ و معانی سے نکال اے ساقی
بھیج دے مجھ کو میری حد نظر سے آگے
اس تبسّم کدۂ برق و شرر سے آگے
اس سفر سے جو دل دیدۂ بینا لے کر　نگہتِ گیسوئے الہام کا سودا لے کر
شہپر بلبُل شیراز کا خامہ لے کر　سینۂ وحی سے سوزِ دلِ عیسیٰ لے کر
شمعیں روشن کروں ماضی کے شبستانوں میں
دوں اذاں جا کے تخیّل کے صنم خانوں میں

آج ہے پھر مری باتوں پہ خرد گُم ساقی لبِ رحمت پہ ہے گمبھیر تبسّم ساقی
کیوں نہ ہو شوخ یہ آہنگِ تکلم ساقی تو نے بخشا ہے میرے جام کو قلزم ساقی
جس کی اک موج ہے یہ زمزمہ خوانی میری
تیرا افسانہ سنیں رند زبانی میری
میں فدا بخششِ ساقی تیرے اس بادل کے جس سے صحرائے تقدس میں بھی دریا چھلکے
گئی میخانہ میں فردوس سے مے ڈھل ڈھل کے پیئے حوروں نے پیالے ترے ہلکے ہلکے
اک گلابی سی گھٹا عرش تلک چھانے لگی
ڈورے آنکھوں کے شہابی ہوئے نیند آنے لگی
قدسیوں نے بھی پیا اہلِ جناں نے بھی پیا اور ہر مرسلِ فردوس مکاں نے بھی پیا
شاخ سدرہ پہ ترے مرتبہ داں نے بھی پیا تیرے ہاتھوں سے جسے پیر مغاں نے بھی پیا
کچھ کہوں اور تو یہ بات کہاں تک پہنچے
رازِ میخانہ فرشتوں کی زباں تک پہنچے
مختصر یہ کہ ازل میں جو کھنچی تھی ساقی شبِ ہجرت تری بالیں پہ دھری تھی ساقی
اور جو صفین میں تا صبح بٹی تھی ساقی حالت جنگ میں عمّار نے پی تھی ساقی
بن گئے شیر وغا مالکِ اشتر جس سے
ان کے کشتے ترے کشتوں کے برابر جس سے(۱)

(۱) کتاب غدیر، ص، ۲۹۳

جناب حسنؔ، محمد آبادی

﴿قصیدہ﴾

فسردہ ہے کلی کلی اداس سبزہ زار ہے
چمن چمن ہو کس طرح خزاں نما بہار ہے
کہوں تو کس سے میں کہوں شبِ الم کی داستاں
نہ کوئی رازدار ہے نہ کوئی غمگسار ہے
چمن میں پھول ہیں کھلے جو دو گھڑی کے واسطے
یہ ہے طلسم رنگ و بو یہ عارضی بہار ہے
چمن بنانے دہر کو ہزاروں آئے انبیاً
مگر ابھی بھی آدمی کو آدمی سے خار ہے
گھرا ہوا مصیبتوں میں اس طرح ہے آدمی
نہ ایک پل سکون ہے نہ ایک پل قرار ہے
بڑھی جو حد سے بے کلی تو میں نے یہ صدا سنی
غدیر خم کے گلستاں میں آمدِ بہار ہے
غدیرِ خم میں ہو رہا ہے اہتمام جشن کا
خدا کا فیض دیکھئے کہ دشت میں بہار ہے
رکا ہے کیوں یہ قافلہ یہاں تو چھاؤں بھی نہیں
غدیرِ خم میں حاجیوں کی بس یہی پکار ہے

بنا لیں اپنی رائے سے علیؑ کو جانشین نبیؐ
حبیبِ کبریا کو بھی نہیں یہ اختیار ہے
سنا دیں پہلے حاجیوں کو مژدہ کیسے مصطفےٰؐ
خدا کے حکم کا رسولِ حق کو انتظار ہے
علیؑ ہے میرا جانشیں بتا دو سب کو اے نبیؐ
یہی ہے مرضئی خدا یہ حکمِ کردگار ہے
علیؑ بھی اس کے مولا ہیں میں جسکا جسکا مولا ہوں
زبانِ مصطفےٰؐ پہ یہ کلام بار بار ہے
جہانِ کارزار پر انھیں کا اختیار ہے
ملی خدا کے ہاتھ سے انھیں کو ذوالفقار ہے
نبیؐ کو پیش کر رہے ہیں تہنیت سبھی مگر
دلوں میں جن کے خار ہے وہ رُخ سے آشکار ہے
علیؑ کو اپنا جانشیں بناتے کیوں نہ مصطفےٰؐ
علیؑ نبیؐ کے بعد دینِ حق کا ذمہ دار ہے
نظر میں یوں تو اور بھی ہیں جشن کائنات کے
مگر غدیرِ خم کے دشت میں یہ یادگار ہے
زمانہ ہوگیا نبیؐ کے ہاتھ سے پئے مگر
مئے ولائے مرتضےٰ کا آج بھی خمار ہے
علیؑ سا کون ہے نبیؐ کا خیر خواہ دہر میں
رسولِؐ حق پہ مرتضےٰؑ کی زندگی نثار ہے

لہو سے اپنے سینچ کے بچایا دین کا چمن
علیؑ مرتضیٰؑ کے دم سے دین کی بہار ہے

بشر کے یوں تو ہاتھ میں نہ موت ہے نہ زندگی
حیات و موت پر مگر علیؑ کو اختیار ہے

سپرد دیں کا کام اپنی زندگی میں کر دیا
علیؑ کی ذات پر نبیؐ کو کتنا اعتبار ہے

غدیر خم کے دشت میں علیؑ کا جشن دیکھ کر
کسی کا دل ہے شادماں کسی کا بیقرار ہے

کچھ ایسے نام کے محبّ ملیں گے ان کے آج بھی
کہ جن کے دل کے آئینے پہ اے حسنؔ غبار ہے(۱)

(۱) کتابِ غدیر، ص،۳۳۰

مولانا سید حفاظت حسین، بھیک پوری

﴿بزم غدیر خم﴾

رسول اللہ نے خود جس کو منبر پر چڑھایا ہے — نبیؐ کے بعد اس پایہ کا ہم نے کس کو پایا ہے

وہ حج آخری حضرتؐ کا وہ فرمان یزدانی — کہ ایسا کونسا آیۂ ہے جو حضرت پہ آیا ہے

نبی ہیں دولت ایماں کے منعم فیض یہ دیکھو — کہ اک صحرا کو گلشن سے بھی خوش منظر بنایا ہے

غدیر خم میں اک بے مثل جلسہ ہونے والا ہے — نبی نے حاجیوں کو آگے پیچھے سے بلایا ہے

خدا کے حکم سے یہ بزم قائم ہونے والی ہے — محمدؐ اس کے ذاکر ہیں علیؑ کا ذکر بھایا ہے

عجب محفل عجب منبر عجب مجمع عجب خطبہ — عجب وعدہ عجب وعدہ عجب آیہ بھی آیا ہے

الست اولیٰ منکم کہکے حضرتؐ نے یہ فرمایا — کہ تبلیغ رسالت کا محصل حکم آیا ہے

ہوا ہے حکم ربانی کہ میں جس جس کا مولیٰ ہوں — علیؑ بھی اس کے مولیٰ ہیں خدا نے یہ بتایا ہے

پلا دے ایّھا الساقی کہ تو نائب ہے احمد کا — نبوت کی بقا کے واسطے یہ دور آیا ہے

غدیر خم کے میخانے سے وہ ساغر پلا ساقی — جسے جبریلؑ نے پی کر ہمیں مژدہ سنایا ہے

اسی مے کے نشہ میں ہر خطا سے دل سنبھلتا ہے — اسی مے کو رسول اللہ نے بھی تو پلایا ہے

نہ ہو جس دل میں یہ بادہ تو سمجھو الٹا ساغر ہے — کہ اسنے خود یہ بادہ ٹھوکریں کھا کھا بہایا ہے

ترا میخوار اے ساقی عجب ہشیار رہتا ہے — ذرا سا بھی قدم اس کا کبھی کب ڈگمگایا ہے

اسی مے سے حفاظت کو عجب پاکیزہ راحت ہے
اسی مے نے اسے روحانی مرضوں سے بچایا ہے

مولانا حیدر مہدی کریمی، جلال پوری

ٹھوکریں در در کی میں کھاؤں یہ ہوسکتا نہیں
یہ فقیرِ بابِ اہل بیت کا شیوہ نہیں

مدح حیدر کے لئے جس نے بھی لب کھولا نہیں
اس سے کوئی واسطہ رکھوں؟ یہ دل کہتا نہیں

جب سے مانا ہم نے باب علم کو اپنا امام
علم کا اپنے جہالت سے کیا سودا نہیں

کلمۂ ناد علی سن سن کے گھبراتے ہو کیوں؟
کیا لب فاروق پر آتا رہا مولا نہیں

خیبر و خندق ہو یا صفین یا بدر و احد
کیا علی کے سر ہر اک کی فتح کا سہرا نہیں

جو دیا استادِ جبرائیل کے استاد نے
خم کے میداں کا سبق تاریخ کو بھولا نہیں

جملہ لولا بتاتا ہے، ہلاکت ہے ضرور
جس جگہ موجود ہیں سب اور مرا مولا نہیں

جانشین مصطفیؐ ہم اس کو کیسے مان لیں
گرد جس کے عصمتی کردار کا پہرہ نہیں

حق سدا کرتا رہا اپنا خلیفہ نامزد
اس لئے ہم نے سقیفہ کو کبھی مانا نہیں

بوذری ہوں، قنبری ہوں، حیدرِ مہدیؔ ہوں میں
جو نہ ہو مثلِ نبیؐ اولیٰ مرا مولا نہیں

جنابِ دبیر، سیتاپوری

﴿شریعت ہے غدیر﴾

منزلِ ایماں ہے اعلانِ ولایت ہے غدیر
حیدرؑ کرار کی پہلی ضرورت ہے غدیر

کس میں دم ہے چھین لے مولا سے مولا کا شرف
آیۂ بلّغ کا چہرہ ہے ضمانت ہے غدیر

حاصلِ تقویٰ ہے یہ فیضِ ریاکاری نہیں
کب خلافت کی طرح مالِ غنیمت ہے غدیر

معرفت اسلام کی ممکن نہیں ہے بن علیؑ
اس نمازِ عشق میں قربت کی نیت ہے غدیر

آیۂ اکملت اور شانِ رسالت کی قسم
اک حقیقت ہے حقیقت ہے حقیقت ہے غدیر

لازم و ملزوم ہیں اک دوسرے کے واسطے
پھول ہے کردارِ حیدرؑ اور نکہت ہے غدیر

ہم سے پوچھو کیوں مسلمانوں میں سب مومن نہیں
دینِ حق حُبِّ علی ہے اور بیعت ہے غدیر

شہر یاروں کے مقدر میں کہاں یہ مرتبہ
اک جری اک فاقہ کش کی شان وشوکت ہے غدیر

کیا فضیلت جو نہ ہو دستِ رسالت پر بلند
رفعتوں کے واسطے معیارِ رفعت ہے غدیر

کس طرف ہے ہر طرف ہے کس جگہ ہے ہر جگہ
قائم دوراں سے تادیدہ زیارت ہے غدیر

جانشیں چوتھا علیؑ کو کہنے والے سوچ لیں
وارثِ بے فصل ہونے کی بشارت ہے غدیر

سب مسلماں ہیں تو کیا پابندِ مذہب ہیں تو کیا
جنّتی وہ لوگ ہیں جن کی شریعت ہے غدیر(۱)

(۱) کتاب غدیر، ص۳۰۰

جناب دولہا صاحب عروجؔ

﴿نبیرۂ میر انیسؔ﴾

ساقیا تیرے تصدق سے بڑھی شانِ عروجؔ بھر دیا گوہر مقصود سے دامانِ عروجؔ
تو نے جاری کیا میرے لئے فرمان عروج بڑھ گئی اور زیادہ حد امکانِ عروج
مرتفع جو گل مضموں تھے وہ سارے توڑے
جب چڑھا نشہ سوا عرش کے تارے توڑے

جس میں ہے قوت اعجاز نمائی وہ شراب جس نے دی قید سے یوسف کو رہائی وہ شراب
جس نے گل آتش نمرود بنائی وہ شراب طور پر ہوش میں موسی کو جو لائی وہ شراب
اپنا موقوف ہے کیا سب نے شرف پایا ہے
پہلے آدم کو اسی نشے نے چونکایا ہے

جس کی توصیف ہے قرآں میں بکثرت وہ شراب جس کی اللہ نے سمجھی تھی ضرورت وہ شراب
جس کی ہر بوند میں ہے جلوۂ قدرت وہ شراب چشم یعقوب میں دی جسنے بصارت وہ شراب
خوش کیا حضرت یوسف کو شہنشاہی سے
جس نے یونس کو نکالا شکم ماہی سے

میں پیئے جاؤں تو پھر جام پلا پے در پے دل کو محبوب نہیں اس سے زیادہ کوئی شے
ہاں پلا لال بھبھوکا سی تو ہو جائے یہ طے جلد کی تہ سے جھلک دینے لگی سرخیٔ مے
کچھ نہ بگڑے جو ہوا دہر کی دشمن ہو جائے
لو مرے دل کی چراغ تہ دامن ہو جائے

کام آئی ہے جو ہر ایک ولی کے وہ شراب   جس میں اسرار ہیں لطف صمدی کے وہ شراب
معرفت اور سوا ہو جسے پی کے وہ شراب   جو رہی دل میں رسول عربی کے وہ شراب
دل بھی تھا ٹھیک جو اس کے لئے پیمانہ تھا
سینہ اللہ کے محبوب کا میخانہ تھا
حج آخر سے رسول آئے جو تاحد غدیر   یک بیک آ گیا فرمان خداوند قدیر
مئے تبلیغ کو تقسیم کرو بے تاخیر   جس کی یہ ہے مئے الفت وہی ہو آج وزیر
نہ پئے جو اسے بیجا نہیں دشمن کہنا
دوست سے دوست کو لازم ہے ھنیاً کہنا(۱)

(۱) کتاب غدیر، ص، ۲۹۵

جناب رضاؔ، سرسوی

﴿نظم غدیر﴾

آخری حج کرکے جب مکّہ سے پیغمبرؐ چلے
لیکے جبریلِ امیں پروانۂ داور چلے
اے محمدؐ آج پہنچا دو بس اس پیغام کو
ہے ضرورت خاص جس کی ملّتِ اسلام کو
تم نے یہ پیغام گر اُمت کو پہنچایا نہیں
ہم یہ سمجھیں گے کہ کوئی کام ہو پایا نہیں
دشمنوں کی سازشیں ناکام ہو جائیں گی سب
ہیں حفاظت کو تیری کچھ خاص بندے اور رب
سن کے یہ پیغام اُترے اونٹ سے خیر البشر
مسکرا کر قافلہ والوں پہ ڈالی اک نظر
اپنے اپنے اونٹ سے اترا ہر اک پیرو جواں
رُک گیا میدانِ خُم میں حاجیوں کا کارواں
جتنے آگے جا چکے تھے سب کو لوٹایا گیا
اور جو پیچھے تھے ان کو جلد بلوایا گیا
اُف وہ جلتی ریت پیروں میں سروں پر آفتاب
کچھ منافق سوچتے تھے آ گیا کیسا عذاب

دفعتاً کچھ خاص اونٹوں کے کجاوے لے لئے
ان کا پھر منبر بنایا اور نبیؐ اس پر گئے
دیکھ کر چاروں طرف بولے محمدؐ مصطفےٰ
ہے تمہارے نفس پہ تم سے زیادہ حق مرا
ہے بتاؤ کون تم سب کا مسلمانو! ولی
یک زباں ہوکر کہا ہم سب کے مولا ہیں نبیؐ
لے لیا اقرار جب سب سے تو یہ آواز دی
ہے کہاں میرا ولی میرا وصی میرا علیؑ
دیکھ کر بھائی کا چہرہ ہنس کے یہ بولے نبی
اے امیر المومنین آؤ یہاں آؤ علیؑ
سر ادب سے کرکے خم منبر پہ حیدرؑ آگئے
کچھ بزرگوں نے جو یہ دیکھا تو چکر کھا گئے
دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر بھائی کو بولے نبی
میں ہوں جن لوگوں کا مولا انکے مولا ہیں علیؑ
پھر دُعا یہ مانگ کر منبر سے پیغمبرؐ چلے
اے خدا حق اُس طرف ہو جس طرف حیدرؑ چلے
لاکے اک خیمے میں پھر مولا کو بٹھلایا گیا
سارے حاجی دیں مبارکباد فرمایا گیا
چار سو گونجی صَدا بَخٍّ لَک بَخٍّ لَک
تین دن تک جشن مولاؑ کا میرے ہوتا رہا

آج تک فاروق کا ارشاد ہے یہ سب کو یاد
اے ابوطالبؑ کے بیٹے میرے مولاؑ زندہ باد!

چلتے چلتے حاجیوں سے یہ پیمبرؐ نے کہا
جاکے اپنے اپنے گھر سب سے یہ کہنا واقعہ

آج سے سارے مسلمانوں کے مولا ہیں علیؑ
جو نہ مانے اس کو سچ، وہ لعنتی ہے دوزخی

شک کیا تھا ایک نے تو سب نے دیکھا ماجرا
آسماں سے آکے پتھر اس کے سر پر گر پڑا

آخری دم تک رکھے سب کو خدا ایمان پر
زندگی گزرے غدیرِ پاک کے اعلان پر

متحد ہو جائیں گر ہم سب علیؑ کے نام پر
آنچ آ سکتی نہیں پھر عزّتِ اسلام پر

مان لے کہنا نبیؐ کا سوچ لے انجام کو
خیر ہے اے صبح کے بھولے پلٹ آ شام کو

زندگی اپنی رضاؔ ہے چودہ معصوموں کے نام
مصطفیٰؐ پر مصطفیٰؐ کی آل پر لاکھوں سلام(۱)

(۱) کتاب غدیر،ص،۳۱۵

جناب رضوانؔ، بنارسی

تاریخ ظالموں سے یہ کہہ کر گزر گئی
وہ تاج کیا ہوا وہ حکومت کدھر گئی

روکا تھا اُٹھ کے بیعتِ فاسق نے راستہ
ٹکرا کے اہلِ بیت پیمبرؐ سے مر گئی

ہجرت کی شب رسولؐ کے بستر کی ہر شکن
مولا کی جانشینی کا اعلان کر گئی

گونجی غدیرِ خم میں جو من کنت کی صدا
اُمیدِ ظلم گرد کی صورت بکھر گئی

جس دم ہوا ولایتِ حیدرؑ کا فیصلہ
خنجر کی دھار قلبِ عدو میں اتر گئی

یوں مصطفیٰؐ نے ہاتھوں پہ اپنے کیا بلند
روزِ غدیر سب کی علیؑ پر نظر گئی

یا ایہا الرّسولؐ کی آواز جانفزا
دین خدا کی مانگ کو صندل سے بھر گئی

رضواںؔ بھی خلد چھوڑ کے محفل میں آ گئے
جشنِ غدیر کی جو وہاں تک خبر گئی(۱)

(۱) کتاب غدیر، ص، ۳۳۴

جناب سجاد حسین غمگیںؔ، امروہوی

دشتِ خُم سے جو اعلانِ حق ہو گیا
کوئی چہرہ کھِلا کوئی فق ہوگیا

وہ کتابِ مشیت میں محفوظ تھا
آج وا دین کا وہ ورق ہو گیا

سن کے اہلِ یقیں کو تو راحت ملی
وہ جو منکر تھا سر اس کا شق ہو گیا

مختلف اس کے معنی نکالے گئے
لفظِ مولاؔ بھی کتنا ادق ہو گیا

کوئی سلماں بنا کوئی بوذر بنا
یاد جس کو علیؑ کا سبق ہو گیا

مسئلہ تو نیابت کا آسان تھا
بڑھتے بڑھتے وہ غمگیںؔ عمق ہو گیا

مولانا سید سجاد حسین طورؔ، نانپاروی

جان وہ جاں جس میں عشق نفس پیغمبرؐ رہے
دل وہی دل ہے کہ جس میں الفتِ حیدر رہے
سر وہی ہے جس میں ہو سودائے عشق بو تراب
چشم وہ ہے بس انھیں کی یاد میں جو تر رہے
جانشینیٔ علیؑ کا حکم ہوتا ہی رہا
اور نبی بھی عامل ''فَاصۡدَعۡ بِمَا تُوۡمَر'' رہے
راز کی باتیں رہیں ما بین محبوب و حبیب
ایک مدت تک یونہی جبریل نامہ بر رہے
پر نہ تھی تکمیل اکمل حسبِ منشائے الٰہ
اس لئے احکام نازل ہوتے ہی اکثر رہے
حج آخر سے پھرے ہیں جب رسول کردگار
سامعیں مدّ نظر یہ آخری منظر رہے
آکے پہنچے ہیں غدیر خم کے میداں میں رسول
ہے صدا اقبال کی جاہ و حشم برتر رہے
ہے منادی کی ندا حی علیٰ خیر العمل
شد و مد سے تذکرہ یہ آج طے ہوکر رہے
امر تاکیدی ہوا ہے آیہ بلّغ کے ساتھ
حکم حق ہے مرحلہ یہ آج طے ہوکر رہے

یہ جگہ تھی شارع عام ایک چوراہا وسیع
تاکہ یہ امر امامت اظہر و اشہر رہے
حسب وحی حق وہیں ٹھہرے نبیؐ اور یہ کہا
قافلہ حجاج کا بھی سب اسی جا پر رہے
خطبہ پڑھنا ہے مجھے تبلیغ بلّغ کے لئے
اونٹوں کے پالانوں کا موضوع اک منبر رہے
الغرض منبر پر جاکر مصطفٰیؐ کچھ دیر تک
پہلے مصروف ثنائے خالق اکبر رہے
پھر یہ فرمایا کہ جس کا میں ہوں مولا و امیر
اس کو لازم ہے مطیع حیدر صفدرؑ رہے
یہ علیؑ ہے آج سے میرا وصی و جانشیں
حکم خالق ہے یہ مولا خلق کا ہو کر رہے
ہے یہی حکم خدا اسلام والو میرے بعد
والی امر و امیر المومنین حیدرؑ رہے
جب یہ فرمان خدا پہنچا چکے خیر الوریٰ
نعرہ ہائے تہنیت کچھ دیر زور آور رہے
حق نے بھی الیوم اکملت لکم نازل کیا
مژدہ تکمیل دیں صد شکر سب سن کر رہے
دوستوں کو ہو مبارک شادی عید غدیر
حق بجانب ہے خوشی اس عید کی گھر گھر رہے
طوؔر کہئے یا علیؑ یا علیؑ یا علی
یہ وظیفہ روز و شب صبح و مسا ازبر رہے

جناب سرکار آغا، لکھنوی

مصحفِ ناطق سے لے کر عہدو پیمان غدیر
برسر منبر نبیؐ پڑھتے ہیں قرآن غدیر

بزم والو پھر گھرا ہے ابر فیضان غدیر
پھر بقدر ظرف بھر لو آب نیسان غدیر

نقطۂ با سے ہے آغاز کتاب داوری
یا سرِ قرآں لگی ہے مہر سلطانِ غدیر

جناب سرور نواب سرورؔ، لکھنوی

﴿قصیدۂ غدیریہ﴾

اے خدا بلّغ کی آیت بھیج کر فرقان میں	کیا قصیدہ کہہ دیا تو نے علیؑ کی شان میں
کتنی ندرت ہے غدیرِخم کے اس اعلان میں	اک سمندر نے خلافت پائی ریگستان میں
جس طرح رب اپنے مرسل سے مخاطب ہے یہاں	ایسا لہجہ اور کہیں ملتا نہیں قرآن میں
مرتضیٰؑ کے وزن کو اپنے برابر کر دیا	مصطفےٰؐ نے تول کے من کنت کی میزان میں
جب کہا ''مولا علیؑ'' کو کر کے احمد نے بلند	اور اضافہ ہو گیا ایمان سے ایمان میں
یوں اٹھایا وجہِ رب میں روئے احمد چھپ گیا	آج مزمّل نہاں ہے سورۂ رحمٰن میں
وجہہ رب کو ہے بقا اور وجہہ رب ہیں مرتضیٰ	ایک اِستثنا ہے ''کل من علیها فان'' میں
ہر فضیلت خلق کر کے رب نے حیدرؑ کے لئے	ایک گلدستہ بنا کر رکھ دیا گلدان میں
دین کامل ہو گیا سب نعمتیں چن دی گئیں	اب کمی باقی نہیں کوئی بھی دسترخوان میں
مذہب اسلام سے اللہ راضی ہو گیا	دین کو سایہ ملا ہے دھوپ کے میدان میں
فکر کیسی جب علی جیسا ملے مشکل کشا	دین پیغمبر نظر آتا ہے اطمینان میں
پیش کرتے ہیں مبارکباد مولا کو سبھی	گونجتا ہے نعرۂ ''بخٍّ'' بھرے ایوان میں
صاحب حق ساحلِ مولا علیؑ پر آ گئے	اہل باطل کا سفینہ پھنس گیا طوفان میں
سب سیاست بحرِخم میں غرق ہو کر رہ گئی	سارے منصوبوں پہ پانی پھر گیا اک آن میں
تھے حریف مرتضیٰؑ بیعت مگر کرنا پڑی	آج بچنے کی کوئی صورت نہ تھی امکان میں

تہنیت لب پر مگر آنکھوں میں کینہ پروری
رابطہ بالکل نہ تھا مضمون اور عنوان میں

پنجۂ بلّغ نے چہروں سے نقابیں نوچ لیں
مرتضٰی کے سارے دشمن آ گئے پہچان میں

بازوئے مشکل کشا کا حق محنت ہے غدیر
فرق ہوتا ہے بہت اجرت میں اوراحسان میں

منکرِ حق علیؑ تو سورۂ والعصر دیکھ
فائدے کی کوئی صورت ہی نہیں نقصان میں

بعد مرسل کچھ غدیری ہی مسلمانوں میں تھے
تھوڑے ہیرے بھی ملیں ہیں کوئلے کی کان میں

مدح حیدرؑ کی جو سرورؔ نے بہ عنوان غدیر
منقبت اک اور شامل ہوگئی دیوان میں (۱)

---

(۱) پیغام غدیر، ص،۲۶

جناب شارب لکھنوی

﴿محسوساتِ شارب﴾

جس کے مولا ہیں محمدؐ اس کے مولا ہیں علیؑ
یہ وہ مصرع ہے جو دُہراتی رہے گی ہر صدی

پوچھئے اللہ سے احمدؐ سے معیارِ علیؑ
قدر گو ہر شاہ داند یا بداند جوہری

دونوں میرے ہیں محمدؐ اور محمدؐ کا وصیؑ
ایک جانب اسمِ اعظم اک طرف نادِ علیؑ

عشقِ حیدرؑ کی کوئی منزل نہیں ہے آخری
اس سے اب آگے بڑھو آئے جہاں تک شافعیؒ

لیکے یہ آئے تھے عشقِ مصطفیٰؐ عشقِ علیؑ
حضرتِ آدمؑ کو کہئے سب سے پہلا رافضی

نائبِ پیغمبرؐ حق اے مرے مولا علیؑ
ہر ولی ہے محترم لیکن تو چیزے دیگری

جن کے دل میں ہے علیؑ کے دشمنوں کی دوستی
اُن سے رکھنا چاہئے صاحب سلامت دور کی

منکرِ اعجاز بھی ہیں نام کے مُسلم بھی ہیں
یہ نہیں تو اور کہتے ہیں کسے میٹھی چھری

بائے بسم اللہ میں قرآں سمٹ کے آ گیا
ہم تو یہ کہتے ہیں کہئے آپ کیا کہتے ہیں جی

کون سے خانے میں ان کا نام لکھوں اے خدا
نام ابراہیم پر جو کر رہے ہیں آذری

ڈھونڈ نے پر بھی اسے ملتی نہیں کوئی خطا
دشمنِ آلِ نبیؐ کی ہائے رے بیچارگی

غیر ممکن ہے کہ ہو مدحِ علیؑ کا حق ادا
میں تو کیا اس کا فرشتہ بھی نہیں ہے مدعی

میرے شعروں سے بنے ہیں مدح کے یوں دائرے
پھینک دے جیسے کوئی تالاب میں اک کنکری

صدقۂ نہج البلاغہ کے سوا کچھ بھی نہیں
واعظوں کے سارے خطبے کل ہماری شاعری

ہم نے یہ سمجھا ہے حیدرؑ کی عبادت دیکھ کر
بندگی سے ہے بہت آگے شعورِ بندگی

ایک سایہ ایک خنکی ایک خوشبو ایک رنگ
زیرِ دیوارِ محمدؐ زیرِ دیوارِ علیؑ

ذکر کیجئے تو چمک جاتی ہے جیسے ذوالفقار   آج بھی اتنا ہے رعب لافتیٰ الاّ علیؑ

ہے ضمانت دین حق کی ہر بلندی کے لئے   صاحبِ معراج کے ہاتھوں پہ معراجِ علیؑ

اے غدیری شمع میں تیری شعاؤں کے نثار   چودہ صدیاں یاد کر کے آ رہی ہے روشنی

مدح میں شاربؔ ملاتا ہوں زمین و آسماں

شعر میرے آسمانی اور لہجہ لکھنوی

جناب شانِ حیدر بیباکؔ، امروہوی

حُبِّ علی کے چلتے تھے ساغر غدیر میں ایمان والے پی گئے چھک کر غدیر میں
دل میں تھا جنکے بغض ترستے ہی رہ گئے اک بوند بھی ہوئی نہ میسر غدیر میں
آتے تھے حج سے لوٹ کے سب قافلوں کے ساتھ جیسے ہی پہنچے دین کے سرور غدیر میں
پیغام جو ملا تھا وہ پہنچایئے نبیؐ! روح الامین بولے یہ آ کر غدیر میں
رکوایا قافلے کو یہ سُن کر رسولؐ نے کیسے بتاؤں کیسا تھا منظر غدیر میں
جو آگے جا چکے ہیں وہ واپس پلٹ کے آئیں فرما رہے تھے دین کے رہبر غدیر میں
چشمِ فلک نے دیکھا نہ دیکھے گی حشر تک جیسا بنا کجاوں کا منبر غدیر میں
مولا ہوں جس کا میں یہ علی اُسکا مولا ہے اعلان کر رہے ہیں پیمبرؐ غدیر میں
بخٍّ کی تھیں صدائیں یہ کہتے تھے مومنین سنورا ہے دینِ حق کا مقدر غدیر میں
جھک کر سلامی دیتا ہے مولاؑ کو آفتاب ہیں سجدہ ریز سب مہ و اختر غدیر میں
رحمت کا ابر ٹوٹ کے برسے نہ آج کیوں پورا ہوا ہے مقصدِ داور غدیر میں
سب نعمتیں تمام کیں دینِ نبیؐ پہ آج فرما رہا ہے خالقِ اکبر غدیر میں
اکملت دینکم کی سند اسکو مل گئی کامل ہوا ہے دینِ پیمبر غدیر میں
اس پر یقین کر کے مقدر سنوار لو چمکا ہے دینِ حق کا مقدر غدیر میں
ویسا ہی حشر تیرا نہ ہو منکرِ غدیر حارث کا بھوسا بھر گیا پتھر غدیر میں

بیباکؔ کیا بیاں ہوں علیؑ کی بلندیاں
تھے مصطفےٰؐ کے قد کے برابر غدیر میں

جناب شفق شادانی

﴿داستانِ غدیر﴾

بھر چکا ہے غدیر کا میدان حِجّ آخر کے آنے والوں سے
مُسکرا دیتا ہے خدا کا رسولؐ چند مسرور کُن خیالوں سے
ضوفگن صورتیں صحابہ کی کوئی سلمانؓ کوئی بوذرؓ ہے
ہر طرف دین کے ستارے ہیں کہکشاں کا حسین منظر ہے
یہ کجاووں پہ مشتمل منبر بار ختم الرسّلؐ اٹھائے ہوئے
اور محمدؐ کے دل کی ہر دھڑکن اپنے مالک سے لَو لگائے ہوئے
حدّ اِتمام تک تو آ پہنچا حق کی مخصوص نعمتوں کا نزول
اور مہکے گی خوب مہکے گی اب کلی کھل کے بن چکی ہے پھول
فرق حیدرؑ پہ زیب دیتا ہے تاج اکملتُ دینکم کا سجاؤ
ذاتِ حیدرؑ پہ ناز کرتے ہیں حق کی تبلیغ دین کا پھیلاؤ
وقت کی دور رس نگاہوں نے ایک دھندلا سا خواب دیکھا ہے
اور پھر منبرِ رسولؐ کے پاس سایۂ بوترابؑ دیکھا ہے
اونٹوں کی گھنٹیاں خموش ہوئیں سانس رُک رُک گئی ہواؤں کی
یہ علیؑ جانشین ہے میرا ایک آواز دور تک گونجی
میں زمانے میں جس کا مولا ہوں یہ علیؑ بھی اسی کا مولا ہے

علم کے شہر میں یہ دروازہ اس کا پیارا خدا کو پیارا ہے
روشنی کا سفر نہیں رکتا ماہتاب ایک آفتاب کے بعد
ابوطالبؑ کا پھول کھلتا ہے آمنہ س کے حسیں گلاب کے بعد
اپنی راہوں پہ چل دیئے راہی بڑھتا جاتا ہے کاروانِ غدیر
حکمِ رب کی شفیقؔ ہوئی تعمیل
بڑھتا جاتا ہے کاروانِ غدیر

جناب شہزاد معصومی، عظیم آبادی

﴿قصیدہ﴾

مژدہ خوشی کا سننے سنانے کو آئے ہیں
بھر بھر کے جام پینے پلانے کو آئے ہیں
میخانۂ غدیر سجانے کو آئے ہیں
خود خم پہ خُم رسول لٹانے کو آئے ہیں
جلوہ فروز منبرِ اشتر ہوئے ہیں آپ
فرمانِ کردگار سنانے کو آئے ہیں
ارشاد ہو رہا ہے یہ ساقی کے باب میں
اپنا وصیؑ خاص بنانے کو آئے ہیں
تکمیلِ دینِ حق کے لئے مرتضیٰؑ کو آج
مولائے کائنات بنانے کو آئے ہیں
کر کے بلند اپنی جگہ سے علیؑ کو ہم
کرسئ لافتیٰ پہ بٹھانے کو آئے ہیں
پہچان لیں علیؑ کو بٹھایا ہے اس لئے
کیا ان کا مرتبہ ہے بتانے کو آئے ہیں
شیرِ الٰہ دستِ خدا مظہرِ الٰہ
اوصاف سارے ان کے گنانے کو آئے ہیں

آئینہ علیؑ ہو کہ آئینہ رسولؐ
دونوں ہیں ہم صفت یہ بتانے کو آئے ہیں

ہم ایک اس لئے ہیں کہ ہم ایک نور ہیں
تفریق مت کرو یہ جتانے کو آئے ہیں

ہے چہرۂ علیؑ ہی میں پہچان دین کی
ہم دل نشیں یہ بات کرانے کو آئے ہیں

لات و منات کا ہوا کیا حشر دیکھ لو!
امت کو گمرہی سے بچانے کو آئے ہیں

شہزادؔ ہم بھی رند اسی ملکیت کے ہیں
فیضِ خمِ غدیر اٹھانے کو آئے ہیں

جناب شمیم حیدر، امروہوی

جشن مولا ہے مگر بزم میں ہوں ہاں بھی نہیں — ایسا سُن سان کوئی شہر خموشاں بھی نہیں
مدح کے شعر سنائیں تو سنائیں کس کو — خوبیِ فن پہ کوئی نقد محباں بھی نہیں
داد و تحسین کی آواز کہاں سے آئے — لائق فکر و نظر فکر سخنداں بھی نہیں
منتشر ہو گیا اردوئے معلیٰ کا سماج — اس پہ طرہ ہے کہ حیران و پریشاں بھی نہیں
محفلِ نکتہ رساں ہے عصبیت کا شکار — جرگہ بندی کے سبب قدر ادیباں بھی نہیں
چشمکیں ہوتی ہیں فنکاروں کی عبرت کے لئے — اس حقیقت سے تو فنکار گریزاں بھی نہیں
استعارات و کنایات میں باتیں کرنا — ہائے افسوس وہ اب صحبت یاراں بھی نہیں
جان تہذیب ہیں آداب نشست و برخاست — اور تو اور یہ میراث بزرگاں بھی نہیں
علم و اخلاق سے خالی ہے نصاب تعلیم — بوستاں بھی نہیں سعدی کی گلستاں بھی نہیں
یہ سیہ بختی احباب نہیں تو کیا ہے — مکتبِ علم میں ہیں علم کے خواہاں بھی نہیں
علم کا شہر نبیؐ اور علیؑ دروازہ — دوسری راہ پس عالم امکاں بھی نہیں
چھوڑ کر اپنا وطن شہر نجف تک جانا — کوئی مشکل بھی نہیں ہے کوئی آساں بھی نہیں
جس کی آغوش سے اخلاق کا سورج نکلے — فاطمہ بنتِ اسد ایسی کوئی ماں بھی نہیں
خارج از بحث خوارج پہ سخن آرائی — منحرف ہوں جو علیؑ سے وہ مسلماں بھی نہیں
جز علیؑ کھینچا ہے کس نے خطِ معیارِ جہاد — پہلواں زد پہ ہے ایسا کہ پہل واں بھی نہیں
دست سلماں میں ہے میزان غلامان علیؑ — اپنے پہلو میں تو اک درجہ ایماں بھی نہیں

لَب پہ بخٍّ کی صدا دل میں صنم کا پیکر حاجیو! تم میں کوئی بندۂ یزداں بھی نہیں
دولتِ فقر علیؑ سے ہے غنی دل میرا پاس ساماں بھی نہیں بے سروساماں بھی نہیں
منزل رجعت خورشید پہ بس جاؤ شمیمؔ
اسطرف تو گزر گردش دوراں بھی نہیں

جناب ضمیرؔ، بھوپت پوری

خدا نے منتخب کرکے غدیرِخم کے میداں کو
گلستانوں سے افضل کر دیا ہے اک بیاباں کو
بناؤ جلد از جلد اک نیا منبر کجاؤں کا
دیا ہے حکم پیغمبرؐ نے بوذر اور سلماں کو
زمینِ گرم اُس پر آگ برساتا ہوا سورج
نہ بھولے گی کبھی اب دوپہر ایسی مسلماں کو
سجی ہے خم کی محفل آیۂ بلّغ کے سائے میں
صدا خیر العمل کی کھینچ لائی ہے مسلماں کو
پیمبرؐ نے اٹھایا ہاتھ پہ اپنے یوں حیدرؑ کو
اٹھا کر جس طرح رکھ دے کوئی قرآں پہ قرآں کو
علیؑ کو سامنے کرکے پیمبرؐ چھپ گئے پیچھے
مہ انور چھپا لے جس طرح مہر درخشاں کو
نبیؐ بولے ہیں مولا جس کے ہم اس کے علیؑ مولا
یہ کہہ کر تاج امامت کا پنہایا کلّ ایماں کو
علیؑ نے بیلچہ کاندھے پہ رکھ کر یہ بتایا ہے
پسند آتی ہے محنت کی کمائی ربِّ یزداں کو
ضمیرؔ اب فکر کیا ہے تجھ کو بعدِ مدحت مولا
مرادوں کے گہر سے بھر لیا ہے اپنے داماں کو(۱)

---

(۱) کتاب غدیر ص۳۱۸

جناب عادلؔ، کراروی

﴿غدیر﴾

دوستو بتاؤ تو ماجرا یہ کیسا ہے
ایسے تپتے صحرا میں کارواں یہ کس کا ہے
تاحد نظر کوئی نخل ہے نہ سایہ ہے
ماتھے پر پسینہ ہے چہرہ تمتمایا ہے

بھینی بھینی سی خوشبو بن میں کیسی پھیلی ہے
گوشہ گوشہ صحرا کا آج کیوں مہکتا ہے
یک بیک فضاؤں میں اک عجب صدا گونجی
خیر ہے عمل آو راہبر بلاتا ہے

یہ غدیر کا میداں آج رشکِ جنت ہے
دیں کا تکملہ ہوگا انتخابِ مولا ہے
ناگہاں سماں بدلا اک نرالا منظر ہے
نور و رحمتِ عالم یہ خطاب کرتا ہے

میں تمہارے نفسوں کا تم سے بڑھ کے مالک ہوں
میں ہوں مولا جس جس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے
علم و آگہی والے سرخرو ہوئے چہرے
تھا نفاق جس دل میں اس کا رنگ اترا ہے

حکمِ مرسلِ اعظمؐ سے ہوئے پریشاں گو
لب پہ تہنیت لیکن دل میں خار و کینہ ہے
دین بھی مکمل ہے رحمتیں بھی کامل ہیں
یہ رضائے خالق ہے مصطفیٰؐ کا منشا ہے
جشن تاجپوشی یہ مومنو! مبارک ہو
آج سے علیؑ مولا مومنوں کا مولا ہے
طاعت خدا بیشک زندگی ہماری ہے
وعدۂ غدیر ہم نے ہر طرح نبھایا ہے
کیا کہیں اسے عادلؔ جس نے کہہ کے بخٍّ بھی
وعدہ غدیر خُم ہر طرح بھلایا ہے(۱)

(۱) کتاب غدیر، ص ۳۲۰

جناب عاشور کاظمی

﴿نظم﴾

ساقیا! کر اہتمام بادۂ خم غدیر آج لا بھر بھر کے جامِ بادۂ خمِ غدیر
دامنِ عصمت نے چھانا ہو جسے مے وہ پلا جوہر ایمان جانا ہو جسے وہ مے پلا
وہ پلا جس سے کہ کھل جائے میرے دل کی کلی اور نکلے ہر بُن مو سے صدائے یا علیؑ

وہ پلا دے جس کی مستی حشر تک مستی رہے دولت کونین کے بدلے بھی جو سَستی رہے
چھا گیا ہے دیکھ ابر رحمت پروردگار ہو رہے ہیں آج اسرار نہفتہ آشکار
یوں پیمبرؐ نے ادا فرض رسالت کر دیا ساتھیو! مژدہ کہ اعلان امامت کر دیا

کفر کی ظلمت میں ایماں کا اجالا ہے علیؑ جس کا میں مولیٰ ہوں اس مومن کا مولیٰ ہے علیؑ
یہ علیؑ ہے باعث رنگینیٔ کون و مکاں ابر نیسانِ کرم الطاف کا بحر رواں(۱)

(۱) کتاب غدیر، ص ۳۰۱

مولانا سید عالم مہدی عالمؔ، زید پوری

﴿قصیدۂ غدیریہ﴾

ہے مودت کا تقاضا اب بہ عنوان غدیر
بات ہو ہر رخ سے عقلی اے سخنرانِ غدیر
عقل جب مخلوق اول ہے تو کہدو صاف صاف
عقل ہی کو خوب حاصل ہوگا عرفان غدیر
ہیں محمدؐ عقل کل حیدرؑ ہیں انکے نصف جز
جنکی خاطر ہے سجایا حق نے ایوان غدیر
اور محبت میں انہیں کے خلق جب سب کچھ کیا
پھر نہ ہو کیوں ذرے ذرے پر وہ فیضان غدیر
کائنات کن فکاں کون و مکاں یہ کہکشاں
سب سلامی کو جھکے ہیں سوئے میدانِ غدیر
باد و خاک و آب و آتش بحر و بر کوہ و دمن
سب پہ ہے یک لخت اور یکسر جو احسان غدیر
عرش و کرسی و قلم اور لوحِ رب محتشم
ہیں مرقع نور کا با فیض عرفان غدیر
رقص گل اور نغمۂ بلبل کا ہے جو اتحاد
دونوں کی فطرت میں ہے پیوست ارمان غدیر

مشک و عود و عنبر و نسرین و جوہی نسترن
روح سب کی در حقیقت روح ریحانِ غدیر
یہ بہار نغمہ ریز و عطر بنیر و گلفشاں
لاتی رہتی ہے نوید بوئے بستان غدیر
یہ نسیم صبح گاہی اس خرام ناز میں
حسن کے انداز لاتی ہے بہ سامانِ غدیر
وہ کہ ہو صبح بنارس یا کہ ہو شام اودھ
ہے تجمل ان سبھی کا ایک وردان غدیر
وقت کے جتنے ہیں یوسف آئیں زندانوں سے پھر
ہے زلیخائے زماں گلشن میں مہمان غدیر
طوطیٔ شکر بیان و بلبل شیریں دہن
ہونگے گلشن میں نئے رخ سے ثنا خوانِ غدیر
ہے گھٹا گھنگھور آؤ مطربو تم دیکھ لو
رقص میں طاؤس کے رقصاں ہیں ارمانِ غدیر
مدتوں سے ہیں صدف اپنے دہن کھولے ہوئے
آج برسے گا مسلسل ابر نیسانِ غدیر
ہے غزالانِ چمن کی ناف میں بوئے غدیر
اور پپیہے کی بھی پی میں ہے وہ ارمانِ غدیر
مژدہ اے رندو! سنو اب ساقی نامے کا بیاں
پہلے اک صلوات کا نعرہ بہ عنوانِ غدیر

"مطلع"

اے خدا بس تو ہی تو ہے جانِ جانانِ غدیر
بھر دے سب کاسے کٹورے جام ولیوانِ غدیر
اس طرح چھلکے شراب ناب پیمانوں میں آج
پی کے مست ہو جائیں سارے کلمہ گویانِ غدیر
ہر طرف مہکیں گے باغ حسن کے بن کر گلاب
اور سنائیں گے نوید نو بہارانِ غدیر
مدح کا اب وقت ہے لے چل مجھے ذہن رسا
منزل جُحفہ عرب کا وہ خمستانِ غدیر
ہیں فرشتے جس پہ صدقے اور ہیں حوریں نثار
حضرت روح الامیں بھی ہیں جو قربانِ غدیر
جنت الفردوس سے اس کا ہے بڑھکر مرتبہ
اذن خالق سے جہاں اترا ہے فرمانِ غدیر
خالق عالم کا آیا حکم پہنچا دو اسے
اے رسول حق تمہیں رکھتے ہو عرفانِ غدیر
گر نہ پہنچایا اسے جانو رسالت ہے عبث
جاکے منبر پر کرو اعلانِ فرمانِ غدیر
ظالموں کے شر سے رب محفوظ رکھے گا تمہیں
کیا بگاڑیں گے ترا حُسّادِ میدانِ غدیر

اپنا سا منھ لیکے رہ جائیں گے سارے بدسرشت
یہ جو گھس آئے ہیں انسانوں میں حیوانِ غدیر
تیرا رب انکی ہدایت کر نہیں سکتا کبھی
ہیں خراب الاصل یہ بد ذات سرطانِ غدیر
حکم خالق سن کے پیغمبرؐ زمیں پہ آ گئے
ناقہ بھی سمجھا کہ آ پہنچا بیابانِ غدیر
چلچلاتی دھوپ میں حجاج کو روکا وہیں
اور بولے سب سے جمع ہوئیں انسانِ غدیر
منبر پالان اشتر پر رسولِؐ حق گئے
اور علیؑ بھی ساتھ میں جو جانِ جانانِ غدیر
باندھ کر عمّامۂ مخصوص بولے یہ نبیؐ
دیکھ لیں سب انکو ہیں مولائے ذیشانِ غدیر
جس کا میں مولیٰ ہوں اسکے یہ علیؑ مولیٰ ہیں اب
کھول کر کانوں کو سب سن لیں یہ اعلانِ غدیر
سب کے آگے تہنیت میں تھے قریبی اقرباء
وہ بنی ہاشم کہ جو تھے سر فروشانِ غدیر
پھر چلے وہ بھی بنے تھے جو سبب سے رشتہ دار
آ گئے آخر جو زیر عہد و پیمانِ غدیر
تہنیت کو آئیں پھر وہ امہات المومنین
سب ہوئیں پیش نبی آخر ثنا خوانِ غدیر

کل صحابی اور صحابیات نے دی تہنیت
تھے سبھی اچھے برے بد عہد و خوبانِ غدیر
چار دن کی تہنیت تھی اس گھڑی میدان میں
بعد مرسل بھول بیٹھے سب وہ فرمانِ غدیر
ہاں مگر کچھ دھن کے پکے عزم کے مضبوط تھے
تا دمِ آخر رہے جو زیر دامانِ غدیر
گردنیں کٹوا دیں اپنی دار پر بھی چڑھ گئے
اف نہ کی منھ سے ہوئے بالشان قربانِ غدیر
جس قدر بڑھتی رہی حب علیؑ ہوتے رہے
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جانانِ غدیر
ایسی ہی فردوں کے اسمائے گرامی ہیں عزیز
بوذر و مقداد اور عمار و سلمانِ غدیر
ان میں ہاں اک نام میثم بھی بہت مخصوص ہے
دار پر چڑھکر بنے ہیں جو سخنرانِ غدیر
کی تلاوت سارے مجمع میں بہ عنوان دگر
آ گیا رحل شہادت پر جو قرآنِ غدیر
مصرعہ پڑھئے شعر پورا خود بہ خود ہو جائے گا
ہو مبارک سب کو جشنِ عہد و پیمانِ غدیر
طرح پہ عالَم بہت لکھا بس اب روکو قلم
داد و تحسیں دے رہے ہیں طرحدارانِ غدیر

جناب عباس حیدر مضطرؔ، جونپوری

رشکِ جنّت ، نازِ فطرت صحنِ میدانِ غدیر
وسعتِ کون و مکاں پہنائے دامانِ غدیر
دلربا دیدہ کشادہ ساز و سامانِ غدیر
وہ نیا منبر کجاوٗں کا وہ اعلانِ غدیر
ہر مسلماں کے ہیں مولا دونوں شاہانِ غدیر

آج ہے ہارونؑ خود موسیؑ عمرانِ غدیر
رشکِ صد یوسفؑ بنا ہے ماہ کنعانِ غدیر
ہو گیا مالک خدائی کا سلیمانؑ غدیر
چومتے ہیں دست ساقی بادہ خوارانِ غدیر
آ گیا برجِ شرف میں مہر تابانِ غدیر

جب قریبِ خُم سواریِؐ رسالت آ گئی
خود مچل کر لوح سے بلّغ کی آیت آ گئی
آخری تبلیغ دیں کی نیک ساعت آ گئی
یعنی اعلانِ ولایت کی ہدایت آ گئی
ہو گیا اتمامِ نعمت بعدِ اعلانِ غدیر

وہ نیا منبر کجاوٗں کا بہارِ بے نظر
وہ پیمبرؐ کی خطابت، جانِ حکمت دل پذیر
وہ جلالت خیز ساعت دعوتِ فکرِ بصیر
اِک طرف وہ ماہِ کامل اِک طرف مہر منیر
ایک منزل پر ہیں دونوں نور افشانِ غدیر

مردِ آہن تھا جو ہر میداں میں دار و گیر کا
آج تک شہرہ ہے جس کی عصمتی شمشیر کا
جس کی مدحت میں قصیدہ عمرو کی ہمشیر کا
تھا نبوّت نام حُسن ذات کی تاثیر کا
اس کے وصفِ خاص سے قائم ہے عنوانِ غدیر

جس کی صورت میں تھا جلوہ انبیائے خاص کا
جس کی سیرت بن گئی تھی مصحفِ ربّ عُلا
جس کے کردارِ حَسیں پر حُسنِ یوسفؑ ہو فدا
روزِ بعثت ہی سے تھا جو جانشینِ مصطفیٰؐ
آیۂ تکمیل حجت تھا وہ اعلانِ غدیر

پوچھتا ہوں منصفانِ عالم اخلاق سے
ہو گئی کیا محو بَخٍّ کی صدا آفاق سے
نقشۂ مَن کُنتُ مولا کیا ہوا اوراق سے
جس نے توڑے تھے گرا کر بُت حرم کے طاق سے
وہ بنا ہے آج مولاؐ بڑھ گئی شانِ غدیر

جو تھا صنّاعِ ازل کی صنعتوں کا شاہکار
وہ تعجب خیز ہستی آدمیت کا وقار
جس کا ہر نقشِ قدم تھا دین فطرت کا حصار
متنِ قرآنِ مبیں تھا جس کا تطہیری شعار
جلوہ گاہِ مصحفِ ناطق تھا فارانِ غدیر

تھا سرِ منبر خطابت میں سلونی اعتبار
زیرِ محرابِ عبادت عابدِ شب زندہ دار
دیکھ کر جبریل خود کہتے تھے ضربِ وزن دار
لا فتیٰ الا علیؑ لا سیف اِلّا ذوالفقار
گوہرِ دُرجِ حرم لعلِ بدخشانِ غدیر

کون کر سکتا ہے مضطؔر مدحِ ممدوحِ خدا
جس کے سر پر فخر کا رکھا ہو تاجِ انّما
جس حسیں کے زیب تن ہو پیرہن تطہیر کا
جس کے لَب کا بوسہ لے بلقیسِ ملک ہل اَتی
کون بَن سکتا جُز حیدرؑ سلیمانِ غدیر

جنابؔ عزم حیدری، رانچی

﴿غدیر خم کا منبر بولتا ہے﴾

سر احساس منظر بولتا ہے — قلم سنتا ہے لکھ کر بولتا ہے
ادا جب ہو چکا حج کا فریضہ — تو اب حکم پیمبرؐ بولتا ہے
کہ سب حجاج ہوں اک ساتھ واپس — کریں یوں جیسا رہبر بولتا ہے
نبیؐ کا اک فرستادہ فرشتہ — نبیؐ کے پاس آکر بولتا ہے
نبیؐ اب کر دیں اعلان امامت — یہی فرمان داور بولتا ہے
علیؑ مثل نبیؐ ہے سب کا مولاؑ — نبیؐ کا قول کھل کر بولتا ہے
ہوئی ہے آج تکمیل رسالتؐ — ملک اکملت پڑھ کر بولتا ہے
لبوں پر اک منافق کے ہے بخٍّ — لباس خیر میں شر بولتا ہے
سزا کا مستحق ہے اس کا منکر — فلک سے گر کے پتھر بولتا ہے
جسے کچھ بھی نہیں الفت علیؑ سے — وہ یوں نادان بن کر بولتا ہے
یہ کیا حیّ علیٰ خیر العمل ہے؟ — منادی کیوں برابر بولتا ہے
کہو مفہوم یوں خیر العمل کا — جو عرفانِ ابوذرؓ بولتا ہے
اٹھو! بیعت کرو دستِ علیؑ پر — یہ فرمانِ پیمبرؐ بولتا ہے
رواں مدحت ہے میثم کے دہن سے — لو! کوزے میں سمندر بولتا ہے
ہیں ٹھوکر میں یہ تاج و تخت شاہی — یہ وہ خود دار کھل کر بولتا ہے

جسے مولاؑ علی کہتے ہیں ہم سب سدا بیباک ہوکر بولتا ہے
حکومت اس پھٹی جوتی سے بد تر علیؑ کا زُہد کھل کر بولتا ہے
علیؑ سب سے بڑا سچا صحابی لقب صدیق اکبر بولتا ہے
علیؑ دنیا کا وہ فاروق اعظم جو حق، باطل سے ہٹ کر بولتا ہے
غنی ایسا، قناعت جس کی دولت غنا کا فخر اکثر بولتا ہے
نبیؐ ہیں وجد میں ذکر علیؑ سے ملک مسرور ہو کر بولتا ہے
نبیؐ پر ظلم کرتا ہے مقرر علیؑ کو چھوڑ کر گر بولتا ہے
بڑا بیباک عزم حیدری ہے
علیؑ والا ہے کھل کر بولتا ہے

جناب سید علی عباد قیسؔ، زنگی پوری

اک طلسم حسن قدرت چشم جانانہ بھی ہے
مے بھی ہے، میکش بھی ہے، ساقی بھی پیمانہ بھی ہے

ہر نظر ہے دلربا و جانفزا و جانستاں
ناز معشوقانہ بھی انداز ترکانہ بھی ہے

نور قدرت بھی ہے ان آنکھوں میں تصویریں بھی ہیں
غور سے دیکھو تو کعبہ بھی ہے بت خانہ بھی ہے

اہل دل سے پوچھ لو کیفیت چشم حسیں
زہر کا ساغر بھی ہے امرت کا پیمانہ بھی ہے

روک دیتی ہے نگاہِ ناز وحشت کے قدم
بس اسی زنجیر سے مجبور دیوانہ بھی ہے

نخرۂ خونریز کا عشرت کدہ ہوتے ہوئے
وقت پڑ جائے تو عاشق کا عزاخانہ بھی ہے

چشم افسوں ساز میں سب کچھ ہے اور کچھ بھی نہیں
جس طرح دنیا حقیقت بھی ہے افسانہ بھی ہے

دل کی دنیا ہی نہیں ہے زیر فرمان نظر
رجعت خورشید کا مشہور افسانہ بھی ہے

اس کا وہ زور نظر تھا جس کے ڈر سے آج تک
بت بھی ہیں لرزے میں سکتے میں صنم خانہ بھی ہے
کون لکھ سکتا ہے اس ذات گرامی کا شرف
جس کا جبریل امیں خادم بھی پروانہ بھی ہے
کنیت ہے بو تراب اسم گرامی ہے علیؑ
خاکساری بھی ہے ان میں تان شاہانہ بھی ہے
جس کے مولا ہیں محمدؐ اس کے مولا ہیں علیؑ
صورت قرآں حدیث پیرمیخانہ بھی ہے
نیم مخفی راز من کنت کا پیمانہ بھی ہے
دشمنوں کو زہر بھی ہے جان میخانہ بھی ہے
وال من والاہ بھی ہے عاد من عاداہ بھی
کیوں نہ ہو محفل میں اپنا بھی ہے بیگانہ بھی ہے
بعد اتممت علیکم شان من کنت بھی دیکھ
جیسا مینا ہے اسی سج دھج کا پیمانہ بھی ہے
اب تو پینی ہی پڑے گی شیخ کو جیسے بھی ہو
خم بھی ہے ساقی بھی ہے بلغ کا پیمانہ بھی ہے
مے پرستو! بزم میں ہشیار رہنا دیکھنا
قیسؔ کہتے ہیں جسے شاید وہ دیوانہ بھی ہے

مولانا سید غلام السیدین حاشؔر باقری، جوراسی

بامِ عروج پر ہے ستارہ غدیر کا

حق نے عطا کیا ہے وہ تحفہ غدیر کا ہے ناجیوں میں آج بھی چرچا غدیر کا

واپس ہوئے جو آخری حج سے رسولؐ پاک آیا نبیؐ کی راہ میں صحرا غدیر کا

حکم خدا سے تھم گئے بڑھتے ہوئے قدم پیغام دوپہر میں جو پہنچا غدیر کا

تھا بارہویں مہینے کا اٹھارواں وہ روز ابھرا جو صدر ارض پہ نقشہ غدیر کا

اترے زمین خم پہ جو عصمت کے مہر و ماہ رتبہ فلک سے ہو گیا اونچا غدیر کا

آگے جو بڑھ چکے تھے پلٹنا پڑا انہیں میداں، ہجوم خلق سے چھلکا غدیر کا

پیچھے تھے جو کیا گیا ان کا بھی انتظار تھا حاجیوں کو حکم سنانا غدیر کا

پہلے ہوا نماز جماعت کا اہتمام پھر تھا زبان وحی پر منشا غدیر کا

جب بن چکا کجاؤں کا منبر سر زمیں گونجا فضائے دہر میں خطبہ غدیر کا

تھے چلچلاتی دھوپ میں اصحاب مصطفیؐ جاری کیا نبیؐ نے جو سکہ غدیر کا

اللہ کی ثنا تھی نبی کی زبان پر ہاتھوں پہ تھا رسول کے مولاؑ غدیر کا

پہنچے جو دست صاحب معراج پر علیؑ سورج فراز عرش پہ چمکا غدیر کا

طے ہو گیا نبیؐ کی نیابت کا مرحلہ سر پر بندھا علیؑ کے جو سہرا غدیر کا

جس کا امیر میں ہوں علیؑ بھی ہیں اس کے میر قول نبی میں تھا یہ ترانا غدیر کا

کامل ہو دیں کا مرحلہ نعمت بھی ہو تمام حق کی رضا نے راستہ دیکھا غدیر کا

جب ہو چکا علیؑ کی ولایت کا فیصلہ مقصود خاص ہو گیا پورا غدیر کا
ارباب دیں سے آیۂ تکمیل نے کہا یہ لطف کردگار ہے صدقہ غدیر کا
شاہد ہے یہ وصیِ پیمبرؐ کا انتخاب بام عروج پر ہے ستارہ غدیر کا
مولا ہمارے بن گئے تم آج سے علیؑ! اصحاب کی زباں پہ تھا وعدہ غدیر کا
بخٍ لک کے شور میں بیعت کا اہتمام کہتا تھا آج بول ہے بالا غدیر کا
کفار آج، ہوگئے مایوس و نامراد امت کو مل گیا جو مسیحا غدیر کا
ہونے نہ دے گا پرچم باطل کو سربلند لہرا رہا ہے دہر میں جھنڈا غدیر کا
ڈالے گئے مگر جو تعصب کے پیچ وخم بعضوں سے حل نہ ہو سکا عقدہ غدیر کا

حاشرؔ ہمارے بیچ میں ہوتا نہ انتشار
فرمان سب کو یاد جو رہتا غدیر کا

جناب قاسم شبیر، نصیرآبادی

نذر غدیر

تطہیر کے سائے میں جو پیمانہ بنا ہے — وہ حاصلِ شیرازۂ خمخانہ بنا ہے

''مولا'' جسے کہئے ہے معانی کا خزانہ — یہ لفظ ہی افسانہ در افسانہ بنا ہے

ہر چیز بے مدار ہے مولا تیرے بغیر — عقبیٰ تیرے بغیر نہ دنیا تیرے بغیر

خیر البشر کو خیر عمل کی تلاش تھی — اسلام تھا مگر تھا ادھورا ترے بغیر

ایک ضو ایک ضیا ایک تجلی اک نور — بستیٔ ارض سے دیکھو فلکِ ہفتم تک

ہیں علی صرف علی زینتِ تاریخ عمل — ذو العشیر ہ سے چلے آؤ غدیر خم تک

ولا کی عمر کا جشنِ اخیر کہتے ہیں — زبانِ ناز میں ''یوم امیر'' کہتے ہیں

نبیؐ کا ہو جو فریضہ خدا کی عینِ رضا — ہم ایسی عید کو عید غدیر کہتے ہیں

دامنِ علم رسالت میں تھی وسعت کتنی — کون جانے کہ رسول اور بھی کیا کیا کہتے

عقل کہتی ہے کہ سب کہد یا ''مولا'' کہکر — دل یہ کہتا ہے کہ کچھ اس سے زیادہ کہتے

جناب کاظمؔ، بنارسی

﴿قصیدۂ غدیریہ﴾

غدیر خم میں رُکا ہوا ہے نہ جانے کیوں قافلہ علیؑ کا
کسی کی ضد ہے کہ آج طے ہو کسی طرح مرحلہ وصی کا
پیامِ خالق سنا کے کاظمؔ ملک کھڑا مسکرا رہا ہے
رسولؐ کچھ کہکے چپ ہوئے ہیں ہے شور برپا علیؑ علیؑ کا
کسی کے جذبات ظاہری کا بنا ہے آئینہ لفظ مولا
یہ کون پوچھے یہ ہے حقیقت کہ فعل ہے یہ روا روی کا
محل تھا تکمیل دین حق کا مقام تھا شرحِ بندگی کا
رسولؐ کیونکر خموش رہتے مقام تھا موت و زندگی کا
بقدرِظرف آج میکدے سے مئے ولا دے رہا ہے ساقی
جو ہوگا عقل و خرد کا مالک یہاں پہ ہے آستاں اسی کا
یہ تاج ہے دیں کی رہبری کا نبیؐ کے ہاتھوں سے مل رہا ہے
یہ کوئی فوجی نشاں نہیں جو لے لے ہوجائے بس اسی کا
خیال حاسِد الجھ رہا ہے نفاق کروٹ بدل رہا ہے
کوئی نہ مانے نصیب اس کا ہے آج سودا ہنسی خوشی کا
علیؑ کا کیا ذکر آج آئے جسے بھی دعوائے ہمسری ہو
مقابلہ کوئی کر لے پہلے غلامِ سلمان فارسی کا

اصول جب ہو نہ زندگی کا کیا جو چاہا کہا جو سمجھا
تو پھر عبث ہے یہ اسکو شکوہ کہ خوف اُن کو نہیں کسی کا

جو لفظ مولا کو ساتھ لیکر اُٹھے ہیں اس بزمِ اختری سے
نبیؐ کی آنکھیں تو بند ہولیں کریں گے دعویٰ وہ برتری کا

نبیؐ کے بخشے ہوئے شرف کا خدا ہی حافظ ہے اب تو کاظمؔ
قدم قدم ہے فریب پیہم جگہ جگہ خوف رہزنی کا(۱)

(۱) کتاب غدیر،ص،۳۰۲

جناب سید مجتبیٰ حسین موجؔ، لکھنوی

بلّغ نے دی علیؑ کو نیابت رسولؐ کی
محنت ہوئی ہے آج سوارت رسولؐ کی
اعلان ذوالعشیرہ سے لیکر غدیر تک
حیدرؑ بنے ہوئے ہیں ضرورت رسولؐ کی
معمار کن نے جس کو بنایا ہے نور سے
وہ چودہ منزلہ ہے عمارت رسولؐ کی
سر سجدۂ خدا میں ہے اور پشت پر حسینؑ
معراج پر ہے آج عبادت رسولؐ کی(۱)

(۱) تذکرۂ شعراء اہلبیتؑ، ص، ۲۵۸

مولانا سید محمد باقر، جوراسی

ہے امر حق کی روح تو پیکر غدیر کا
زندہ نگاہ دل میں ہے منظر غدیر کا

کہتی ہے یہ چہاردہ صد سالہ خم کی یاد — چودہ ہیں پھر بھی ایک ہے ساغر غدیر کا
میداں ہر ایک علم و عمل کا جو سر کرے — فاتح وہی ہے قائد و سرور غدیر کا
پیغمبرؐ و خطیب سلونی جہاں بہم — کتنا بلند ہو گیا منبر غدیر کا
دو تاجدار عصمت و عظمت تھے میہماں — ہے عزت و شرف یہ مکرر غدیر کا
وسعت یہ ایک دامن صحرا کو ہے نصیب — میداں ہے تا بہ عرصۂ محشر غدیر کا
حد زمان عہد ہے باہر غدیر کا — ہے ذمہ دار خالق اکبر غدیر کا
دیکھا نہ ایسا شاہ نہ ایسا ولی عہد — دربار عام تھا پئے حیدرؑ غدیر کا
امت تھی میہمان رسالت تھی میزبان — رحمت کا سائبان تھا بستر غدیر کا
انعام خلد شاعر دربار کے لئے — حسّان خوش بیاں تھا سخنور غدیر کا
دشمن بھی کہہ رہے تھے مبارک ہو یا علیؑ — تھا یہ دباؤ غدر کے اوپر غدیر کا
دین خدا و نعمت حق کی جہاں بہار — ہر باغ سے وہ دشت ہے بہتر غدیر کا
خم سر زمین خم پہ ادب سے سر فلک — ذرّہ ہر ایک غیرت اختر غدیر کا
کشکول دل کا دولت ایماں سے بھر گیا — قسمت سے جس گدا کو ملا در غدیر کا
کچھ امتی بنائے سقیفہ کریں تو کیا — جب ساتھ دیں خدا و پیمبر غدیر کا
کتنے ہی چشم دید شہادت سے پھر گئے — پیش خدا بتائے گا محضر غدیر کا

باؔقر اجل کے بعد جو مولا کا اذن ہو
پڑھنا قصیدہ قبر کے اندر غدیر کا

جناب سید محمد رضاؔ، محمد آباد گہنہ، مئو

جو زمانے میں ہو اولیٰ اُسے مولا کہنا

جو ہو اس خلق میں جیسا اسے ویسا کہنا — ہر برے کو برا ہر اچھے کو اچھا کہنا
آنکھ پر پردہ پڑا ہو تو بھلا کیا کہنا — بخت کا کور تو تقدیر کا اندھا کہنا
کب ہوا کیسے ہوا آیۂ بلّغ کا نزول — ہاتھ کو رکھ کے ذرا سینہ پہ اپنا کہنا
لے کے ہاتھوں پہ نبیؐ نے یہ بتایا ہم کو — جو زمانے میں ہو اولیٰ اسے مولاؑ کہنا
جس کا میں مولا ہوں اس کے ہیں علیؑ بھی مولا — یاد تو ہوگا یہ محبوب خدا کا کہنا
اس کڑی دھوپ میں پالان شتر کا منبر — اپنے گھر جاکے یہ روداد یہ قصہ کہنا
بھیجی اکملت لکم کی جو سند خالق نے — اے نبیؐ تم اسے اللہ کا تمغہ کہنا
کفر مایوس ہوا ہوگیا راضی اللہ — نور حیدرؑ کو شب غم کا سویرا کہنا
دھوم سے آج منایا گیا ہے جشن غدیر — اپنے استاد کا جبریلؑ قصیدہ کہنا
پھر نہ کہنا کہ کبھی ہم نے کہا تھا تم سے — تم نہ سننا کبھی شیطان لعیں کا کہنا
جنگ میں ہوں تو انہیں شیر ببر کہہ دینا — ہوں جو مسجد میں تو اللہ کا بندہ کہنا
ہم نے بھی تھام لیا ہے قدم شاہ نجف — قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا کہنا
سن رہا ہوں کہ وہ آئیں گے عیادت کو مری — جان و دل کہنا سکوں کہنا مداوا کہنا

اے رضاؔ قبر کی منزل میں وہ آئیں گے ضرور
دردِ عصیاں کا انہیں ایک مسیحا کہنا

مولانا محمد لطیف، زنگی پوری

غدیر خم میں نرالی ہے آج شانِ بہار

دل فسردہ سے کوسوں ہے امتنان بہار
یہ ہم کو کم نہیں احسان باغبانِ بہار

نہال درد کی ہر شاخ سیر حاصل ہے
وفورِ داغ سے سینہ ہے بوستانِ بہار

کمالِ آرزو ہر شاخ نخلِ ماتم ہے
خزاں ہے گلشنِ خاطر کو اقترانِ بہار

نہیں زوال پذیروں کو پائے استقلال
نظر فریب فقط ہے یہ عنفوانِ بہار

زیادہ ربط کا انجام ہے فسردہ دلی
چمن میں گل بھی تھے دو روز مہمانِ بہار

رہی تبسم غنچہ سے عافیت ہمدوش
شریکِ خندۂ گل ہو گئی خزانِ بہار

یہ سوزِ عشق کا حاصل ہے بلبلوں کے لئے
بنی خود آتش گل برقِ آشیانِ بہار

چہل پہل تھی گلوں میں کہ اوس پڑنے لگی
کھلی نہ سعی و سفارش میں پر زبانِ بہار

گلوں سے بلبلیں کچھ اور لطف اٹھا لیتیں
ہنسی خوشی میں کسی کو نہ تھا زیانِ بہار

ہے رنگ قوس قزح میں جو خون آشامی
نہ جانے کس پہ کھنچی رہتی ہے کمانِ بہار

سحر سے عارضِ غنچہ پہ جم گیا ہے لہو
بڑھے ہیں حد سے بھی کچھ اور سرکشانِ بہار

ہوا ہے چہرۂ سوسن بھی نیل گوں بے وجہہ
یہ عمر بھر کے لئے ہے مگر نشانِ بہار

صبا نے نیند نہ سبزوں کی پوری ہونے دی
سحر سے پہلے ہی اٹھے یہ خفتگانِ بہار

نہ بوستاں سے کبھی قبضۂ خزاں اٹھتا
خدا کا فضل نہ ہوتا جو درمیانِ بہار

سحاب تیرہ کی رحمت سے آنکھ بھر آئی
ذری جو تیز ہوئی گرمئ فغانِ بہار

دھواں جو سینۂ سوزن سے صبح و شام اٹھا
بنا ہوا میں سمٹ کر وہ سائبانِ بہار

گلوں نے کھولے ہیں اوراق مدح گلشن میں ہوئے ادب سے عنادل قصیدہ خوانِ بہار
ہوا میں بیرق برگِ چمن بھی اڑنے لگی زمیں پہ گاڑ دیا سرو نے نشانِ بہار
بدل کے رخت شہانہ نہال کہتے ہیں نگاہیں دیکھ لیں تصویر شاہدانِ بہار
در چمن پہ ہو شبنم کی آبرو ریزی سمٹ رہے جو کبھی دستِ درفشانِ بہار
پلائے دانہ شبنم نے شیر غنچوں کو اٹھے سحر کو جو یہ طفلِ بے زبانِ بہار
گھٹا چمن کی جو چھائی ہوئی ہے چاروں طرف امید والوں کو ہے دامن امانِ بہار
جہاں میں ہوتی ہے تقسیم نکہت ایماں گل ثواب ہے خندہ کو بوستانِ بہار

مطلع

کھلی ہے گرچہ زمانہ میں داستانِ بہار غدیر خم میں نرالی ہے آج شانِ بہار
شمیم مژدۂ تازہ چمن چمن پہنچی کہ ارضِ دشت تہامہ ہے آج کانِ بہار
نہ پوچھو وادیٔ بطحا کی نزہت افزائی حجاز آج ہے زیر فلک مکانِ بہار
ملی ہیں چوٹیاں طوبیٰ سے کوہِ فاراں تک ہے سجدہ گاہِ ملائک یہ آستانِ بہار
ہزاروں رنگ محبت کے پھول پھولے ہیں غدیر خم کا ہے میداں کہ بوستانِ بہار
خزاں قریب جو تھا بوستانِ شرع متین کیا علیؑ کو پیمبرؐ نے باغبانِ بہار
یہ باغباں وہ ہے جس کی ریاضتِ دلکش ہوئی ریاض شریعت میں حق رسانِ بہار
انہیں کے دم سے ہے سرسبز گلشنِ ہستی یہی ہیں روح چمن اور یہی ہیں جانِ بہار
یہی ہیں نکہت گل اور یہی ہیں رنگ چمن یہی ہیں نزہت گلزار اور شانِ بہار
جمال بخش نہال خزاں رسیدہ دھر ضیائے معتدل مہر آسمانِ بہار
یہی ہیں گلشنِ مولائیت کی شاخ بلند یہی ہیں راہبر ملک و جادوانِ بہار
شگفتہ ہو گیا ہر غنچۂ فسردۂ دل سنا جو حضرت جبرئیلؑ نے بیانِ بہار
خزاں ریاض محمدؐ سے دور ہونے لگی خدا رسیدوں نے پا ہی لیا نشانِ بہار

صفیں جمائیں رسالت کے خوشہ چینوں نے | خزاں رسیدوں میں ہونے لگی اذانِ بہار
کجا و ہائے شتر سے ادھر بنا منبر | بنایا رحمت باری نے سائبانِ بہار
علیؑ کو لے کر چڑھے جب رسولؐ منبر پر | فرشتے دیکھنے آئے فلک سے شانِ بہار
گل دہن سے جو پھیلی شمیم من کنت | کہ کھولے خلد میں رضواں نے عطردان بہار
وفور نکہت جنت سے بس گیا صحرا | زمین تنگ ہوئی بہرِ کاروانِ بہار
دیا خدا نے وہ مولاؐ کہ جس کے صدقہ میں | تمام نعمت باری ہے زیب خوانِ بہار
خزاں شکستہ دل اکمال دیں کے بعد ہوئی | رسائی سہل نہیں ہے بآستانِ بہار
ہجوم خار میں آسان نہیں ہے گل چینی | بہت سے آ نہ سکے زیر امتحان بہار

مطلع ثانی

سوار کلک گل افشاں ہے ہم عنان بہار | علیؑ کی مدح کا میداں ہے بوستان بہار
چنے ہیں مدح وثنا کے جو میں نے گلدستے | بلند ہر لب غنچہ سے ہے اذان بہار
ہر ایک پھول ہے مدح علیؑ کا طرۂ خلد | زمین شعر بھی ہے آج آسمانِ بہار
بہار روئے علیؑ میں جو گل ہیں مدحت لب | بنا ہوا ہے ہر اک غنچہ بھی زبان بہار
بہار گلشن احمدؐ میں چونکہ آئی ہے | بھرا ہے موتیوں سے ابر نے دھان بہار
اگر نہ سایہ فگن ہو سحاب فیض علیؑ | کبھی نہ ہو چمن دھر سے قران بہار
علیؑ کی جنبش لب ہے نضارت گلشن | انہیں کے پاؤں کے نیچے ہے اک جہان بہار
تمہارے قبضۂ قدرت میں دیو باغ خزاں | تمہیں ہوا ے شہ دیں قابض عنان بہار
تمہارے سوز محبت کی ہے یہ حد کمال | خلیلؑ کے لئے آتش تھی بوستانِ بہار
بنی ہے دشت میں سر سر بھی پیک خوش خبری | سمند نامیہ پویاں ہے زیر ران بہار

خزاں کے بس میں ہے گلزار آرزوئے لطیفؔ
مدد امیر نجف سرد ہے زمانِ بہار

جناب مرزا محمد مہدی، لکھنوی

ازل سے میری نظروں میں غدیرِ خُم کا میداں ہے
غدیرِ خُم کی محفل دوستو تکمیلِ ایماں ہے
علیؑ کی ہم ثنا کرتے ہیں دشمن کیوں پریشاں ہے
یہ ایسی بات ہے جس میں پہیلی کوئی پنہاں ہے
غمِ شبیرؑ میں جو آنکھ سے آنسو بہاتا ہے
وہ جائے گا جناں میں روزِ محشر میرا ایماں ہے
عزا کے دشمنوں کی چال کوئی چل نہیں سکتا
یہ شہرِ لکھنؤ ہے جو محبت میں نمایاں ہے

مولانا سید محمد مہدی، ناشادؔ، زید پوری

مژدہ رندانِ کہن، بادہ گسارانِ غدیر
وہ ہے ساقی جام بر کف زیبِ میدانِ غدیر
جس کو پینا ہو کھلے میداں میں پی لے بے حساب
محتسب ہے صدرِ بزمِ بادہ خوارانِ غدیر
جام پر دے جام پیانہ پہ پیانہ ملے
ساقی کرنا ہے مجھے تجدیدِ پیمانِ غدیر
دے وہ مے جو وحی کے دامن میں ہے چھانی ہوئی
شیشۂ بلّغ میں تھی جو پیشِ رندانِ غدیر
عرش پر کھینچی ہوئی جبریل کی لائی ہوئی
جس کے چڑھتے نشہ پر، چڑھتا ہے عرفانِ غدیر
جو عرب کی رائے ناقص میں تھا ایک ناقص مقام
منزل تکمیلِ دین ہے وہ بیابان غدیر
آیۂ اکملت جب تک زیبِ قرآں ہے حضور
جا نہیں سکتی دلوں سے یادِ میدانِ غدیر
افصحِ عالم سرِ منبر ہوا جب درفشاں
موتیوں سے ہو گیا لبریز دامانِ غدیر

صیحۂ من کنت سے ہلنے لگے دشت و جبل
ذرہ ذرہ ہو گیا محکوم فرمانِ غدیر

تاجِ مولا جب سرِ پُر نور حیدرؑ پر رکھا
دیدنی تھی شانِ عز و جاہِ سلطانِ غدیر

جن دلوں میں تھی خلافت کی تمنائے قدیم
وہ شریکِ بزم ہوکر ہیں پشیمانِ غدیر

میرے مولا سے خلش کا کوئی باعث تھا نہ اور
چبھتے خارانِ مغیلاں بنکے پیکانِ غدیر

صدر کے اصرار سے ناشاؔد کو لکھنا پڑی
ورنہ ہو سکتی نہیں یہ نظم شایانِ غدیر(۱)

(۱) کلام ناشاؔد، ص،۵۱

حکیم محمد ہاشم رضوی، زید پوری

﴿قصیدۂ غزلیہ﴾

خیر کر یا رب کہ ہیں دو دشمنوں کے درمیاں
پاؤں کے نیچے زمیں بالائے سر ہے آسماں
ہم عدم سے آکے ہستی میں مقید ہو گئے
آتے ہی آتے پڑیں پاؤں میں دہری بیڑیاں
سامنے آئی تھیں کچھ مجبوریاں روز الست
خواب دیکھا تھا کہاں تعبیر نکلی ہے کہاں
روح بھی اس کالبُد میں آکے رسوا ہو گئی
مٹ گئیں آئینۂ تجرید کی سب خوبیاں
کچھ نہ تھے سب کچھ ہوئے دیکھا جو پھر کچھ بھی نہ تھے
ایسا ہونا بھی نہ ہونا ہے کہ ہیں تو نیم جاں
عیش کیا اس روح کو ہو جس کی محمل کا یہ حال
ایک مشتِ خاک کہئے یا کہ مشتِ استخواں
وہ کہاں جوہر لطیف اور یہ کہاں عرضِ کثیف
روح و تن کی نسبتیں شانِ خدا ہے بے گماں
عالم ذر میں جو باطن تھا وہی ظاہر بھی تھا
فرق ڈالا عالم اسباب نے لا کر یہاں

لوح پیشانی پہ ظاہر وہ خط تقدیر ہے
دور سے جو شومیٔ قسمت کا دیتا ہے نشاں
صبح یہ ہم پر کھلا اندیشہ ہائے شب کا حال
زندگی اپنی ہے بس گنجینۂ وہم و گماں
ذکر غیروں کا ہے کیا جب دوستوں کا ہے یہ حال
ایک دل پہلو میں تھا وہ بھی ہوا نا مہرباں
عاقبت اندیش ہو کوئی تو سمجھے اس کا راز
جس زمیں پر پاؤں رکھا بن گئی وہ آسماں
آہِ سوزاں تا بلب بے دردِ دل آئے نہیں
آگ بھی پنہاں ہے کوئی جب تو اٹھا ہے دھواں
خوگرِ تکلیف کچھ ایسا زمانے نے کیا
نفسِ امارہ نہیں اب طالبِ آرامِ جاں
آنکھ اٹھاکر سیر گلزار جہاں ممکن نہیں
اس قدر بارِ علائق نے کیا ہے سرگراں
قرعہ نکلا ہے پریشانی کا میرے نام پر
ہو گئی جمعیتِ خاطر نصیب دشمناں
ابر سے پانی اگر مانگیں تو آتش بار ہو
بحرِ بے پایاں میں رکھیں پاؤں تو اٹھے دھواں
مطمئن رکھا زمانے نے اگر دو چار دن
تھی ضرور انجام میں کوئی بلائے ناگہاں

گھر بنایا چند تنکے جب اکٹھا ہو گئے
پھر وہی خانہ بدوشی تھی جو اجڑا آشیاں
باغ میں بہلا نہ دل صحرا میں بھی الجھا کیا
ہیں سزاوارِ بہار اب ہم نہ شایانِ خزاں
باعث وحشت وہی خوابِ پریشاں خواب میں
کھل گئی جب آنکھ دیکھیں دہر کی نیرنگیاں
سننے والے شکوۂ بیجا سمجھتے ہیں اسے
واقعے کو کہتے ہیں قصہ کہانی داستاں
ہے خدا شاہد خدا کا یہ گلہ ہرگز نہیں
شامتِ اعمال کہ آیا زباں پر یہ بیاں
ہیکلِ مخلوق میں جو شکوۂ خالق کرے
بند ہو ایسا دہن اور قطع ہو ایسی زباں
ہم اسے بھولیں تو بھولیں وہ ہمیں بھولا نہیں
کہہ چکے ہیں جس کے اظہارِ ربوبیت پہ ہاں
پاس رکھتے ہیں سند یہ شومیٔ قسمت کی ہم
تشنۂ مے کب سے ہیں اور دور ہے پیر مغاں
بھر گئی ہے سر میں لیکن آج کچھ ایسی ہوا
دوست تک پہنچے بن اب رکتا نہیں یہ ناتواں
ہے دوراہہ رہنما پیر خرد جس سمت ہو
چپ کھڑے ہیں ہم ابھی دَیر و حرم کے درمیاں

امتحانِ گوشِ دل ہے دیکھئے جس کی سنے
اس طرف آوازِ ناقوس اس طرف بانگِ اذاں

راہ سیدھی جائیں گے گر راستی فطرت میں ہے
پائیں غربت میں لقب نو یوسفِ بے کارواں

لو وہ دل سن کر صدا اللہ اکبر کی چلا
یوں چلا ہے جس طرح سے بالمثل تیر از کماں

قاصدِ بادِ صبا رستے میں آکر مل گیا
دوست کی سن کر خبر دونی ہوئی تاب و تواں

اب نہیں کچھ دیر کعبے سے سواری چل چکی
بس نظر آنے کو ہے دم بھر میں گردِ کارواں

لیجئے رندوں کے جھرمٹ میں وہ ساقی آگیا
حل ہوئی مشکل ہماری مل گیا جانِ جہاں

بے خودی میں نام یہ کس کا زباں پر آ گیا
نامِ ساقی لے لیا آنے لگیں انگڑائیاں

وہ ہیں اس موقع پر ساقی اک پیمبرؐ اک امامؑ
جن کے ملنے سے ملا ہم کو خدائے جسم و جاں

روز ہے نوروز کا میداں غدیر خم کا ہے
رنگ کے مانند اچھلے گی شرابِ ارغواں

میکدے کا نام آیا پھر جماہی آگئی
تشنگی پھر بڑھ گئی آنے لگیں پھر ہچکیاں

یاد ہے اب کی ہلالِ عید دیکھا تھا یوں ہی
پاس ساقی سامنے سبزہ تھا اور آبِ رواں
ساقیا اب دیر کیا ہے دوپہر تو ہو چکی
اس سنہری دھوپ میں لطفِ صبوحی کر عیاں
تشنہ رہ جائیں گے آیا گر ترا وقت نماز
نعرۂ مستانہ سن کر سن مؤذن کی اذاں
وہ پلائے جس کے پینے سے کھلے ما فی الضمیر
ہو صفا میں سینہ رشکِ سینۂ اشراقیاں
یوں تو ہم روزِ ازل سے اس کے عادی ہو چکے
آج کتنی دیر پیتے ہیں بوقتِ امتحاں
چتر بن کر سر پہ تیرے جو کہ آیا ہے سحاب
تھا مزہ گر یہ برستا بن کے اک ابر گراں
روئے روشن آفتاب اور ہاتھ میں ہے آفتاب
اے منجّم دیکھ لے سعدین کا یہ ہے قراں
کچھ کجاوے ہیں کہ منبر ہے کہ ہے عرشِ بریں
یا کہ زیر پائے ساقی میکدے کا آستاں
آج دونا ہے وہ جلوہ کل جو تھا بالائے طور
ایک باری پھر کلیم اللہ دیکھیں ہیں کہاں
آج اونچا اس قدر ہے یہ مقامِ مرتفع
اس سے بالا کچھ نہیں اور ہو اگر تولا مکاں

قحط واعظ نے کیا تھا جس کا وہ مئے ہے سبیل
تشنگی اور اسکو بھی تو ہو شریک مئے کشاں

مفت ہے یہ مئے نہ قیمت کچھ نہ کچھ اس کا عوض
رونمائی میں جو دل چاہے تو دیدے نقد جاں

جام پر جام اس طرف سے ہیں برابر آ رہے
اس طرف جھکتے چلے جاتے ہیں سب پیر و جواں

مئے پرستی کام آئی پارسائی چھوڑکر
توڑتے ہی قفل توبہ کھل گیا بابِ اماں

پیتے ہی صہبائے رنگیں دین کامل ہو گیا
آ گئی گلزارِ ایماں میں بہارِ جاوداں

تھے مزے جتنے دو عالم کے وہ سب حاصل ہوئے
سب سے بڑھ کر یہ خدا راضی پیمبرؐ مہرباں

بادۂ مَن کنت مولا نشۂ حبِّ علی
سر پہ رحمت کبریا کی سامنے باغِ جناں

کروٹیں لیتا ہے کوثر دیکھ کر طوفانِ مئے
پائے رندوں کا جو رخ آ جائے بن کر ارمغاں

ہیں اسی مجمع میں کچھ بدمست بخ بخ کر رہے
ہضم ہوتی کب یہ مئے آنے لگیں اُبکائیاں

گھس کے اس محفل میں کیوں بے سمجھے بوجھے پل گئے
کیا اسے سمجھے ہیں جاہل مئے فروشی کی دکاں

بس رکو ہاشم طبعیت کی روانی دیکھ لی
کہہ رہی ہے مرحبا روحِ امیرِ نکتہ داں

یہ دعا حق سے کرو یا رب یہ سب زندہ رہیں
جوغزل خواں ہوتے ہیں اس بزم میں یا مدح خواں

سید محمد ہاشم منظرؔ، چین پوری

ذرا اب حال بھی سن لو غدیر خم کے میداں کا
نبی ہیں برسرِ منبر ہے مجمع اہل ایماں کا
علیؑ کو لے کے ہاتھوں پہ یہ ارشاد نبوت ہے
یہ ہے میرا وصی یہ ہے محافظ سب کے ایماں کا
گھٹا رحمت کی چھائی ہے دہائی ہے دہائی ہے
عجب شانِ خدائی ہے کہ حکم آیا ہے نیرداں کا
خدا یوں کر رہا ہے دستگیری اپنے بندوں کی
علیؑ کے ہاتھ میں اب ہاتھ ہے فخرِ رسولاںؐ کا
مبارک ہو تجھے تکمیل دیں اے مصحفِ ناطق
ہے تیرے بیتِ ابرو میں خلاصہ سارے قرآں کا
مبارک ہو تمہیں ساقی غدیر خم کے متوالو
لبوں کی جنبشوں سے میکدہ کھلتا ہے عرفاں کا
چھلکتی ہے شرابِ ارغوانی تیری آنکھوں سے
سلامت میرے میخانے پہ سایہ تیری مژگاں کا
لئے ہاتھوں پہ ہے خم کی امانت پیر میخانہ
جھکاؤ گردنیں اپنی اٹھاؤ بار احساں کا
وہ فخر انبیاءؑ ہیں اور یہ فخر اوصیاءؑ منظرؔ
تمہارے ہاتھ سے گوشہ نہ چھوٹے ان کے داماں کا

جناب محمود حسن قیصرؔ، امروہوی

اُف وہ چٹیل، کھردرا صحرا، وہ دشتِ بے پناہ
دھوپ سے تپتا ہوا میداں وہ تاحدِّ نگاہ
جا بجا مٹی کے ٹیلے، حایلِ ریگِ رواں
جن پہ کچھ جھلسے ہوئے پودوں کے دیرینہ نشاں
جابجا ابھری ہوئی کچھ خشک سوکھی جھاڑیاں
اپنے دامن میں دبائے چادرِ ریگِ رواں
ساحتِ صحرا میں گُم ہر منظرِ پست و بلند
مہر عالمتاب تھا ڈالے شعاعوں کی کمند
وہ چمکتی ریت ہر سو، روکشِ تابِ قمر
ہر طرف بکھرے ہوئے وہ ریزہ ہائے سیم و زر
خاکدانِ دشت پر اللہ رے یہ فیضانِ حق
تہ بہ تہ پھیلا دئے ، ذرّات کے سیمیں ورق
اک امانت ہے یہ قدرت کی عیان و آشکار
ایک گنجینہ ہے بے زنجیر و قفلِ استوار
دستبرد صرصر و طوفاں سے بے خوف و حذر
گردشِ دوراں سے بے اندیشۂ نقص و ضرر

شاہدِ قدرت کا اک گنجینۂ سیّال ہے
دامنِ آب رواں جس کے لئے غربال ہے

استوا پر مہر عالم تاب ضَو دیتا ہوا
ذرّہ ذرّہ ریگ صحرا کا وہ لو دیتا ہوا

وہ حرارت مہر کی، وہ لُو ، وہ گرمی الحذر
وہ زمیں جلتی ہوئی، تپتے ہوئے وہ بام و در

ہر کرن اک آتشیں بھالا تھی قلبِ ارض پر
آگئی تھی کانپ کر ہونٹوں پہ روحِ بحر و بر

تیز کرنیں دشت کے چہرے کو برماتی ہوئی
جذبۂ حق کو دلِ مومن میں تڑپاتی ہوئی

آرہا ہے حاجیوں کا ایک انبوہِ کثیر
مضمحل گرمی کی شدت سے ہر اک بُرنا و پیر

ناتواں، لب خشک ، رُخ پر مردنی چھائی ہوئی
فرطِ اندوہِ سفر سے روح گھبرائی ہوئی

بُعدِمنزل کے تصور سے وہ جی چھوٹے ہوئے
مضطرب، محزوں، فسردہ، حوصلے ٹوٹے ہوئے

ریگزاروں کا سفر وہ بے نشان و سنگ میل
وہ مسلسل وادیاں بے سایہ و برگ و نخیل

ہے نمایاں آگے آگے ایک مردِ حق نیوش
رہروِ عزم و طلب، غازی، مجاہد، سرفروش

شاد و خرم، مطمئن، بشاش ،خنداں، سرخرو
موجزن رُخ پر نشاطِ کامرانی کا لہو

سرو قامت، نرم سیر، آہستہ رو فرخندہ گام
پاک طینت، پاک باطن، پاک دل، نیکو مرام

رُخ پہ گردِ راہِ منزل، غازۂ روئے حیات
ماتھے پر قطرے عرق کے آبروئے کائنات

صرصرِ باطل میں وہ ایماں کا تابندہ چراغ
شرک کی محراب میں اخلاص کا روشن ایاغ

پیاس سے سوکھے ہوئے لب، ذکرِ حق سے تر زباں
قوتِ کونین بازو میں بظاہر ناتواں

درسِ حکمت کا معلم، ہادیٔ نوعِ بشر
مسلمِ اُول، خدا کا آخری پیغامبر

ناگہاں پیدا ہوئے چہرے پہ آثار تعب
لے کے یہ پیغام حق اترا امین وحی رب

حکم جو نازل ہوا ہے اس کو پہنچادو رسولؐ
گر نہ پہنچایا تو تبلیغِ رسالت ہے فضول

وحی کی نبضوں سے ایمائے مشیت پا گیا
یعنی اب وقتِ فراغ امر امت آ گیا

بے تامل روک لی کچھ بڑھ کے ناقہ کی مہار
منزلِ خُم پر اقامت کی بصد عزّو وقار

پشتِ ناقہ سے کیا ریگ بیاباں پر نزول
ابر نے سایہ کیا، کھلنے لگے صحرا میں پھول
حکم فرمایا: ٹھہر جائیں یہیں سب خاص و عام
آج پہنچانا ہے تم کو آخری حق کا پیام
سنتے ہی یہ ہو گئے سب سابق و لاحق بہم
سطحِ گرد آلودِ صحرا بن گئی رشکِ ارم
بہرِ عقدِ جشن وہ وادی ہوئی آراستہ
تازگی پاکر بنے کانٹے گلِ نوخاستہ
خار وخس چننے میں تھے مصروف سب باہمدگر
حمل پر مامور تھا کوئی، تو کوئی وضع پر
راستوں سے کر رہا تھا صاف کوئی خشت و سنگ
آب پاشی کے لئے کوئی رواں تھا بے درنگ
ہو دج پالان آئے زیب منظر کے لئے
منتخب کی اک بلندی وضع منبر کے لئے
ہو گئی آراستہ جس وقت یہ محفل تمام
سمت منبر کی بڑھا، وہ خاصۂ رب الانام
شور اٹھا ہر سمت سے یکبارگی سمٹا ہجوم
ٹھوکروں سے گرد اڑ اڑ کر بنی بادِ سموم
لڑکھڑاتا، چیرتا مجمع کو بے خوف و خطر
بڑھ رہا تھا ہر کوئی گرتا ہوا ایک ایک پر

ناگہاں گونجا فضا میں ساز حمدِ کردگار
وحی نے چھیڑا لبِ عصمت سے عرفاں کا ستار
جس کا میں مولا، علیؑ ہے اس کا مولٰی بے گماں
اس کا دشمن ہے عدوئے خالق ہر دو جہاں
زعمِ باطل اقتدارِ حق سے تھرانے لگا
بڑھ کے دشمن بھی نوائے تہنیت گانے لگا(۱)

(۱) رنگ وآب، ص، ۱۲۰

جناب محمود، محمد آبادی

﴿فیضان غدیر﴾

یاد ہے اے دوستو وہ عہدو پیمان غدیر
سال نو آیا ہے تازہ کرنے ایمان غدیر

اہتمامِ خاص ہو اس سال شایان غدیر
چار دہ صد سالہ ہے یہ جشنِ اعلان غدیر

آج ہی کا دن تھا جب اک دشت کی قسمت بنی
گُل کی صورت ہو گئے خار مغیلان غدیر

بات وہ آدم کی تھی اور یہ ہے نفس اللہ کی
عرش سے بالا نہ ہو کس طرح میدان غدیر

ہے مجسم شکلِ حیدر میں تمنائے خلیل
ہوں گے ابراہیمؑ بھی اس روز مہمان غدیر

نفس حق اور صاحبِ لولاک ہیں اسمیں مقیم
بے کراں وسعت لئے ہے آج دامان غدیر

قلب پر سرکارؐ کے نازل ہوئی حق کی کتاب
اور ہاتھوں پر نبیؐ کے اترا قرآن غدیر

آ گیا وہ دن محمدؐ کو تھا جس کا انتظار
جانے کب سے پل رہا تھا دل میں ارمان غدیر

بو ذرو سلمان ہوں مقداد یا عمار ہوں
ہیں صفِ اوّل کے یہ سب میگساران غدیر

جستجوئے حق کرو یا ہو معارف کی تلاش
منزل اوّل پہ رکھو پہلے عرفان غدیر

ہوتا ہے اعلان مولا چلچلاتی دھوپ میں
تا کے کوئی بھولنے پائے نہ فرمان غدیر

کیا کریں کس طرح جھٹلائیں حریفانِ غدیر
چشم دید اصحاب لاکھوں ہیں گواہان غدیر

جمع کتنے کر لئے اس نے حقائق کے گہر
قلبِ مومن پر جو برسا ابر نیسان غدیر

جو بھی دعویدار ہو اسلام کا ایمان کا
سب سے پہلے تو لئے اس کو بہ میزان غدیر

جاننے والوں سے پوچھا کیا ہوا حارث کا حشر
وقت ہے اب بھی سنبھل جاؤ حریفان غدیر

ہے نجات ان کی مسلّم نیک بختی ان کے ساتھ　　کامراں ہیں دو جہاں میں دوست داران غدیر
حق نگاہی حق پرستی راست بازی پاسِ عہد　　یہ صفات ان میں ہیں جو ہیں کلمہ گویان غدیر

دولتِ ایماں جو حاصل ہے تمہیں محمودؔ آج
ماننا ہوگا یہ ہے در اصل فیضان غدیر

جناب مظاہر حسین نوشہ، امروہوی
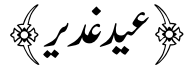
﴿عید غدیر﴾

میدان میں غدیر کے اعلان عام ہے　　تعمیلِ حق ہے لہجۂ خیر الانام ہے
دل مومنوں کا آج بہت شادکام ہے　　ہاتھوں میں سب کے شربت مولاؑ کا جام ہے
گلشن میں آج بادِ صبا جھومنے لگی
جھک جھک شاخِ گل کا بدن چومنے لگی

تقریب جشن عید غدیر آسماں پہ ہے　　چھائی ہوئی بہار جناں گلستاں پہ ہے
سکتہ سا بحرِ زیست کی موجِ رواں پہ ہے　　دل میں حسد کی آگ ہے بخٍّ زباں پہ ہے
اصحابِ باوفا بھی ہیں چہرے بھلے بھی ہیں
میدان میں غدیر کے کچھ دل جلے بھی ہیں

جشن علیؑ ہے حق کی عبادت کا زور ہے　　قرآں کی آیتوں کی تلاوت کا زور ہے
حق کی قسم نبیؐ کی نیابت کا روز ہے　　اسلام آج تیری مسرت کا روز ہے
چھلکیں گے جام ساری فضا جگمگائے گی
قدرت خود اپنے دستِ کرم سے پلائے گی

ایوانِ دل میں شمع عقیدت جلا کے دیکھ انکے یقیں سے شہرِ تمنّا بسا کے دیکھ
قرآن حق میں آیۂ بلّغ اٹھا کے دیکھ مولاؑ کو دیکھنا ہے تو محفل میں آ کے دیکھ

یہ عید دین حق کے مقدر کی عید ہے
یہ عید فاطمہؑ کے بھرے گھر کی عید ہے

میداں میں آفتاب امامت کا جشن ہے میداں میں پاسبانِ رسالت کا جشن ہے
میداں میں شہرِ حق کی ولایت کا جشن ہے میداں میں مصطفےٰؐ کی وراثت کا جشن ہے

حکمِ خدائے پاک کی تعمیل ہو گئی
مولاؑ بنے تو دین کی تکمیل ہو گئی

مولا علیؑ تو نور کے پیکر کا نام ہے مولا علیؑ شعور کے دفتر کا نام ہے
مولا علیؑ وصیِ پیمبرؐ کا نام ہے مولا علیؑ تو ساقیِ کوثر کا نام ہے

مولا علیؑ کا نام جو منہ سے نکل گیا
دشمن کا دل بھی خوف کے مارے دہل گیا

مولا علیؑ تو حق و صداقت کا نام ہے مولا علیؑ تو بُرجِ ہدایت کا نام ہے
مولا علیؑ تو مہرِ امامت کا نام ہے مولا علیؑ تو شانِ شجاعت کا نام ہے

مولا علیؑ کی شان پیمبرؐ سے پوچھئے
مولا علیؑ کو بوذر و قنبرؓ سے پوچھئے

مولا علیؑ حیات کے ساحل کا نام ہے مولا علیؑ رسولؐ کے حامل کا نام ہے
مولا علی غدیر کی محفل کا نام ہے مولا علیؑ یقین کی منزل کا نام ہے

مولا علیؑ مشیت ربِّ جلیل ہے
مولا علیؑ در اصل دعائے خلیل ہے

مولا علیؑ وہ جس پہ ولایت کو ناز ہے مولا علیؑ وہ جس پہ عبادت کو ناز ہے
مولا علیؑ وہ جس پہ امامت کو ناز ہے مولا علیؑ وہ جس پہ رسالت کو ناز ہے
قبضہ رہے گا اس کا صدا کائنات پر
قدرت کو ناز ہے مرے مولاؑ کی ذات پر
دین محمدیؐ کا اک انعام ہے علیؑ شانِ نبیؐ ہے پرچم اسلام ہے علیؑ
ہر دور میں بہار کا پیغام ہے علیؑ اللہ کے ولی کا حسیں نام ہے علیؑ
معراجِ زندگی کا بھی معیار ہے علیؑ
ہر گام پر نبیؐ کا مددگار ہے علی
اسریٰ میں حق کا لہجۂ گفتار ہے علیؑ باطل پہ حق کے دین کی یلغار ہے علیؑ
مہرو وفا نجوم کی رفتار ہے علیؑ تنہا ہر اک رسولؑ کا کردار ہے علیؑ
اکھڑیں گے مشکلوں کے قدم پڑھ کے دیکھئے
دعویٰ ہے میرا نادِ علیؑ پڑھ کے دیکھئے

مولوی سید مظہر حسن نوؔر، نانپاروی

آتے ہی لب پر مرے نام غدیر مل گیا ہونٹوں سے خود جام غدیر
اس کی دنیا اور عقبٰی بن گئی مل گیا جس جس کو پیغام غدیر
جا نشینی کا ہوا اعلان جب پر مسرت ہو گئی شام غدیر
شیخ جی بخٍ کی دیتے ہیں صدا قلب پر ہے نقش انجام غدیر
خم کے میداں مجمع حجاج میں ہے علیؑ کی ذات گلفام غدیر
دے رہے ہیں تہنیت بڑھ بڑھ کے جو ہیں وہی حضرات ناکام غدیر
سنتے ہی نام علیؑ مرتضٰی گر پڑے سجدے میں اصنام غدیر
ہے جہنم ہی فقط اس کا علاج جس کو جس کو بھی ہے آلام غدیر

نوؔر کے ہر لمحہ ہیں مشکل کشا
جانشیں احمدؐ کے ضرغام غدیر

(۲)

ہو گیا جس وقت حاصل مجھ کو عرفان غدیر منقبت لکھنے کو میں بیٹھا بعنوان غدیر
آج کے دن ہیں علی مرتضیٰؑ جان غدیر کیوں نہ ہو جائے فزوں پھر شوکت وشان غدیر
جس کا جس کا میں ہوں مولا اس کے مولا ہیں علیؑ حکم حق سے یہ محمدؐ کا ہے اعلان غدیر
لوگ بڑھ بڑھ کر مبارکبادیاں دینے لگے سن چکے جب سرور عالمؐ سے اعلان غدیر
شیخ بھی کہنے لگے بخٍ لک بخٍ لک یا علی اصبحت مولائی تو ہے جان غدیر

نائب خیر الورا اب ہوگئی حیدرؑ کی ذات جانشینی کی خوشی ہی تو ہے عرفان غدیر

حکم بلّغ دے کے احمدؐ کو خدائے پاک نے لے لیا ہے مومنوں سے عہد و پیمان غدیر

حب حیدرؑ کے شرف سے بن گئی قسمت مری

ہو گیا حاصل مجھے بھی نورِ عرفان غدیر

جناب معجز، سنبھلی

﴿قصیدہ﴾

حق کا خود بھیجا ہوا پیغام ہے عید غدیر رہبر اعظمؐ کا بخشا جام ہے عید غدیر
ساری امت کے لئے انعام ہے عید غدیر سب مسلمانوں کے پائے نام ہے عید غدیر
میں سمجھتا ہوں کہ دین حق کا وہ قائل نہ ہو
جو مسلماں اس غدیری عید سے خوشدل نہ ہو
اوج پر ہاں اوج پر ہے آج تقدیر غدیر دید کے قابل ہے ہمدم شان و توقیر غدیر
کھینچ لے ہاں اے مصوّر کھینچ تصویر غدیر اک نئے منبر سے سن آوازِ تکبیر غدیر
حکم جو جبریل لائے ہیں وہ پہنچانے کو ہیں
کچھ حبیب کبریا منبر پہ فرمانے کو ہیں
حکم حق آیا ہے پہنچا دو جو پہنچایا نہیں یہ نہ سمجھایا تو اب تک کچھ بھی سمجھایا نہیں
آخری منزل پہ دینِ حق ابھی آیا نہیں جانشیں ہے کون میرا یہ تو بتلایا نہیں
ہاں اسی بن میں میرے پیغام کی تفصیل ہو
جانشیں بن جائے تو پھر دین کی تکمیل ہو
جانشیں اس کو بنانا جس پہ ہو تم کو یقیں جانشیں وہ ہو کہ جو ہو ناصرِ دینِ مبیں
پائے استقلال کو جس کے نہ ہو جنبش کہیں جھک نہ پائے طاعتِ حق کے سوا جسکی جبیں
وہ کہ جس نے خدمت اسلام راتوں رات کی
وہ کہ جس نے بات جب بھی کی تو حق کی بات کی

پا کے حکم حق گئے منبر پہ محبوب خدا بارگاہِ ایزد غفار میں خطبہ دیا
پھر علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر بہت اونچا کیا اور مخاطب ہو کے اس لاکھوں کے مجمع سے کہا

منتخب جس کو کیا حق نے ولی ہے آج سے
جس کا میں مولا ہوں ان سب کا علیؑ ہے آج سے

سن کے یہ اعلان مجمع میں خوشی کا جوش تھا بادۂ حب علی سے مست ہر مے نوش تھا
جانشینی سے علیؑ کی شاد ہر حق کوش تھا یا علی بخٍّ لک کہنے کا سب کو ہوش تھا

کچھ تھے ایسے بھی جنہیں یہ داغ دل سہنا پڑا
بر بنائے مصلحت بخٍّ لک کہنا پڑا

مصلحت یہ تھی علیؑ سے دشمنی ظاہر نہ ہو رہنما کے سامنے یہ بے رخی ظاہر نہ ہو
اتنے مجمع میں کوئی فتنہ گری ظاہر نہ ہو خود سری ظاہر نہ ہو بد باطنی ظاہر نہ ہو

مصلحت یہ تھی کہ اتنا بھی نہ گرنا چاہیئے
پیشوا کے حکم سے اک دم نہ پھرنا چاہیئے

کچھ غدیرخم کے میداں سے سکوں لیکر پھرے مرتضیٰؑ کے جشن کا رگ رگ میں خوں لیکر پھرے
کچھ تھے وہ بھی جو عداوت کا جنوں لیکر پھرے کچھ نہ پوچھو کس طرح حالِ زبوں لیکر پھرے

جاؤ اپنے اپنے گھر میداں سے دامن جھاڑ کر
حشر تک روتے رہو حیدرؑ کو مولیٰ مان کر

جس سے ہے ہر قلب مومن شاد یہ وہ عید ہے جو اساس دیں کی ہے بنیاد یہ وہ عید ہے
عرش پر جبریلؑ کو ہے یاد یہ وہ عید ہے سنگ دل ہیں مائل فریاد یہ وہ عید ہے

جلنے والے آج تک حیدرؑ سے جلتے ہی رہے
جانشیں وہ گئے یہ ہاتھ ملتے ہی رہے

ذکر حیدرؑ ہر گھڑی ان کو ستائے جائیگا ذکر حیدرؑ رنگِ رخ ان کا اڑائے جائیگا
یہ غدیر خم کا منظر یاد آئے جائیگا دشمن حیدرؑ کو یہ معجز سنائے جائیگا
دیکھنا چہرہ علیؑ کا ہے عبادت میں شمار
لا فتیٰ الّا علی لا سیف الّا ذوالفقار(۱)

(۱) کتاب غدیر، تنظیم المکاتب، ص،۳۱۳

جناب معجزؔ سالکی، کندرکوی

میدانِ خُم نہ کیوں ہو پھر گلستاں ہمارا
حق کا ولی بنا ہے مولا علیؑ ہمارا
برقِ تپاں نہ ہر گز ہمکو جلا سکے گی
ایمان کے چمن میں ہے آشیاں ہمارا
ہم دار پر بھی چڑھ کر اعلان یہ کریں گے
مولا علیؑ ہے مولا ہاں بے گماں ہمارا
آقا نے کلّ ایماں جب سے کہا علیؑ کو
مومن بنا ہے اک اک پیرو جواں ہمارا
عشقِ علیؑ میں حاصل کی ہم نے کامیابی
دار و رسن نہ لینگے اب امتحاں ہمارا
لفظوں کا بارِ احساں معجزؔ نہ سر پہ لینا
مولا تو جانتا ہے دردِ نہاں ہمارا

جناب معصوم علی، متو پوری

جہاں میں کُلِّ ایماں سے جنہیں بغض وعداوت ہے
اُنھیں کیوں شافعِ محشر سے اُمید شفاعت ہے

علیؑ کی دشمنی ہے دشمنیٔ مرسلِ اعظمؐ
یہ قولِ مصطفےٰؐ تاریخِ اسلامی کی زینت ہے

بشر کا ذکر کیا مدحِ علیؑ اللہ نے کی ہے
کتابِ حق قصیدہ ہے علیؑ کی جس میں مدحت ہے

خدا شاہد کہ ہیں شعبِ ابوطالبؑ کی جاں حیدرؑ
محافظ ہیں پیمبرؐ کے مسلّم یہ حقیقت ہے

پدر جو کل ایماں کا ہے کافر اس کو کہتے ہیں
یہ توہینِ ابوطالبؑ بھی توہینِ رِسالت ہے

کوئی کافر کہے ان کو تو جانو خود وہ کافر ہے
نبیؐ کے عقد سے روشن جہاں پر یہ حقیقت ہے

نمازِ میتِ کافر نبی کیسے پڑھا دیتا
مسلماں کیوں نہیں یہ سوچتا ہم کو یہ حیرت ہے

ابوطالبؑ نے پالا دینِ خلاقِ دوعالم کو
ابوطالبؑ کی ممنونِ کرم ابتک شریعت ہے

صدا یہ آج بھی دیتا ہے دینِ خالقِ اکبر
ابوطالبؑ کے پوتے کے لہو سے باقی ملّت ہے
ابوطالبؑ کا بیٹا فاتحِ صفین و خندق ہے
کہ جس کے نام سے لرزاں جہاں میں شرک و بدعت ہے
علیؑ کیا ہیں سمجھ پائی نہ دنیا اور نہ سمجھے گی
علیؑ کو جاننے کے واسطے دل کی ضرورت ہے
علیؑ ہیں باپ امت کے یہ فرمایا ہے احمدؐ نے
مسلماں ناخلف ہے گر علیؑ سے اس کو نفرت ہے
علیؑ ہے نام قرآں کا،علیؑ ہے نام ایماں کا
علیؑ روحِ اطاعت ہے علیؑ حق ہے حقیقت ہے
علیؑ کہتے ہیں جرأت کو، علیؑ کہتے ہیں ہمت کو
علیؑ کفر و جہالت کے لئے وجہِ ہلاکت ہے
علیؑ ہے اسمِ اعظم ، مظہرِ انوارِ خالق ہے
علیؑ تاریک ذہنوں کے لئے شمعِ ہدایت ہے
نہ کیوں سو جائیں حیدرؑ چین سے بستر پہ احمدؐ کے
کہ جب فرشِ رسولؐ اللہ پر سونے کی عادت ہے
تونگر مثلِ حیدرؑ اب نہ ہوگا کوئی محشر تک
رضا اللہ کی لی نفس دیکر کیا فضیلت ہے
علیؑ کے در کو چوما چرخ سے آ کر ستارے نے
سلامی عرش دیتا ہے یہ ان کے گھر کی عظمت ہے

علیؑ کے واسطے عرشِ بریں سے ذوالفقار آئی
خطابِ لافتیٰ دیکر ثناخواں خود مشیّت ہے
علیؑ کے زورِ بازو سے ہوئی تبلیغ ایماں کی
علیؑ جزوِ رسالت ہے علیؑ جانِ نبوت ہے
نبیؐ جب حجِ آخر کرکے آئے خم کے صحرا میں
کہا روح الامیں نے اے نبیؐ یہ حکم قدرت ہے
علیؑ کی جانشینی کا کرو اعلان بے کھٹکے
نہ گھبراؤ حفاظت کیلئے میری ضمانت ہے
سنا کر آیہ بلّغ یہ پیغمبرؐ نے فرمایا
رُکو ٹھہرو، مسلمانو! سنو کیا حکمِ قدرت ہے
جو آگے بڑھ گئے ہوں اُن کو دو آواز وہ لوٹیں
کہو اُن سے یہی حکمِ خدا ، حکمِ نبوت ہے
بنا منبر جو پالان شتر کا خم کے میداں میں
گئے منبر پہ پیغمبرؐ ہمہ تن گوش امت ہے
پیمبرؐنے مسلمانوں کے مجمع سے یہ فرمایا
تمہارے نفس پر اولیٰ نہیں میری حکومت ہے؟
صدا ہر سمت سے آئی کہ بیشک یا رسولؐ اللہ
ہمارے نفس پر بس آپؐ کی ہی بادشاہت ہے
اُٹھایا پھر محمدؐ نے علیؑ کو دونوں ہاتھوں پر
امامت سامنے آئی پسِ پردہ نبوت ہے

یہ دستِ نور پر ہے نور یا قرآں پہ قرآں ہے
جو ہاتھوں پر رسالت کے نظر آتی امامت ہے

میں جس جس کا ہوں مولا یہ علیؑ بھی اس کے مولا ہیں
نبیؐ بولے انھیں مانو یہی حکمِ مشیت ہے

یہی وارث، یہی نائب، یہی ہے جانشیں میرا
یہی جانِ رسالت ہے یہی اصلِ امامت ہے

جو اس کو دوست رکھے گا میں اس کو دوست رکھوں گا
محبت میرے نائب کی یقیناً میری اُلفت ہے

خلیفہ ہے زمیں پر مثلِ آدمؑ یہ وصی میرا
کہ اِنّی جاعلٌ سے بس مراد اس کی خلافت ہے

اتر کر آیہَ اَلیَوم اکملتُ لکُم بولی
علیؑ کی جانشینی وجہِ تکمیل نبوت ہے

ہوا ہے آج ساری نعمتوں کا خاتمہ تم پر
محمدؐ کو یہ مژدہ دیتی اتممت کی آیت ہے

زمیں پر آسماں والوں نے آ کر تہنیت یوں دی
مبارک ہو علیؑ قبضے میں اب تیرے ولایت ہے

مبارک باد دیتے ہیں علیؑ کو لوگ بڑھ بڑھ کر
خوشا قسمت تمھارے ہاتھ میں حق کی حکومت ہے

کوئی بَخٍّ لکَ کہتا ہے دل کو تھام کر اپنے
اُلجھتی لفظیں کہتی ہیں کہ جیسے دل میں نفرت ہے

نہ جانے سُن کے یہ اعلان کیوں اترے ہیں کچھ چہرے
علیؑ کی جانشینی ہی اُنھیں گویا قیامت ہے

بندھا سہرا فضیلت کا رُخِ شیرِ الٰہی پر
نہ کیوں مسرور ہم ہوں جب دوعالم کومسرت ہے

علیؑ کی مدح گوئی میں بسر ہو زندگی ساری
یہی معصومؔ کے دل کی تمنا ربّ العزت ہے

جناب منتقمؔ، سیتھلی

لو غدیر خم پہ وہ اعلان میخانہ ہوا جیسے ساغر بٹ گئے مسلک جداگانہ ہوا
گرمیِ غیر انتہا عنقا وہ سایہ دور تک اے خدا ایسے میں کیا حکمِ حکیمانہ ہوا
کون سا وہ کام ہے کارِ رسالت سے عظیم مُنتخب جس کے لئے یہ خم کا ویرانہ ہوا
جس کے مولا ہیں محمدؐ اس کے مولا ہیں علیؑ جیسی مے تھی ویسا ہی تجویز پیمانہ ہوا
میل تھا جس میں خدا جانے کہاں ٹوٹا وہ دل جس کا دل تھا صاف وہ کوثر کا پیمانہ ہوا
اُٹھ گئے لو فاصلے بےفصل کے ساغر چلے خویش تو بیخود ہوئے ہشیار بیگانہ ہوا
صرف دو ہی تو ہیں اب اہلِ ولا کی صورتیں کوئی مستانہ ہوا اور کوئی دیوانہ ہوا
گردشِ دوراں سے کہہ دو صدق دل سے کر طواف گردشِ دوراں کا مرکز خم کا پیمانہ ہوا
مہر تکمیلِ رسالتؐ بن گئے مولا علیؑ مستند اہلِ ولا جنت کا پروانہ ہوا
کیا کہا من کنت مولا میں کئی مفہوم ہیں عالمِ فرزانگی میں کون دیوانہ ہوا

سلسلہ دونوں کا کوثر سے ملا ہے منتقمؔ
گردشِ مینا ہوئی یا دل کا پیمانہ ہوا

مولانا سید مہدی حسن مہدیؔ، جوراسی

ہوا بدلی، اگا سبزہ، گھرے ہر سو یہ بادل
زمیں پر جوش رحمت نے لبالب کر دیئے جل تھل
ہوئے سر سبز اشجار خزاں دیدہ طروات سے
ہوئیں شاخیں قوی ہر شاخ سے پھوٹی نئی کونپل
بڑھی یہ قوت نامیہ ہاتھوں بڑھ گئے پودے
ہوئی شاداب جو برسوں کی تھی سوکھی ہوئی ڈنٹھل
نظر آنے لگا سبزہ ہی سبزہ باغ عالم میں
ہوئے رشک گلستان ارم اجڑے ہوئے جنگل
جگہ ملتی نہیں فرش زمیں پہ پاؤں رکھنے کی
حصار باغ پر بیلیں چڑھی جاتی ہیں سر کے بل
نکل کر دامِ سبزہ سے نہ پہنچے خاک تک ہرگز
کسی کے ہاتھ سے چھٹ کر گرے گردانہ خردل
مزہ طاؤسوں کی خوش فعلیاں دیتی ہیں صحرا میں
ہرن دریا کنارے پھرتے ہیں کرتے ہوئے چھل بل
چمن کے رنگ سے بڑھنے لگی قوت نگاہوں کی
روش پر سبزۂ نوخیز ہے یا پستیِ مخمل

پئے گلگشت گلرخسار بنتے ہیں سنورتے ہیں
کسی کے ہاتھ میں مکحل کسی کی آنکھ میں کاجل
کنار آب جؤ یوں عکس سبزے کا نمایاں ہے
زمرد کی ہو جیسے تختۂ بلور پر جدول
پڑی جس تار سنبل پر نظر اہل نظر سمجھے
کہ لہراتی ہوئی نکلی ہے ناگن چھوڑ کر کیچل
بڑھی خود رفتگی رندوں نے جب ایسا سماں دیکھا
پری شیشے کی یاد آئی طبیعت ہو گئی بے کل
جماہی لی چلے اٹھ کر در ساقی پہ جا پہنچے
نظر آئے ریاض شوق میں چھائے ہوئے بادل
امید وصلِ دختِ رز میں میخانے پہنچتے ہی
ہر اک نے ہاتھ اپنے گردن خم میں کئے ہیکل
مچایا سب نے غل ساقی پلا جام مئے گلگوں
اٹھائے ہاتھ میں کوئی صراحی یا کوئی بوتل
صدائے قلقل مینا سنادے بادہ نوشوں کو
چلے جائیں دعا دیتے ہوئے گاتے ہوئے سہگل
ہوئی یہ کثرت رندان مئے آشام دم بھر میں
نگاہوں سے در ساقی یکایک ہو گیا اوجھل
گئی امید کوسوں، یاس و حرماں سے ہوئی قربت
خوشی جو کچھ ہوئی تھی اس کا قصہ ہو گیا فیصل

چھٹا ہاتھوں سے یکسر دامن صبر و شکیبائی
صدا آئی نکالو سب یہ سودائی ہیں سب پاگل
ہٹایا سب سے پہلے مجھ کو بڑھ کر وحشت دل نے
سوئے صحرا نکل بھاگا حواس ایسے ہوئے مختل
مگر یہ دھیان آتا ہے کہ جائیں تو کہاں جائیں
رندھا جاتا ہے دل اور پاؤں ہوتے جاتے ہیں بوجھل
نہ کوئی ہمدم و یاور نہ کوئی خضر رہ اپنا
نقاہت کہہ رہی ہے اب چلا جاتا نہیں پیدل
یکایک پھر مری قسمت کا تارا جگمگا اٹھا
رہ تاریک میں ہر آتشیں نالہ بنا مشعل
صدائیں اونٹوں کی گھوڑوں کے صیحے کان تک پہنچے
کہا دل نے یہ کیا سامان ہے کیسی ہے یہ ہل چل
بڑھا کچھ اور آگے جب تو یہ شان خدا دیکھی
ببولوں کے شجر ہیں دور تک ہے خوشنما جنگل
نگاہ شوق نے اک قافلہ دیکھا بہت بھاری
ہزاروں اشتر و قاطر بڑا مجمع بڑا دنگل
ہیں استادہ کسی جا خیمہ ہائے آسماں رفعت
کوئی ان میں ہے بے چوبہ کوئی ان میں ہے دل بادل
ٹہلتے پھرتے ہیں سقے کہ گرمی کا مہینہ ہے
لئے ہے کوئی مشکیزہ کسی کے ہاتھ میں چھاگل

کشش دل کی لئے جاتی ہے گو مجھ کو اسی جانب
مگر ہر بار دل کا تھا تقاضا جلدی جلدی چل

وہیں پہنچا یہ آوارہ وطن قسمت کی خوبی سے
ریاضت میں نے جو کی تھی ملا صحرا میں اس کا پھل

نظر اک نور آیا تھا برابر جس کے دو حصے
کہا دل میں کہ یا رب آج میں کیا ہو گیا احول

ہوئی تشویش کیا اسرار ہیں یہ ماجرا کیا ہے
یہ دونوں نور کیسے ہیں نہیں ہے جن میں کچھ اَل بل

لبوں پر مہر خاموشی تھی پر ایماں پکار اٹھا
مفصّل ہو گیا احوال بر تھا اب تلک مجمل

ہوا معلوم اک ختم الرسلؐ ہیں دوسرے حیدرؑ
انھیں کے ساتھ ساتھ آیا ہوا ہے سب یہ دل کا دل

نزول آیۂ بلّغ کا مقصد ہوتا ہے ظاہر
پھرے ہیں حج آخر سے جناب احمد مرسلؐ

علی مرتضیٰؑ تخت نبیؐ پر آج بیٹھیں گے
وہ رہ جائیں گے لے کے اپنا سا منھ جو کہ ہیں مہمل

خدا کی نعمتیں اتمام کو پہنچیں گی سر تا سر
بنصّ آیۂ الیوم ہو جائے کا دیں اکمل

وہ ارشاد پیمبرؐ سے بنا منبر کجاوٴں کا
وہ حضرتؐ نے پڑھا خطبہ جو ہر خطبے سے ہے افضل

بہت اونچا کیا دست خدا کو تھام کر بازو
چلے سر دشمنان شاہ دیں کے جانب اسفل
علیؑ کو مصطفیٰؐ نے مثل خود مولیٰ جو فرمایا
کہا اسلام نے قصہ خلافت کا ہوا فیصل
کدھر ہے ساقیا باد بہاری بن کے جلدی چل
نہ ہونے پائے میرا گلشن امید مستاصل
نہ رکھ محروم اپنی خاک پا سے اے مسیحا دم
مریض درد سر آیا ہے لے کے خواہش صندل
غدیرخم کی مے کا اس طرف بھی ایک چھینٹا دے
ہوا ہے اشتعال شوق سے سینہ مرا منقل
ترے جام سفالیں سے ہے جام جم کو کیا نسبت
ترا ہی دیکھتا ہے منھ کوئی اعلیٰ ہو یا اسفل
نظر آئے تو ہی میں دیدۂ دل سے جدھر دیکھوں
وہ پیمانے دیئے جو ساغر خورشید سے اوّل
بحمد اللہ سب محنت ٹھکانے لگ گئی میری
دیا ساقی نے جام مے دل مضطر کو آئی کل
بڑھا جوش طبیعت دل میں اک تازہ امنگ آئی
ہوئی دل کی ضیا تیغ زباں کے واسطے صیقل
وہ ساقی ہے مرا کہتے ہیں جسکو ساقی کوثر
نبیؐ کے بعد ہے سارے جہاں سے اشرف و افضل

یہ ہے مولائے امت صاحب معراج کی صورت
ہوا حکم خدا سے جانشینِ احمد مرسلؐ

اسی جانباز سے سرکش عرب کے ہو گئے پسپا
جہنم کو گئے بو جہل کے پیرو جو تھے اجہل

تری تلوار وہ ہے اے وزیر احمد مرسلؐ
خدا صانع ہے جس کا اور دست فاطمہ(س) مصقل

شجاعانِ زمانہ تیری ہیبت سے لرزتے ہیں
اثر سے نام کے ہے مجمع کفار میں ہلچل

زیارت حسن وجہ اللہ کی کرتے اگر موسیٰؑ
نہ کہتے طور پر جاکر ہوئے جس کہنے سے بیکل

اگر دنیا کو تو لیتا تو کوئی اس کو کب پاتا
گدا ہے تیرے ہی در کا کوئی قیصر ہو یا ہرقل

کہاں ممکن تری تعریف شاہا قلب مہدیؔ سے
جب اس کوچے میں قاصر رہ گئے سحباںؔ اور دعبلؔ

جناب میکشؔ، غازیپوری

﴿غدیرخم﴾

بے تکلّف ہو کے اب تو جام اٹھانا چاہئے — میکشی کی شرط تھی موسم سُہانا چاہئے
طیب و طاہر سے ہوگا افتتاحِ میکشی — ہر کس و ناکس کو میخانے میں آنا چاہئے
ناچتی گاتی فضاؤں کا تقاضا ہے یہی — آج بے سوچے ہوئے ساغر اٹھانا چاہئے
آج وہ دن ہے خدا کا نام لیکر شوق سے — جس کا جتنا ظرف ہے پینا پلانا چاہئے
آج تو انکارِ مے نوشی سراسر جرم ہے — آج عصیاں کا تصور بھی نہ آنا چاہئے
آج یہ اندازِ مے نوشی نہیں تو کچھ نہیں — یعنی توبہ کو بھی مے میں ڈوب جانا چاہئے
بٹ رہی ہے ساقئ کوثر کے ہاتھوں وہ شراب — جس کو پی کر دین و دنیا سب بنانا چاہئے
تندیِ صہبا سے کم ظرفی اگر بہکی تو کیا — خیر سے اس کو تو یوں بھی ڈگمگانا چاہئے
ہم مگر مستِ ولا ہیں پی کے صہبائے ولا — عالمِ ہستی میں اک مطلع سُنانا چاہئے
یوں قلم مدحِ پیمبرؐ میں اُٹھانا چاہئے — بعد کو سرخَم ہو پہلے دِل جھکانا چاہئے
خاک کے ذرّوں کی قسمت یوں جگانا چاہئے — دامنِ صحرا کو بھی جنت بنانا چاہئے
حجِ آخر سے پلٹ کر آ رہے ہیں مصطفےٰؐ — خُم میں آیا حکمِ خالق رُک کے جانا چاہئے
روشنی میں مہر روشن کی کھلے میدان میں — ایک اہم کارِ خدا انجام پانا چاہئے
تکملہ اسلام کا ہو جائے سب کے سامنے — عام مجمع ہے پیامِ حق سنانا چاہئے
رائیگاں جاتی نہیں قربانیاں انسان کی — حق تو یہ ہے حق محنت سبکو پانا چاہئے

جس نے نعلینِ نبوت عمر بھر ٹانکی اُسے دیکے اوروں پر فضیلت حق دکھانا چاہیئے
ہر کوئی اس کو اُٹھائے یہ کبھی ممکن نہیں یہ نبیؐ کا بوجھ ہے معصوم شانہ چاہیئے
لے کے ہاتھوں پر علیؑ کو مصطفےٰؐ نے یہ کہا
حکمِ خالق ہے اِسے مولا بنانا چاہیئے

علامہ نجم آفندی

﴿مولائے غدیر﴾

محفل میں نشہ مئے تولا چڑھا — خیبر کی خبر سن کے درود اور پڑھا
راہیں کیا کیا علی کی سیرت سے ملیں — دل نعرۂ صلوٰۃ سے آگے نہ بڑھا

دعویٰ تو بہت ہے طینت فاضل کا — دریا ہے بڑا پتہ نہیں ساحل کا
تو فاتح خیبر ہی علیؑ کو سمجھا — وہ فاتح اعظم ہے دماغ و دل کا

کس برتے پہ تو حیدری کہلاتا ہے — اپنی ہستی میں کیا جھلک پاتا ہے
تیرا دل بھی نہیں تیرے بس میں — مغرب سے وہ آفتاب پلٹاتا ہے

حق بات پہ اڑ بیٹھ بوذر کی طرح — اٹھ شیر صفت مالک اشتر کی طرح
سرمایہ پرستوں کی خوشامد میں نہ رہ — دولت کو دعا نہ دے گداگر کی طرح

نظروں میں حکومت کی گنہگار بھی تھا — اک وقت وہ آیا کہ سردار بھی تھا
حق ورد زباں رہا زباں کٹنے تک — اس قوم مین ایک میثم تمار بھی تھا

رہبر کوئی جز فکر خدا ساز نہ لے — ہاں قرض کسی کے طرز و انداز نہ لے
آقا ہے تیرا علیؑ سا مافوق بشر — جبرئیلؑ بھی دے تو پر پرواز نہ لے

ہاں سرّ خفی نص جلی کہہ کے الٹ — اے صاحب روز ازلی کہہ کے الٹ
کیا صرف کتابوں کے الٹتا ہے ورق — دنیا کا ورق بھی یا علیؑ کہہ کے الٹ

تکلیف میں دم کسی کا بھرنا کیسا ہے — غفلت میں کوئی نفس گذرنا کیسا ہے
ہر سانس میں ہو ورد زباں نام علیؑ — یہ وقت پڑے پہ یاد کرنا کیسا ہے(۱)

(۱) کتاب غدیر۔ص:۲۹۶

سید ندیم اصغر زیدی

غدیری جشن ہے پیہم، کلام رب کے داماں میں
علیؑ کا ذکر کرتی ہیں سبھی آیات قرآں میں

رہے جب تین دن تک سب منافق خم کے میداں میں
گھٹن محسوس کی، ایسا لگا جیسے ہوں زنداں میں

جو یہ کہتے ہیں ان کے واسطے قرآن کافی ہے
کسی سورت دکھادیں، حسبُنا کا حکم قرآں میں

پیمبرؐ نے کجاوے لے لئے، منبر بنانے کو
بھگوڑے بھاگنا چاہیں، نہیں اب ان کے امکاں میں

پھرے ہیں سرپھرے کچھ لوگ مولاؑ کی ولایت سے
ملیں گے حشر میں وہ سب کے سب حال پریشاں میں

ولایت کے بنا کلمہ ادھورا ہے، مسلمانو!
ہے جب کلمہ ادھورا، پختگی کیا ہوگی ایماں میں

غدیرخم کے میداں میں ہیں مومن بھی، منافق بھی
گلوں کے ساتھ کانٹے بھی تو ہوتے ہیں گلستاں میں

وہ ہے آدمؑ کا منکر، یہ مسلماں فخر آدمؑ کے
اکڑ، شیطان سے کتنی زیادہ ہے مسلماں میں

خدا نے خم کے صدقے میں عطا کیں نعمتیں جس دم
اچانک وسعتیں پیدا ہوئیں تنگی داماں میں

علیؑ کو تہنیت دینے میں ہیں مصروف سب حاجی
صدا رونے کی، کس کی آ رہی ہے خم کے میداں میں

ندیمؔ اُن کا سہارا گر مجھے ملتا رہے پیہم
مسلسل شعر لکھوں میں غدیر خم کے عنواں میں

جنابِ واصف عابدی، سہارنپوری

شعور جن کا تعصب کے دام میں ہے اسیر
سمجھ سکیں گے وہ کیا منزلِ جنابِ امیرؑ
نبیؐ ہیں مہر درخشاں علیؑ ہیں ماہِ منیر
حریمِ دیں میں ہے دونوں کے نور کی تنویر
علیؑ صحیفۂ عصمت کی جاوداں تحریر
علیؑ کا طرزِ عمل مرضئ خدائے قدیر
علیؑ کا ذکر ہے علمِ کلام کی توقیر
کہ جس سے ہوتی ہے قلب و دماغ کی تطہیر
یہی ہے ''آیہ بلّغ'' کی واقعی تفسیر
زبانِ مرسلِ اعظمؐ پہ ہے حدیثِ غدیر
ولایتِ علوی کا چراغ روشن ہے
یہ وہ چراغ ہے جس کی ضیا ہے عالمگیر
یہی چراغ ہے اسرارِ آگہی کا امیں
یہی چراغ ہے آئینِ زندگی کا سفیر
اسی چراغ سے ایماں کا رخ نکھرتا ہے
اسی چراغ کا صدقہ ہے خلد کی جاگیر

مری نظر میں ہے اک سلسلہ ہدایت کا
مرے شعور کا مرکز ہے کربلا و غدیر

فراریانِ احد سے مرا نہیں رشتہ
مرا امام ہے حیدرؑ سا صاحبِ شمشیر

علیؑ کو مظہرِ او صافِ کبریا سمجھو
علیؑ کے ہاتھ میں ہے کائنات کی تقدیر

سیاہ رات کو نورِ سحر سے کیا نسبت؟
کہاں نظامِ سقیفہ کہاں نظامِ غدیر

وہ جس کو ''نقطۂ با'' کی ہے معرفت واصفؔ
وہی ہے عارفِ قرآں وہی ہے پاک ضمیر